شمشان

اے حمید

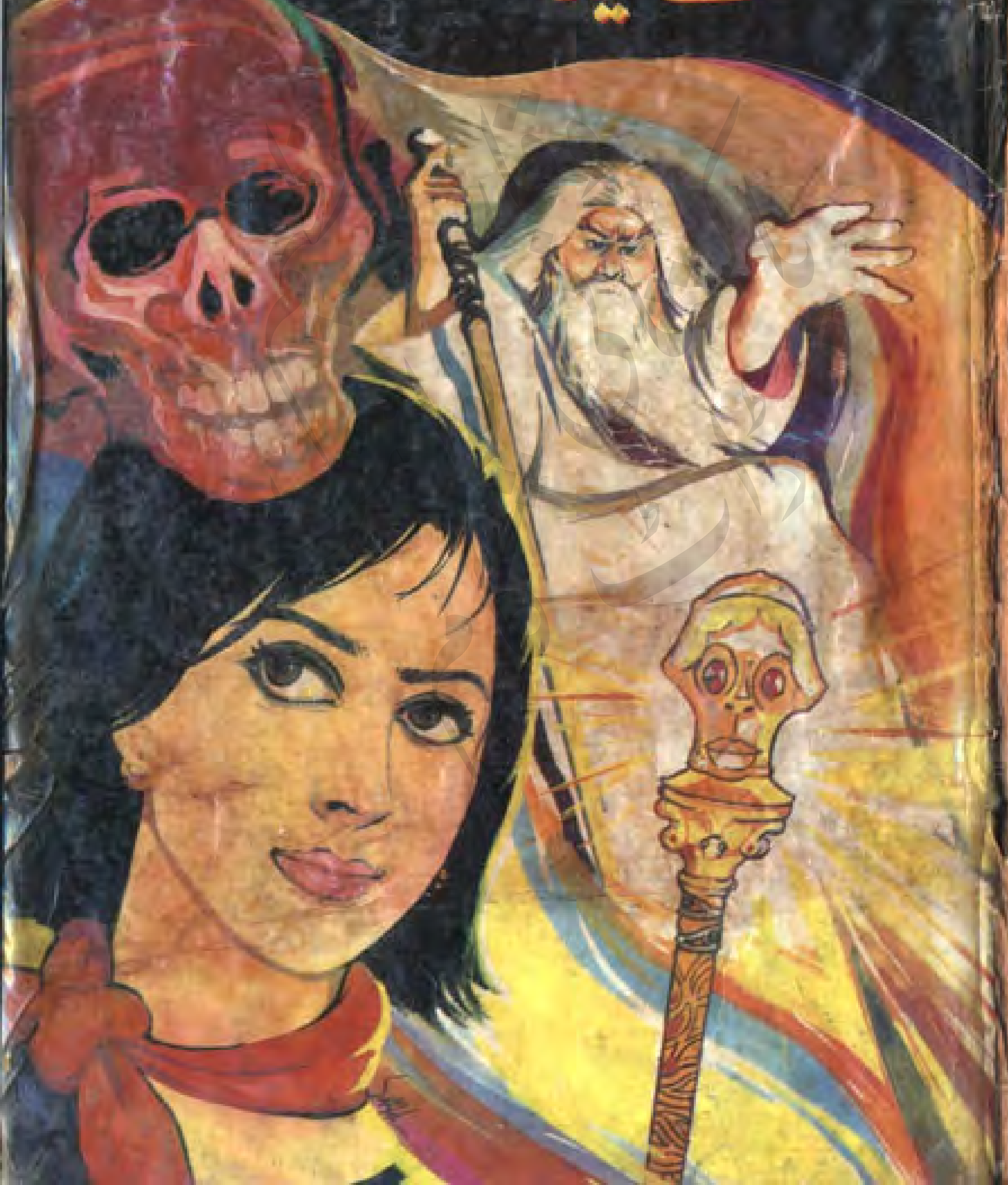

کالے سیاہ بادلوں نے آسمان کو ڈھانپ رکھا تھا...... سرد ہوا چلنے لگی تھی...... گہرے سیاہ بادلوں کی وجہ سے شام کے وقت ہی سنگلاخ علاقے میں رات کا اندھیرا چھا گیا تھا...... نوجوان عمران اپنی موٹر سائیکل پر سوار ریلوے پھاٹک عبور کرنے کے بعد ایک کچے راستے پر چلا جا رہا تھا...... جب وہ شہر سے چلا تھا تو دن ڈھلنا شروع ہو گیا تھا اور آسمان پر دُور مشرقی اُفق پر بادل جمع ہوتے دکھائی دے رہے تھے...... عمران کے ڈیڈی اور ممی نے اسے مشورہ بھی دیا تھا کہ وہ دریافت شدہ آثار قدیمہ کو دیکھنے کا پروگرام اگلی اتوار تک ملتوی کر دے اور اگر اسے ضرور جانا ہی ہے تو موٹر سائیکل کی بجائے ریل گاڑی میں بیٹھ کر جائے۔

لیکن ایک تو عمران کی رگوں میں جوانی کا خون گردش کر رہا تھا، دوسرے وہ شروع ہی سے ایڈونچر پسند یعنی مہم جو طبیعت کا مالک تھا اور تیسری سب سے اہم بات یہ تھی کہ تاریخ کا سٹوڈنٹ تھا اور اسے قدیم تاریخ سے اور نئے نئے دریافت ہونے والے تاریخی آثار قدیمہ کے کھنڈرات اور نوادرات سے بے حد دلچسپی تھی، چنانچہ جب کالج کے اپنے پروفیسر سے اسے معلوم ہوا کہ شہر سے ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر شمال مشرق کی جانب سنگلاخ علاقے میں موہنجوداڑو کے زمانے کا ایک کھنڈر دریافت ہوا ہے تو عمران سے صبر نہ ہو سکا اور اس نے اسی وقت وہاں جانے کا ارادہ کر لیا۔

عمران کی کلاس فیلو اور منگیتر رُخسانہ نے بھی اسے سمجھایا کہ دن ڈھل جانے کے بعد موٹر سائیکل پر اتنا لمبا سفر نہیں کرنا چاہئے، خاص طور پر جبکہ وہ علاقہ ویران اور غیر آباد ہے، مگر عمران نہ مانا...... کہنے لگا۔

"رُخسانہ! قدیم تاریخ ہمارا سبجیکٹ ہے، اس حوالے سے یہ ایک معلوماتی سفر بھی ہے اور ایڈونچر بھی ہے...... مجھے یقین ہے کہ موہنجوداڑو عہد کا جو کھنڈر دریافت ہوا ہے اس سے ہمیں بڑی قیمتی معلومات حاصل ہوں گی...... میں تمام نوٹس تیار کر کے لاؤں گا۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"آسمان پر بادل جمع ہونے لگے ہیں، اگر تمہیں جانا ہی ہے تو پھر ٹرین میں سوار ہو کر جاؤ، جہاں یہ آثار قدیمہ دریافت ہوئے ہیں اس کے قریب ہی ایک چھوٹا ریلوے سٹیشن ہے جہاں پسنجر ٹرین ٹھہرتی ہے۔"

عمران نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"ڈیئر رُخسانہ! تم بھی ممی ڈیڈی کی طرح باتیں کرنے لگی ہوئی...... مائی ڈیئر...... جو ایڈونچر موٹر سائیکل میں ہے وہ ریل گاڑی میں نہیں ہے۔"

"مگر تم وہاں رات کہاں گزارو گے؟ اس ویران علاقے میں تو کسی ہوٹل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

عمران بولا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو...... میں نے پتہ کر لیا ہے، جہاں قدیم کھنڈر دریافت ہوا ہے وہاں محکمہ آثار قدیمہ والوں نے اپنے خیمے لگائے ہوئے ہیں...... میں وہیں رات بسر کر لوں گا۔"

عمران اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا...... اس کے والد کا شہر میں درمیانے درجے کا بزنس تھا...... شہر سے باہر ایک نئی کالونی میں وہ ایک چھوٹی سی کوٹھی میں رہتے تھے......

رُخسانہ کے علاوہ عمران کی ممی اور ڈیڈی بھی نہیں چاہتے تھے کہ وہ اتنا لمبا سفر موٹر سائیکل پر طے کرے مگر عمران نے کسی کی نہ سنی اور چمڑے کے بیگ میں نوٹ بک، ایک انگریزی ناول، ایک شکاری چاقو اور بسکٹوں کے ایک پیکٹ کے علاوہ ضرورت کی دوسری چیزیں رکھنے کے بعد پانی سے بھری ہوئی پلاسٹک کی بوتل بھی ساتھ رکھ لی اور اپنے ایڈونچرس سفر پر روانہ ہو گیا۔

اگر اس وقت عمران کو ذرا سا بھی علم ہو جاتا کہ اس سفر میں اس کے ساتھ کیا گزرنے والی ہے تو وہ کبھی یہ سفر اختیار نہ کرتا، لیکن ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا...... مقدر میں جو لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

جب تک لاہور کی سڑکیں عمران کے ساتھ رہیں، وہ پوری رفتار سے موٹر سائیکل چلاتا رہا، لیکن جب لاہور اور لاہور شہر کی نئی کالونی کی آبادیاں بھی پیچھے رہ گئیں تو اُونچے نیچے غیر ہموار کچے راستے شروع ہو گئے...... ان راستوں پر موٹر سائیکل تیز رفتاری سے نہیں چل سکتی تھی۔

جس علاقے میں عمران کو پہنچنا تھا اس کا مختصر سا نقشہ بنا کر عمران نے اپنے پاس رکھ لیا تھا...... اس نقشے کے حساب سے وہ کچھ دُور تک ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ سفر کرتا رہا...... پھر ایک خاص مقام پر آ کر وہ ریلوے لائن کو چھوڑ کر ایک کچے راستے پر آ گیا...... یہاں آتے آتے آسمان کو سیاہ بادلوں نے پوری طرح سے ڈھانپ لیا تھا اور اندھیرا سا ہو گیا تھا...... عمران نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا...... شام کے چھ بجنے میں دس منٹ باقی تھے...... ستمبر، اکتوبر کا موسم تھا...... دن جلدی ڈھل جاتا تھا اور چھ بجے ہی شام ہو جاتی تھی۔

اس وقت بھی شام ہو چکی تھی اور بادلوں کی وجہ سے شام کا اندھیرا زیادہ گہرا ہو گیا تھا...... عمران کسی جگہ رُک کر تھوڑی دیر ریسٹ کرنا چاہتا تھا اور موٹر سائیکل کو بھی آرام کرنے کا موقع دینا چاہتا تھا...... وہ جس کچے راستے پر جا رہا تھا اس کی دونوں جانب

جھاڑیاں اور کیکر اور پھلاہی کے درخت ہی درخت تھے جو شام کے لمحہ بہ لمحہ گہرے ہوتے اندھیرے میں ایسے لگ رہے تھے جیسے زمین میں سے دیو ہیکل ڈراؤنے جن بھوتوں کے پنجے نکل کر کچے راستے پر جھکے ہوئے ہوں...... درختوں کی شاخیں ہوا کے جھونکوں کے ساتھ بار بار نیچے جھک رہی تھیں، جیسے عمران کو اُوپر اُٹھا لے جانے کی کوشش کر رہی ہوں۔

لیکن عمران بغیر کسی ڈر، خوف کے آہستہ آہستہ موٹر سائیکل چلاتا چلا جا رہا تھا...... موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ اس نے روشن کر رکھی تھی، وہ ایک چھوٹی سی پکی سڑک پر نکل آیا...... سڑک ٹوٹی پھوٹی ہوئی تھی...... یہ مختلف اضلاع کو جاتی ذیلی سڑک تھی...... عمران کو کچھ فاصلے پر سڑک کی بائیں جانب روشنی نظر آئی...... اس نے اپنا رُخ اس روشنی کی طرف کر لیا۔

یہ ایک قصبے کے باہر سڑک پر واقع ایک دو کھوکھا نما دکانوں کی روشنی تھی...... ان میں ایک چائے وغیرہ کی دکان تھی...... عمران نے دکان کے آگے موٹر سائیکل کھڑی کر دی اور دکان دار سے کہا۔

"کیوں بھائی چائے مل جائے گی؟"

دیہاتی دکان دار نے کہا۔

"مل جائے گی جناب اور آلو قیمہ اور روٹی بھی مل جائے گی۔"

آلو قیمہ اور روٹی کا سن کر عمران کی بھوک بیدار ہو گئی، اس نے کہا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے...... کچھ دے دو کھانے کو بھائی...... بعد میں چائے بھی بنا دینا۔"

اس وقت تک اندھیرا ضرور مزید گہرا ہو گیا تھا اور بادل بھی تھے مگر بارش وغیرہ شروع نہیں ہوئی تھی اور ہوا بھی زیادہ تیز نہیں چل رہی تھی...... عمران اپنے سفر کا آدھا راستہ طے کر چکا تھا...... آدھا سفر رہ گیا تھا...... نقشہ اس کے پاس موجود تھا......

اسے یقین تھا کہ وہ مزید گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں اپنی منزل پر پہنچ جائے گا...... چائے کے کھوکھے والے نے پوچھا۔

"بابو جی! کہاں جائیں گے آپ؟"

عمران نے اسے اپنی منزل کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگا۔

"وہاں تک ایک کچا راستہ تو ضرور جاتا ہے مگر رات ہو گئی ہے اور موسم کا رُخ بھی کچھ اچھا نظر نہیں آتا...... بہتر یہی ہے کہ آپ رات قصبے میں گزاریں اور صبح چلے جائیں۔" عمران نے ہنس کر کہا۔

"ارے بھائی! میں دشوار گزار پہاڑیوں میں ٹریکنگ کرتا رہا ہوں، یعنی تھیلا کندھے پر ڈال کر پیدل سفر کرتا رہا ہوں...... اب تو موٹر سائیکل بھی میرے ساتھ ہے...... تم فکر نہ کرو، میں بڑی جلدی جہاں پہنچنا ہے پہنچ جاؤں گا۔"

اس کے بعد کھوکھے والے نے کوئی بات نہ کی...... عمران نے جلدی جلدی آلو قیمے کے ساتھ روٹی کھائی...... چائے پی...... موٹر سائیکل کی تھوڑی بہت جانچ پڑتال کی...... پٹرول چیک کیا اور کھوکھے والے کو بل ادا کرنے کے بعد پوچھا۔

"یہ سڑک آگے روہیلانوالے کی طرف نکل جاتی ہے ناں؟"

جہاں آثار قدیمہ والوں نے تاریخی کھنڈر دریافت کیا تھا وہ جگہ روہیلانوالے سے مغرب کی طرف بیس تیس میل کے فاصلے پر تھی...... کھوکھے والے نے کہا۔

"روہیلانوالے کی طرف ہی جاتی ہے مگر وہاں سے آپ کو کوئی سڑک نہیں ملے گی۔"

"میں جانتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

اور موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے سڑک پر چل پڑا۔

موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ کی روشنی میں اسے آگے پچاس گز تک سڑک نظر آ رہی تھی...... سڑک کی حالت شکستہ ہو رہی تھی...... عمران بڑی احتیاط سے اور ہلکی

رفتار کے ساتھ موٹر سائیکل چلا رہا تھا...... اس طرح عمران کو روہیلا نوالے تک پہنچتے پہنچتے کافی وقت لگ گیا...... اس وقت رات کا اندھیرا اور گہرا ہو چکا تھا اور سیاہ بادلوں میں کسی کسی وقت بجلی چمک جاتی تھی اور دُور سے بادلوں کی دھیمی گرج بھی سنائی دینے لگی تھی۔

روہیلا نوالے سے آگے ابھی کافی سفر باقی تھا اور یہ سارا راستہ ویران سنگلاخ علاقے میں سے ہو کر گزرتا تھا، لیکن عمران مطمئن تھا...... اپنے وطن پاکستان کے شمالی علاقہ جات کی ٹریکنگ یعنی پیدل سیاحت کے دوران وہ کئی بار راتوں کو بھی اس قسم کے دشوار گزار مرحلوں سے گزر چکا تھا...... روہیلا نوالا قصبے کی دو تین ٹمٹماتی روشنیاں دیکھ کر اس نے موٹر سائیکل سڑک سے اتاری اور اسے دائیں جانب کھیتوں میں ڈال دیا۔

نقشے کے حساب سے وہ صحیح راستے پر جا رہا تھا...... بادلوں میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد بجلی نے جو چمکنا شروع کر دیا تھا اس کی وجہ سے عمران کو ایک تشویش سی ضرور ہو رہی تھی کہ اگر بارش شروع ہو گئی تو اس کے لئے سفر جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا...... یہ سوچ کر اس نے موٹر سائیکل کی رفتار کو تھوڑا سا تیز کر دیا تھا، مگر کھیتوں کے درمیان چھوٹا سا راستہ غیر ہموار تھا اور کہیں کہیں چھوٹے بڑے گڑھے بھی آجاتے تھے جس کی وجہ سے اسے بار بار رفتار ہلکی کرنی پڑتی تھی...... روہیلا نوالے قصبے سے وہ کافی آگے نکل آیا تھا...... ہوا بھی کچھ تیز ہو گئی تھی اور ہوا میں ٹھنڈک بھی آگئی تھی...... لگتا تھا کہ پیچھے کہیں بارش ہو رہی ہے...... عمران کو دائیں بائیں بھی دیکھنا پڑتا تھا کہ وہ صحیح سمت ہی کو جا رہا ہے یا نہیں۔

مگر اس کے دائیں بائیں گھپ اندھیرا تھا...... اس لمحے پہلی بار عمران کو محسوس ہوا کہ اسے رُخسانہ اور گھر والوں کی بات مان لینی چاہئے تھی اور ٹرین میں ہی سفر کرنا چاہئے تھا، مگر اب وہ واپس نہیں جا سکتا تھا اور وہ واپس جانا بھی نہیں چاہتا تھا...... وہ ایک باہمت اور مہم جو نوجوان تھا...... نقشے اور عمران کی معلومات کے مطابق قصبہ روہیلا نوالے

سے دس پندرہ میل آگے ایک بہت بڑے کھال کا پل آتا تھا...... عمران کو اسی پل کو پار کر کے بائیں طرف مڑنا تھا اور اس کچے راستے پر آجانا تھا جو اس مقام تک جاتا تھا جہاں آثار قدیمہ کی کھدائی ہو رہی تھی اور جو عمران کی منزل تھی...... وہ قصبے سے کافی آگے نکل آیا تھا...... موٹر سائیکل کی بتی کی روشنی میں وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ شاید اسے بڑے کھال کا پل نظر آجائے مگر ابھی تک کوئی پل وغیرہ نظر نہیں آیا تھا...... کھیتوں کا سلسلہ ختم ہو گیا اور سنگلاخ علاقہ شروع ہو گیا...... یہاں عمران کے لئے اپنی سمت کو سیدھا رکھنا مشکل ہو گیا...... وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ موٹر سائیکل جس رُخ پر جاری ہے اسی رُخ پر رہے لیکن اُونچی نیچی سنگلاخ زمین پر موٹر سائیکل اُچھل اُچھل کر کبھی دائیں ہو جاتی تھی اور کبھی بائیں طرف مڑ جاتی تھی...... عمران نے اس کی رفتار اور کم کر دی تھی۔

اس خیال سے بھی اس نے رفتار کم کر دی تھی کہ اس کا موٹر سائیکل پر پورا کنٹرول رہے، مگر چاروں طرف گھپ اندھیرے کی وجہ سے عمران کو ایسا لگنے لگا تھا کہ اس کا رُخ سیدھا نہیں رہا...... اگر آسمان پر ستارے نکلے ہوتے تو وہ ان سے رہنمائی حاصل کر سکتا تھا، لیکن ستارے گہرے بادلوں میں چھپے ہوئے تھے...... جب اسی طرح کافی وقت گزر گیا اور بڑے کھال کا پل نہ آیا تو عمران کو فکر لاحق ہوئی...... اس نے موٹر سائیکل روک دی اور دائیں بائیں اندھیرے میں جتنا گھور گھور کر دیکھ سکتا تھا دیکھنے لگا...... وہاں کہیں کہیں درخت اُگے ہوئے تھے...... جنگلی جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں۔

اس نے سوچا کہ اسے ذرا دائیں جانب ہو کر چلنا چاہئے...... ہو سکتا ہے پل اسی طرف ہو۔ یہ خیال کہ یہاں سے دائیں جانب ہو جاؤ، عمران کے مقدر نے اس کے ذہن میں ڈالا تھا، کیونکہ یہیں سے اس کی زندگی کی سب سے ہولناک مصیبت کی ابتدا ہونے والی تھی...... عمران نے موٹر سائیکل کو کھڑے کھڑے ذرا سا دائیں جانب موڑ دیا...... اسے سٹارٹ کیا اور چل پڑا...... دُور دُور تاریکی میں اسے اُونچے نیچے ٹیلوں کے

ڈھندلے خاکے اُبھرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے...... اسے یقین تھا کہ جہاں آثار قدیمہ کی کھدائی ہو رہی ہے وہ جگہ ان ٹیلوں کے درمیان ہی واقع ہے۔

محکمہ آثار قدیمہ والوں نے بھی اسے یہی بتایا تھا کہ جہاں سنگلاخ ٹیلے ہیں ان کے قریب ہی آثار قدیمہ کے کھنڈر دریافت ہوئے ہیں...... عمران کا موٹر سائیکل پتھروں اور چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں سے گزرتا ان ٹیلوں کی طرف بڑھ رہا تھا...... جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا علاقے کی ویرانی بڑھ رہی تھی اور تاریکی اور زیادہ گہری ہوتی جا رہی تھی...... ایک جگہ آ کر عمران نے موٹر سائیکل روک کر انجن بند کر دیا...... انجن کے بند ہوتے ہی اسے محسوس ہوا کہ فضا میں ایک عجیب خوف طاری کر دینے والا سناٹا چھایا ہوا ہے...... بادلوں میں رہ رہ کر بجلی اسی طرح چمک رہی تھی مگر اس کی چمک ابھی کافی دھیمی تھی...... اچانک عمران کی ناک پر ٹھنڈے پانی کی بوند گری۔

اس نے اُوپر آسمان کی طرف دیکھا...... ایک اور بوند اس کے چہرے پر پڑی......

اس کا مطلب تھا کہ بارش آ رہی تھی...... عمران نے فوراً موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور کافی تیز سپیڈ سے پہاڑی ٹیلوں کی طرف روانہ ہو گیا...... وہ بار بار اُچھل رہا تھا...... اسے ہچکولے لگ رہے تھے، مگر اس نے سپیڈ کم نہ کی...... بارش آنے سے پہلے پہلے وہ اگر اپنی منزل پر نہیں تو کم از کم کسی ایسی جگہ ضرور پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں اگر بارش آ جائے تو پناہ لے سکے...... سرد ہوا تیز ہو گئی...... بجلی چمکنے اور کڑکنے لگی...... پھر ایک دم سے بارش شروع ہو گئی۔

عمران نے موٹر سائیکل کی رفتار تیز کر دی اور اندھا دھند سامنے کی طرف اسے دوڑانے لگا...... بارش اتنی تیز تھی کہ وہ شرابور ہو گیا...... موٹر سائیکل کی بتی کی روشنی میں سوائے گرتی بارش کے اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا...... ایک بار بجلی کڑکی تو اس کی روشنی میں اسے کچھ فاصلے پر ایک عمارت دکھائی دی...... اس نے اس عمارت کی طرف موٹر سائیکل کا رُخ کر دیا...... وہ دیوانہ وار موٹر سائیکل فل سپیڈ پر چلاتا

زبردست ہچکولے کھاتا اس عمارت تک پہنچ گیا...... بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک اور تیز بارش میں اس نے دیکھا کہ کوئی خستہ حال بوسیدہ سی عمارت ہے جس کا دروازہ بند ہے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے...... عمارت کوئی تاریخی کھنڈر معلوم ہوتی تھی۔

دروازے کے اُوپر ایک پرانا چھجہ تھا...... رہ رہ کر کڑکتی اور چمکتی بجلی کی چمک میں اس نے دیکھا کہ دروازے کا چھجہ ایک طرف سے ٹوٹ کر گر چکا ہے...... عمران نے جلدی سے موٹر سائیکل بند کر کے چھجے کے نیچے ایک طرف کھڑی کی اور خود بھی چھجے کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا...... اس نے کندھے سے چمڑے کا تھیلا اتار کر نیچے رکھا...... جیب سے رُومال نکال کر چہرہ صاف کیا...... اس کی جیکٹ اور پتلون بارش میں شرابور ہو چکی تھی۔

بادل گرج رہے تھے...... بجلی یوں کڑک کڑک کر کوند رہی تھی جیسے ابھی اس عمارت پر گر کر اسے بھسم کر ڈالے گی...... بجلی کی چمک عمارت کے دروازے پر پڑی تو عمران نے دیکھا کہ لکڑی کے بھاری قلعہ نما دروازے کا کنڈا غائب تھا...... سرد ہوا تیز ہو گئی تھی اور بارش کی بوچھاڑیں اس پر پڑ رہی تھیں...... موٹر سائیکل عمران نے ایک طرف سائیڈ میں کر کے کھڑی کر دی تھی...... اس نے دروازے کو اندر کو دھکیلا ایک ڈرا دینے والی چرچراہٹ کے ساتھ دروازے کا ایک پٹ کھل گیا...... عمران جلدی سے اندر داخل ہو گیا...... اندر گھپ اندھیرا تھا۔

آدھے کھلے دروازے میں سے سرد ہوا کے شوریدہ سر جھونکے اور بارش کی بوچھاڑ اندر آ رہی تھی...... عمران نے دروازہ بند کر دیا...... اس نے چمڑے کے تھیلے میں سے ماچس اور موم بتی نکال کر موم بتی روشن کر کے ہاتھ اوپر اٹھا کر دیکھا...... یہ ایک خستہ حال کوٹھڑی نما چھوٹا کمرہ تھا جس کی چھت پر جگہ جگہ جالے لٹک رہے تھے...... بند فضا میں عجیب ناگوار سی نم آلود بو پھیلی ہوئی تھی...... عمران موم بتی لئے سامنے والی دیوار کی طرف آ گیا۔

سامنے والی دیوار میں ایک آتش دان تھا جس کی دیواریں سیاہ پڑ چکی تھیں اور اس میں بھی مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے، لگتا تھا کہ یہ کوٹھڑی نما کمرہ کئی سالوں سے ویران پڑا ہے...... آتش دان کے اُوپر بنے ہوئے کارنسی پر گرد کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی...... عمران نے ایک جگہ سے گرد ہٹا کر وہاں موم بتی لگا دی اور اس کی روشنی میں ایک بار پھر کمرے کا جائزہ لیا۔

ایک طرف دیوار کے ساتھ تخت پوش بچھا ہوا تھا...... تخت پوش پر بھی مٹی کی تہہ چڑھی ہوئی تھی...... عمران نے رومال سے تخت پوش کی تھوڑی بہت مٹی صاف کی اور بیٹھ گیا...... فرش مٹی کا تھا اور گرد آلود تھا...... تخت پوش آتش دان کے پہلو میں دیوار کے ساتھ لگا تھا...... عمران نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی...... تھیلے میں سے انگریزی کا ناول نکالا اور موم بتی کی روشنی میں اسے پڑھنے لگا...... باہر بارش کا طوفان تھم گیا تھا مگر تیز ہوا کے جھکڑ اسی طرح چل رہے تھے اور ان کی ایسی آواز آ رہی تھی جیسے بہت سی عورتیں کسی لاش کے پاس بیٹھی بین کر رہی ہوں۔

بجلی بھی رہ رہ کر چمک رہی تھی...... کوٹھڑی کے دروازے والی دیوار کے اُوپر ایک چھوٹا سا محراب دار روشن دان بنا ہوا تھا جس پر سلاخیں لگی ہوئی تھیں...... باہر بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں یہ سلاخیں ایک لمحے کے لئے نظر آ جاتیں...... عمران کو طوفانی رات گزارنے کے لئے ایک محفوظ ٹھکانہ مل گیا تھا...... اس نے یہی فیصلہ کیا کہ رات وہاں گزار کر صبح ہوتے ہی اپنی منزل یعنی اس طرف چل دے گا، جہاں محکمہ آثار قدیمہ والے کھدائی کر رہے تھے۔

بادلوں کی گرج بھی بہت دھیمی پڑ گئی تھی، مگر باہر بارش ہو رہی تھی...... بارش کی آواز اندر سنائی دے رہی تھی...... پڑھتے پڑھتے عمران کو اُونگھ آ گئی...... کتاب اپنے آپ اس کے ہاتھ سے گر پڑی، مگر اسے خبر نہ ہوئی...... اس کا سر سینے پر جھکا ہوا تھا...... وہ پوری طرح سو نہیں رہا تھا...... یہ نیند اور بیداری کی درمیانی حالت تھی...... اچانک

عمران نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

اسے ایسے لگا تھا جیسے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے آہستہ سے ہلایا تھا...... کوٹھڑی میں موم بتی کی پراسرار دُھندلی روشنی پھیلی ہوئی تھی...... عمران نے نیند سے بھری ہوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا...... اسے کوئی انسان نظر نہ آیا...... اس نے یہی سمجھا کہ اُونگھنے کی حالت میں اسے ایسا محسوس ہوا ہے، ویسے بھی عمران ایک دلیر اور اللہ پر ایمان رکھنے والا نوجوان تھا اور اس قسم کے توہمات پر اس کا بالکل یقین نہیں تھا، اس کا عقیدہ تھا کہ اول تو کوئی بدرُوح ہوتی نہیں اور اگر اتفاق سے بدرُوحیں یا کالا جادُو ٹونہ ہوتا بھی ہے تو خدا پر ایمان رکھنے والے سچے مسلمان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور پابند صوم و صلوۃ مسلمان کے تو بدرُوحیں قریب بھی نہیں پھٹکتیں...... عمران کا یہ بھی نظریہ تھا کہ اگر دُنیا میں کالا جادُو یا بدرُوحوں کا وجود واقعی ہے تو وہ بت پرست کافروں کی بدرُوحیں ہوتی ہیں اور صرف اس شخص پر ان کا برا اثر ہوتا ہے جس کا ایمان متزلزل ہو گیا ہو، جو شرک کرتا ہو اور جو اللہ کے دکھائے ہوئے سیدھے راستے کو چھوڑ کر شیطان کی راہ پر چلنے لگا ہو۔

عمران کو نیند آ رہی تھی۔

وہیں تخت پوش پر لیٹ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں...... وہ ابھی نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ اسے محسوس ہوا کہ دروازے پر کوئی دستک دے رہا ہے...... عمران جلدی سے اُٹھ کر بیٹھ گیا اور کان لگا کر سننے لگا کہ یہ آواز کیسی تھی...... روشن دان میں سے بجلی کی چمک اندر آ رہی تھی...... ہوا کا ہلکا ہلکا شور اور بارش کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی...... وہی آواز ایک بار پھر آئی...... کوئی دروازے پر ٹھک ٹھک کر رہا تھا...... عمران کو خیال آیا کہ شاید یہ بھی کوئی بھٹکا ہوا مسافر ہے اور بارش سے بچنے کے لئے اندر آنا چاہتا ہے...... وہ اُٹھ کر کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آ گیا...... اس نے پوچھا۔

"کون ہے؟"

باہر سے کوئی جواب نہ آیا...... عمران نے دوسری بار پوچھا کون ہے...... پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا...... عمران اسے بھی اپنا وہم ہی سمجھا اور واپس مڑا تو پھر ٹھک ٹھک کی آواز سنائی دی...... عمران نے دروازے کا پرانا کنڈا اتار کر دروازے کے ایک پٹ کو کھول کر باہر دیکھا...... باہر تیز ہواؤں کے شور اور بارش کے سوا اور کچھ بھی نہیں تھا...... عمران نے بلند آواز سے کہا۔

"کون ہے؟"

جواب میں صرف بارش اور ہواؤں کا شور تھا...... باہر کوئی بھی نہیں تھا......

عمران نے دروازہ بند کر کے کنڈی لگادی اور واپس تخت پوش پر آکر لیٹنے ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر وہی دروازے پر دستک دینے کی آواز سنائی دی...... اب اس نے غور سے سنا تو یہ آواز کوٹھڑی کے ایک کونے کی طرف سے آرہی تھی، جہاں ایک اور دروازہ تھا جو بند تھا...... روشن دان میں سے ہوا کا تیز جھونکا آیا اور موم بتی کی لو پھڑ پھڑانے لگی......

عمران کی نگاہیں کوٹھڑی کے کونے والے دروازے پر جمی تھیں اور وہ ہمہ تن گوش تھا۔

اسے یقین تھا کہ اب جو آواز آئی تھی وہ اسی دروازے پر دستک دینے کی آواز تھی، مگر سوال یہ تھا کہ یہ دروازہ تو کسی دوسری بند کوٹھڑی کا دروازہ تھا...... اس کے اندر کون تھا جو دستک دے رہا تھا...... وہی ٹھک ٹھک کی آواز پھر سنائی دی...... اس کے ساتھ ہی کارنس پر رکھی موم بتی کی لو ایک بار پھر پھڑ پھڑانے لگی...... روشندان میں سے بجلی کی ہلکی ہلکی چمک اندر آرہی تھی...... ایک لمحے کے لئے عمران کو خیال آیا کہ کہیں یہاں کوئی بھوت پریت تو نہیں رہتا۔

اچانک دروازے پر پھر کسی نے دستک دی۔

عمران کے کان کھڑے ہو گئے...... اسے کسی عورت کی آواز بھی سنائی دی...... آواز بڑی دھیمی تھی جیسے کسی بند صندوق میں سے آرہی ہو...... عمران کے جسم میں

خوف کی سرد لہر سی دوڑ گئی...... وہ اپنی جگہ پر بت بنا بیٹھا آواز سنتا رہا...... عورت کی آواز تھوڑے تھوڑے وقفے سے آرہی تھی، وہ کچھ کہہ رہی تھی...... یہ آواز کونے والی کوٹھڑی سے ہی آرہی تھی...... اگرچہ عمران نے دور دراز کے ویران اور غیر آباد علاقوں کی سیاحت کے دوران کئی لوگوں کی زبانی سنا تھا کہ پرانے کھنڈروں اور ویران حویلیوں میں بھوت پریت بسیرا کر لیتے ہیں لیکن نہ تو کبھی اس کا کسی بھوت پریت سے واسطہ پڑا تھا اور نہ ہی کبھی وہ بھوت پریت کے تصور سے خوفزدہ ہوا تھا، لیکن اس تاریک طوفانی رات میں آدھی رات کے وقت ایک ویران کھنڈر میں ایک بند کوٹھڑی میں سے کسی عورت کی گھٹی گھٹی آواز سن کر تھوڑی دیر کے لئے وہ بھی خوف زدہ ہو گیا تھا۔

شاید یہ انسانی فطرت کا تقاضا تھا، مگر عمران نے بہت جلد اپنے خوف پر قابو پالیا اور سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ کوٹھڑی میں واقعی کوئی عورت قید ہو...... وہ تخت پوش سے اُٹھ کر کونے میں کوٹھڑی کے پاس آگیا...... اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی کا دروازہ پرانے زمانے کا بڑا مضبوط دروازہ تھا اور باہر سے اس کو لوہے کے ایک راڈ سے بند کیا گیا تھا...... کارنس پر جلتی موم بتی کی روشنی دروازے پر پڑ رہی تھی...... دروازے پر بھی مکڑیوں نے جالا بن رکھا تھا اور لگتا تھا کہ برسوں سے اسے کسی نے نہیں کھولا۔

اندر سے عورت کی مدھم آواز پھر سنائی دی...... وہ کہہ رہی تھی۔

"دروازہ کھول کر میرے پاس آؤ...... میں اکیلی ہوں...... مجھے سردی لگ رہی ہے۔"

عمران نے پوچھنا چاہا کہ تم کون ہو؟ تمہیں کس نے بند کیا ہے؟ مگر اس کا حلق خشک ہو رہا تھا...... وہ بول نہ سکا...... عورت کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"دروازہ کھول کر میرے پاس آؤ...... میں اکیلی ہوں، مجھے سردی لگ رہی ہے۔"

عمران نے بڑی ہمت کر کے پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

عورت کی آواز آئی۔

"میرے پاس آؤ...... میں تمہیں سب کچھ بتادوں گی...... مجھے سردی لگ رہی ہے...... میں اکیلی ہوں۔"

عمران کو پورا یقین ہو گیا کہ یہ کوئی چڑیل قسم کی آسیبی مخلوق ہے اور اس کھنڈر میں رہتی ہے اور کسی نے اسے اس کوٹھڑی میں اپنے عمل سے بند کر رکھا ہے...... وہ قدم پیچھے ہٹ گیا اور دبے دبے قدم اٹھاتا تخت پوش پر آکر بیٹھ گیا...... پہلے تو اس نے سوچا کہ اسے اس بھوت حویلی سے نکل جانا چاہئے...... وہ خواہ مخواہ کسی مصیبت میں پھنس جائے...... پھر سوچا کہ اس طوفانی اندھیری رات میں وہ کہاں جائے گا...... اگر یہ عورت سچ مچ کوئی چڑیل ہی ہے تو وہ کوٹھڑی میں بند ہے اور بظاہر ایسا لگتا ہے کہ وہ کوٹھڑی سے باہر نہیں نکل سکتی، اس لئے تھوڑی سی رات جو باقی رہ گئی ہے کسی نہ کسی طرح اسی کھنڈر میں گزار دینی چاہئے...... دن کی تھوڑی سی روشنی ہوتے ہی وہ وہاں سے نکل جائے گا۔

عمران کی نیند غائب ہو چکی تھی...... وہ تخت پوش پر بیٹھ کر صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا...... اس کی آنکھیں اور کان بند کوٹھڑی کی طرف لگے ہوئے تھے، جس کے اندر سے تھوڑی تھوڑی دیر بعد عورت کی دبی دبی آواز سنائی دے جاتی تھی۔

"دروازہ کھولو...... میرے پاس آؤ...... میں اکیلی ہوں...... مجھے سردی لگ رہی ہے۔"

عمران نے کلمہ پاک پڑھ کر اپنے اوپر پھونک ماری اور تخت پوش پر دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا...... باہر سے بارش کی آواز اب مدھم پڑ گئی تھی، مگر روشن دان میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے بجلی کی چمک دکھائی دے جاتی تھی...... کچھ دیر کے بعد بند کوٹھڑی میں سے عورت کی آواز آنی بند ہو گئی اور کوٹھڑی میں ایک عجیب دہشت ناک قسم کی خاموشی چھا گئی...... اس خاموشی میں صرف باہر سے بارش کی دھیمی دھیمی آواز

آرہی تھی۔

عمران نے موم بتی کی روشنی میں گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ رات کے ڈھائی بج چکے تھے...... عمران نے سوچا کہ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کی بات ہے...... اس کے بعد پو پھٹنے لگے گی...... رات کا اندھیرا چھٹنا شروع ہو جائے گا اور وہ وہاں سے نکل جائے گا...... کافی وقت گزر گیا...... بند کوٹھڑی میں سے اب عورت کی دبی ہوئی آواز نہیں آرہی تھی...... عمران نے یہی سمجھا کہ اگر کوٹھڑی میں واقعی کوئی آسیبی مخلوق قید ہے تو وہ اس سے مایوس ہو گئی ہے اور دوبارہ آواز نہیں دی...... عمران نے آنکھیں بند کر لیں، مگر نیند اس کی آنکھوں سے بالکل غائب ہو چکی تھی۔

اچانک اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے قریب سے ہو کر گزر گیا ہے...... اسے باقاعدہ کسی کے ملبوس کی سرسراہٹ سنائی دی تھی...... اس نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں...... وہاں کوئی نہیں تھا...... کوٹھڑی پہلے کی طرح خالی پڑی تھی...... باہر سے بارش کی ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی...... روشن دان میں سے بجلی کی چمک دکھائی دے رہی تھی جو اب مدھم پڑ چکی تھی۔

عمران نے کونے والی بند کوٹھڑی کی طرف دیکھا...... کوٹھڑی کا دروازہ لوہے کے راڈ والا بند بوسیدہ دروازہ موم بتی کی روشنی میں دُھندلا دُھندلا نظر آرہا تھا...... ایک ایسا سکوت طاری تھا جیسے مدتوں سے اس کوٹھڑی میں کبھی کسی نے آواز نہ نکالی ہو...... عمران کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو وہ اب تک اس آسیبی کھنڈر سے بھاگ گیا ہوتا، لیکن ایک تو عمران ضعیف الاعتقاد نہیں تھا...... وہ بھوت پریت کا قائل نہیں تھا...... دوسرے وہ ایک جرات مند ایڈونچرس نوجوان تھا...... اس لئے وہیں بیٹھا صبح کی پہلی روشنی کے نکلنے کا انتظار کرتا رہا۔

پندرہ بیس منٹ خاموشی سے گزر گئے نہ بند کوٹھڑی میں سے کسی عورت کی آواز آئی اور نہ اسے دوبارہ کسی کے لباس کی سرسراہٹ ہی سنائی دی...... اسے یقین ہو گیا کہ

یہ سب کچھ اس کے توہمات کی شعبدہ بازی تھی...... ورنہ حقیقت یہ ہے کہ نہ کوٹھڑی سے کسی عورت کی آواز آئی تھی اور نہ اس کے قریب سے کوئی گزرا ہے...... اس قسم کے پراسرار آسیبی ماحول میں انسان کی قوت وہمہ ایسی شعبدہ بازی دکھا دیا کرتی ہے...... یہ ایک قدرتی بات ہے۔

وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد گھڑی پر نگاہ ڈال لیتا تھا...... رات ڈھلنے لگی تھی...... رات کے تین بج چکے تھے...... عمران نے تھیلے میں سے پانی کی بوتل نکال کر پانی پیا اور بوتل تھیلے میں ڈال کر دیوار سے ٹیک لگالی...... وہ ساڑھے تین بجے کے قریب وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا، کیونکہ اس وقت تک رات کی تاریکی سحر کے ابتدائی اُجالے میں چھٹنا شروع ہو جاتی ہے...... اس نے انگریزی کا ناول اپنے چمڑے کے تھیلے میں رکھ کر تھیلے کا زپ بند کر دیا۔

باہر سے بارش کی ہلکی ہلکی آواز بند ہو چکی تھی اور ترپ ترپ کی آواز سنائی دے رہی تھی، جیسے درختوں پر بارش کا رکا ہوا پانی قطرہ قطرہ کر کے ٹپک رہا ہو...... بیٹھے بیٹھے عمران کو ایسے لگا جیسے اس کے کندھوں پر کوئی آہستہ آہستہ دباؤ ڈال رہا ہے...... وہ جلدی سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا...... اس نے ہاتھوں سے اپنے کندھوں کو دبایا...... اب اسے کوئی دباؤ محسوس نہیں ہو رہا تھا، لیکن ایک سرد لہر بار بار اس کے جسم کو چھو رہی تھی...... اسے سردی لگنے لگی...... وہ تخت پوش سے اتر آیا۔

اس خیال سے کہ ٹہلنے سے سردی کا احساس کم ہو جائے گا، اس نے قدم اُٹھایا تو اسے اپنا پاؤں بھاری بھاری لگا...... اس نے دوسرا پاؤں اُٹھانا چاہا تو وہ کوشش کے باوجود دوسرے پاؤں کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکا، جیسے زمین نے اس کے پاؤں کو پکڑ لیا تھا...... عمران یہ سوچ کر گھبرا گیا کہ کہیں اس پر فالج کا حملہ تو نہیں ہوا...... اس کے ساتھ ہی اسے کندھوں پر دباؤ محسوس ہوا...... وہ جلدی سے وہیں بیٹھ گیا...... جیسے ہی وہ بیٹھا کسی پراسرار قوت نے بازوؤں سے پکڑ کر اُٹھا دیا...... اسے پیچھے سے ہلکا سا دھکا لگا اور وہ اپنے

آپ کونے والی کوٹھڑی کی طرف بڑھنے لگا...... اس کے پاؤں بوجھل ضرور تھے مگر کوئی طاقت اسے کوٹھڑی کی طرف کھینچے لئے جا رہی تھی۔

عمران نے دو تین بار رُکنے اور واپس پلٹنے کی کوشش کی مگر نہ وہ اپنے آپ کو روک سکا اور نہ پلٹ سکا...... کوئی اسے کونے والی بند کوٹھڑی کی طرف لئے جا رہا تھا...... کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آتے ہی وہ اپنے آپ رُک گیا۔

اسی لمحے کوٹھڑی کے اندر سے عورت کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھول دو...... میرے پاس آؤ...... میں اکیلی ہوں...... ڈرو نہیں...... مجھے سردی لگ رہی ہے۔"

عمران نے بے اختیار اُونچی آواز میں کلمہ شریف پڑھا اور اپنے آپ کو جھٹکا دیا اور تخت پوش کی طرف دوڑا...... اس کے جسم پر پڑا ہوا آسیبی چڑیل کا بوجھ ختم ہو چکا تھا اور کلمہ پاک کے ورد نے اسے منحوس آسیب کے اثر سے پاک کر دیا تھا...... عمران نے جلدی سے تھیلا اُٹھا کر کندھے پر ڈالا اور دروازہ کھول کر کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔

باہر اب بارش نہیں ہو رہی تھی...... درختوں کی شاخوں پر سے پانی کے قطرے گرنے کی ترپ ترپ کی آواز آ رہی تھی...... ابھی رات کا اندھیرا تھا...... عمران لپک کر اپنی موٹر سائیکل کے پاس آیا...... موٹر سائیکل سٹارٹ کی...... اس کی بتی روشن کی اور جس راستے سے آیا تھا اسی راستے پر موٹر سائیکل ڈال دی۔

رات کی بارش کی وجہ سے کچے راستے میں جگہ جگہ پانی جمع ہو چکا تھا...... عمران موٹر سائیکل کو پوری رفتار سے پانی کے چھینٹے اُڑاتا دوڑاتا لئے جا رہا تھا...... اس نے آثار قدیمہ کی کھدائی والی جگہ پر جانے کا ارادہ ترک کر لیا تھا اور اب واپس اپنے گھر جانا چاہتا تھا...... موٹر سائیکل کو طوفانی رفتار سے چلاتا درختوں سے باہر نکل آیا تو اس نے دیکھا کہ بادلوں میں سے سحر کا ہلکا ہلکا نور جھلکنے لگا تھا اور اردگرد سنگلاخ علاقے میں درختوں کے خاکے اور دُور دُور پہاڑی ٹیلوں کے دُھندلے نقوش اُبھرنے لگے تھے...... آہستہ

آہستہ صبح کاذب کا اُجالا پھیل رہا تھا...... عمران کو پورا اندازہ تھا کہ وہ اسی طرف جا رہا ہے جس طرف آگے روہیلانوالا قصبہ آتا ہے...... صبح کا اُجالا بھی اس کی رہنمائی کر رہا تھا...... موٹر سائیکل کو وہ پوری رفتار سے چلا رہا تھا...... وہ سنگلاخ علاقے سے نکل آیا...... سامنے اسے کھیت اور درختوں کے جھنڈ نظر آنے لگے...... وہ کھیتوں کے ساتھ ساتھ درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھا...... یہاں کچے راستے میں کیچڑ ہی کیچڑ تھا، مگر موٹر سائیکل اس نے کسی بھی جگہ نہ روکی اور درختوں کے جھنڈ میں سے گزر گیا...... دُور اسے ایک قصبے کے مکان دکھائی دیئے...... یہ بڑا قصبہ تھا اور روہیلانوالہ ہی ہو سکتا تھا۔

قصبے کے قریب آ کر اس نے اسے پہچان لیا...... یہاں سے اسے وہ چھوٹی سی پکی سڑک مل گئی جو روہیلانوالہ کے ریلوے سٹیشن کو جاتی تھی...... ٹوٹی پھوٹی سڑک پر جگہ جگہ پانی کھڑا تھا، مگر عمران موٹر سائیکل لئے آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا...... قصبے کا چھوٹا سا ریلوے سٹیشن سنسان پڑا تھا...... وہ اس کے پہلو سے ہو کر گزر گیا اور آگے جا کر وہ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ جو راستہ جاتا تھا اس پر آ گیا...... یہاں تک پہنچتے پہنچتے دن کی روشنی چاروں طرف پھیل چکی تھی...... عمران ریلوے لائن کے ساتھ ہی رہا...... یہ برانچ لائن تھی اور آگے جا کر لاہور کی طرف جانے والی مین لائن کے ساتھ مل جاتی تھی...... دس گیارہ میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد عمران ایک ریلوے پھاٹک سے گزر کر جی ٹی روڈ پر آ گیا۔

جی ٹی روڈ پر آ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا...... ایک جگہ سڑک کے ساتھ ہی چھوٹی سی نہر بہہ رہی تھی...... عمران نے وہاں موٹر سائیکل کھڑی کر دی...... منہ ہاتھ دھویا...... پتلون پر پڑا ہوا کیچڑ صاف کیا...... موٹر سائیکل کو دھویا...... تھیلے میں سے دو چار بسکٹ نکال کر کھائے...... بوتل میں سے پانی پیا اور سوچنے لگا کہ رات اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ جو کچھ ہوا تھا کیا اس میں کوئی حقیقت بھی تھی یا محض یہ سب اس کے وہم کی شعبدہ بازی تھی؟ کسی لمحے اُسے خیال آتا کہ نہیں یہ سب اس کے توہمات کا

کرشمہ تھا...... کسی لمحے خیال آتا کہ نہیں...... اس میں کچھ حقیقت بھی تھی۔

عمران کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکا تھا۔

کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور لاہور کی طرف روانہ ہو گیا...... پکی اور کشادہ سڑک پر وہ کافی سپیڈ سے موٹر سائیکل چلا رہا تھا...... ایک گھنٹے کے بعد وہ ایک چھوٹے شہر کے قریب سے گزرا تو ایک چائے کی دکان کے باہر بیٹھ کر اس نے تھوڑا بہت ناشتہ کیا اور آگے چل دیا...... دوپہر کے وقت وہ لاہور اپنے گھر پہنچ گیا...... اسے دیکھ کر عمران کے ممی اور ڈیڈی نے خدا کا شکر ادا کیا...... ممی بہت پریشان تھیں، کیونکہ عمران کے جانے کے بعد بادوباراں کا طوفان شروع ہو گیا تھا......

عمران نے کہا۔

”ممی! میں آثار قدیمہ کے سپاٹ پر پہنچ چکا تھا، جب بارش کا طوفان شروع ہوا...... وہاں میں نے ان لوگوں کے کوارٹر میں رات بڑے مزے سے بسر کی۔“

ڈیڈی نے پوچھا۔

”وہاں کس تہذیب کے آثار دریافت ہوئے ہیں عمران؟“

عمران نے بے نیازی سے یونہی کہہ دیا۔

”ایک سٹوپا دریافت ہوا ہے ڈیڈی! کہتے ہیں اشوکا کے زمانے کا ہے...... ویسے اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔“

عمران نے کسی کو نہ بتایا کہ رات کے وقت طوفان میں اس نے جس آسیبی کھنڈر میں پناہ لی تھی وہاں اس کے ساتھ کیا گزری...... دوسرے دن وہ کالج گیا تو رُخسانہ سے ملاقات ہوئی...... عمران نے اس کے ساتھ بھی آسیبی کھنڈر کی ڈراؤنی واردات کے بارے میں کوئی بات نہ کی...... جب رُخسانہ نے آثار قدیمہ کی دریافت کے بارے میں پوچھا تو عمران نے اسے بھی یہی کہہ دیا کہ ایک سٹوپا کے کھنڈر دریافت ہوئے ہیں جن کی زیادہ اہمیت نہیں ہے، لیکن عمران کا ذہن مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ آسیبی کھنڈر کا

بند کوٹھڑی میں سے جس عورت کی آواز آ رہی تھی وہ عورت واقعی کوئی مصیبت زدہ عورت تھی یا کوئی بھوت پریت تھا یا محض اس کا اپنا وہم تھا۔

کالج کے ہنگامہ پرور ماحول میں اس کا آدھا دن گزر گیا...... شام کو عمران نے ایک ریستوران میں رُخسانہ کے ساتھ چائے پی اور دونوں دیر تک راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے...... رات کو اس نے ممی اور ڈیڈی کے ساتھ کھانا کھایا...... پھر اپنے کمرے میں آ کر بستر پر لیٹ گیا اور کتاب پڑھنے لگا...... دن کی مصروفیات میں وہ کچھ دیر کے لئے رات والے واقعے کو بھول گیا تھا لیکن رات کو جب بستر پر لیٹ کر مطالعہ کرنے لگا تو اس کا خیال ایک بار پھر آسیبی کھنڈر والی رات کے واقعے کی طرف چلا گیا...... وہ کسی بھی طرح اپنے آپ کو یقین نہ دلا سکا کہ آسیبی کھنڈر میں طوفانی رات کی تاریکی میں جو کچھ ہوا وہ اس کا وہم تھا۔

وہاں جو کچھ بھی ہوا اس کی ایک ایک تفصیل اسے یاد تھی...... وہ خواب نہیں دیکھ رہا تھا...... مکمل طور پر بیدار تھا اور اپنے ہوش و حواس میں تھا...... اسے اب بھی یقین تھا کہ بند کوٹھڑی میں کوئی زندہ عورت تھی جو اسے اندر بلا رہی تھی...... عجیب بات تھی کہ اس عورت کے لہجے اور اس کے جملے میں التجا نہیں تھی بلکہ ایک قسم کی دعوت تھی...... وہ خود بند کوٹھڑی سے باہر نہیں آنا چاہتی تھی بلکہ عمران کو اندر بلا رہی تھی۔

"دروازہ کھول کر میرے پاس آؤ، میں اکیلی ہوں...... مجھے سردی لگ رہی ہے۔"

عمران سوچنے لگا وہ اسے اندر کس لئے بلا رہی تھی؟ اگر وہ کوئی چڑیل یا بدرُوح ہوتی تو اسے دروازہ کھلوانے کی کیا ضرورت تھی...... وہ بند دروازے سے باہر آ سکتی تھی...... اس کا مطلب تھا کہ وہ کوئی انسان عورت تھی اور اسے وہاں کسی نے قید میں ڈال رکھا تھا...... پھر اسے خیال آیا کہ اگر وہ قید کی حالت میں ہوتی تو یہ کہتی کہ مجھے باہر نکالو، مگر اس نے ایسا ایک بار بھی نہیں کہا تھا...... عمران کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔

یہ سب کچھ اسے ایک معمہ لگ رہا تھا...... اس نے میز پر رکھے ٹائم پیس پر وقت

دیکھا...... رات کے گیارہ بج رہے تھے...... عمران نے کتاب ایک طرف رکھی...... ٹیبل لیمپ بجھایا اور کمبل اُوپر کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا...... کچھ دیر تک وہ آسیبی کھنڈر کے واقعات پر غور کرتا رہا پھر نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

رات کو اس نے ایک خواب دیکھا...... اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا پر فضا باغ ہے...... باغ میں سنگ مرمر کا فوارہ چل رہا ہے...... فوارے کا پانی ایک حوض میں گر رہا ہے...... حوض کے پاس ایک عالی شان تخت بچھا ہے...... تخت پر ایک انتہائی خوب صورت عورت تکیے کا سہارا لئے نیم دراز ہے...... عمران حوض کے قریب کھڑا اس عورت کو دیکھ رہا ہے...... اس نے زندگی میں ایسی خوب صورت عورت پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی...... وہ اس کے حسن فتنہ ساز سے مبہوت ہو کر رہ گیا ہے۔

ایک عجیب بات ہے کہ عورت نے ایسا لباس پہن رکھا ہے جس میں سے اس کا گورا بدن چاندنی کی طرح جھلک رہا ہے...... بالوں میں اس نے سرخ پھول سجا رکھے ہیں...... عورت عمران کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی ہے...... عمران بے اختیار اس کی طرف بڑھا...... اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر عورت تخت پر سے اتر کر تخت کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی...... عمران نے کہا۔

"تم کون ہو؟ میں نے تم جیسی خوبصورت عورت کبھی نہیں دیکھی۔"

عورت نے کوئی جواب نہ دیا...... وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکراتی رہی...... عمران نے کہا۔

"کیا میرے پاس نہیں آؤ گی؟"

عورت نے کہا۔

"جب میں نے تمہیں اپنے پاس بلایا تھا تو تم میرے پاس کیوں نہیں آئے تھے؟"

عمران نے تعجب سے پوچھا۔

"تم نے مجھے کب اپنے پاس بلایا تھا؟"

عورت نے کہا۔

"تم اتنی جلدی بھول گئے؟ تمہیں یاد نہیں...... کل رات جب تم میری حویلی میں آئے تھے تو میں نے تمہیں آواز دے کر اپنے پاس بلایا تھا۔"

عمران کو خواب میں بھی گزری ہوئی رات کے تمام واقعات یاد آگئے، حالانکہ یہ اس کا مشاہدہ تھا کہ خواب دیکھتے وقت گزرے ہوئے واقعات یاد نہیں آیا کرتے...... اس وقت ایک لمحے کے لئے اسے محسوس ہوا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا بلکہ سب کچھ بیداری کے عالم میں ہو رہا ہے، عورت نے کہا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا دروازہ کھول کر میرے پاس آؤ...... میں اکیلی ہوں...... مجھے سردی لگ رہی ہے، مگر تم نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔" اب میں تمہیں نہیں ملوں گی۔

عمران پر اس عورت کے کافرانہ حسن نے جادو کر دیا تھا...... اس نے کہا۔

"ایسا نہ کہو...... میں تمہیں قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

عورت مسکرا دی تھی...... کہنے لگی۔

"نہیں...... میں تمہیں نہیں ملوں گی۔"

عورت نے اپنے بالوں میں سے سرخ پھول نکال کر عمران کی طرف اُچھال دیا...... عمران نے پھول کو اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیا...... اس کے ساتھ ہی عورت غائب ہو گئی اور عمران کی آنکھ کھل گئی۔

عمران تکیے پر سر رکھے آنکھیں کھولے جیسے ابھی تک خواب کے عالم میں تھا...... اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خواب نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ وہ حسین عورت عالم بیداری میں اس کے پاس موجود تھی...... اس نے ٹیبل لیمپ روشن کر دیا...... کمرہ خالی تھا...... وہاں نہ کوئی حوض تھا، نہ باغ تھا اور نہ تخت تھا اور نہ ہی وہ حسین عورت تھی۔

"یہ خواب ہی تھا...... آسیبی کھنڈر والی عورت اس کے خواب میں آئی تھی۔"

ٹیبل لیمپ کی روشنی میں اچانک اس نے دیکھا ایک سرخ پھول اس کے تکیے کے

قریب بستر پر پڑا تھا...... عمران نے جلدی سے پھول اُٹھا لیا...... یہ وہی سرخ پھول تھا جو اس حسین عورت نے اسے رُخصت ہوتے وقت دیا تھا...... وہ سخت حیران ہوا کہ اگر یہ سب کچھ خواب تھا تو یہ سرخ پھول کہاں سے آگیا؟ پھول تر و تازہ تھا اور اس میں سے عجیب نشاط انگیز خوشبو آرہی تھی۔

عمران بستر پر اُٹھ بیٹھا اور پھول کو غور سے دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں کھو گیا...... اس نے زندگی میں سینکڑوں خواب دیکھے تھے، مگر ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ خواب میں اسے کسی نے کوئی چیز دی ہو اور آنکھ کھل جانے کے بعد وہی چیز اس کے بستر پر پڑی ہو...... ایسا عجیب و غریب حادثہ اس کی زندگی میں پہلی بار ہوا تھا...... اس نے پھول میز پر رکھ دیا اور ٹیبل لیمپ گل کر کے ایک بار پھر سونے کی کوشش کی مگر نیند غائب تھی...... وہ واپس خواب کی دُنیا میں تو نہیں پہنچ سکا تھا مگر خواب کا سارا منظر اور اس حسین عورت کا فتنہ خیز حسن اور اس کے لباس میں سے جھلکتا ہوا اس کا کندنی بدن اس کی آنکھوں میں تھا۔

عمران کو محسوس ہوا کہ اس پر نفسانی جذبات غالب آرہے ہیں...... وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسا ہو...... اس نے اپنی نگاہ کو ہمیشہ پاکیزہ رکھا تھا اور اپنے خیالات کو کبھی نفسانی خواہشات میں ملوث نہیں ہونے دیا تھا، لیکن اس عورت کے حسن میں کچھ ایسی ترغیب تھی کہ عمران کا ذہن بھی سیدھے راستے سے بھٹکنے لگا تھا۔

عمران نے پانچ مرتبہ استغفار پڑھا اور آنکھیں بند کر لیں...... اس کے بعد وہ سو گیا...... ٹائم پیس کے الارم نے اسے صبح کے سات بجے جگا دیا...... سب سے پہلے اس کی نظر میز کی طرف گئی...... میز پر خواب والی حسین عورت کا دیا ہوا سرخ پھول اسی طرح پڑا تھا...... عمران نے پھول اُٹھا کر سونگھا...... پھول اسی طرح تر و تازہ تھا...... ذرا سا بھی نہیں مرجھایا تھا اور اس میں سے وہی نشاط انگیز خوشبو آرہی تھی...... عمران رات والے خواب کے تصور میں اُلجھ گیا تھا...... کبھی اسے محسوس ہوتا کہ وہ عورت

اسے خواب میں ہی ملی تھی اور کبھی لگتا کہ نہیں وہ خواب نہیں تھا بلکہ عورت رات کو اس کے کمرے میں آئی تھی اور اسے سرخ پھول بطور نشانی دے گئی ہے...... اس نے ڈیڈی کے ساتھ ناشتہ کیا...... ممی اس کے لئے جوس لے آئیں...... اس نے جوس پیا اور بڑی خوش مزاجی سے ممی اور ڈیڈی سے کالج کی باتیں کرتا رہا۔

اس کے بعد وہ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر کالج آ گیا۔

کالج میں رُخسانہ سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے رُخسانہ سے خواب کا بالکل ذکر نہ کیا...... یہ ایک عجیب معمہ تھا کہ جس عورت کی آواز اس نے طوفانی رات میں آسیبی کھنڈر کی بند کوٹھڑی میں سے آتی سنی تھی، وہی عورت رات کو اس کے خواب میں آ کر اس سے شکایت کر رہی تھی کہ وہ دروازہ کھول کر اس کے پاس کیوں نہیں آیا؟ اب وہ اسے نہیں ملے گی اور پھر سرخ پھول دے گئی جو آنکھ کھل جانے کے بعد اس کے سرہانے کے پاس پڑا تھا...... عمران واضح طور پر محسوس کر رہا تھا کہ خواب والی حسین عورت اس کے دل و دماغ پر حاوی ہو گئی ہے اور اس میں عورت کے حسن کی بجائے اس کے نیم عریاں جسم کا طلسم زیادہ کارفرما تھا۔

یہ بات عمران کے پاکیزہ مزاج کے خلاف تھی...... وہ اس عورت کی ترغیبات جنسی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا، لیکن عورت کے جسم کا تصور بار بار اس کے ذہن میں آ کر کھلبلی مچا رہا تھا...... عمران نے کالج سے فارغ ہوتے ہی ظہر کی نماز کالج کی مسجد میں باجماعت ادا کی اور دیر تک مسجد میں بیٹھا اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے برے خیالات سے نجات حاصل کرنے کی دعا مانگتا رہا...... جب وہ مسجد سے باہر آیا تو اس کا ذہن برے خیالات سے بالکل پاک ہو چکا تھا...... اس نے خدا کا شکرہ ادا کیا اور گھر آ گیا۔

اپنے کمرے میں آ کر کتابیں رکھیں تو دیکھا کہ سرخ پھول اسی طرح میز پر پڑا تھا...... کوئی بھی پھول اپنی ڈال سے جدا ہو کر زیادہ دیر تک اپنی تروتازگی برقرار نہیں رکھ سکتا اور اس کی پنکھڑیاں مرجھا جاتی ہیں، لیکن یہ سرخ پھول بالکل ایسے تازہ و

شاداب تھا جیسے اپنی ٹہنی پر ہی لگا ہوا ہو...... عمران نے اسے اُٹھا کر کوڑے کرکٹ کی ٹوکری میں پھینک دیا...... رات کو وہ اپنے کالج کے دوستوں کے ساتھ ایک مقامی ہوٹل میں ڈنر پر چلا گیا...... وہاں رُخسانہ بھی موجود تھی...... ڈنر ٹیبل پر رُخسانہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھی...... دونوں ایک دوسرے سے بڑے خوشگوار موڈ میں باتیں کر رہے تھے...... عمران کے ساتھ جو واقعات پیش آ رہے تھے رُخسانہ کے آگے اس نے ان کا ذکر تک نہیں کیا تھا...... یہ باتیں رُخسانہ کو بتانے والی بھی نہیں تھیں...... ڈنر سے رات کے ساڑھے بارہ بجے وہ اپنے گھر واپس آیا...... اس کے ڈیڈی سو گئے تھے مگر ممی جاگ رہی تھیں...... ممی نے کہا۔

”عمران بیٹا! تم نے اتنی دیر لگا دی۔“

عمران بولا۔

”ممی! کالج کا ڈنر تھا...... سارے دوست موجود تھے...... اس قسم کے فنکشن میں دیر تو ہو ہی جاتی ہے۔“

ممی نے کہا۔

”میں نے دودھ کا گلاس تمہارے کمرے میں رکھ دیا ہے...... دودھ پینا مت بھولنا۔“

”او کے ممی۔“

عمران یہ کہہ کر اپنے کمرے میں آ گیا...... کمرے کی بتی روشن تھی...... اس نے جیکٹ اتار کر صوفے پر پھینکی اور پلنگ پر بیٹھ کر بوٹ اتارنے لگا...... وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میز پر وہی سرخ پھول جو اس نے کوڑے کرکٹ کی ٹوکری میں پھینکا تھا ٹیبل لیمپ کے پاس موجود تھا...... عمران نے پھول کو اُٹھا کر دیکھا...... یہ وہی پھول تھا...... کوئی دوسرا پھول نہیں تھا...... پھر اس نے کوڑے کرکٹ کی ٹوکری کو جھک کر دیکھا...... ٹوکری میں کوئی پھول نہیں تھا۔

عمران کمرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا...... اسے یوں لگا جیسے خواب والی حسین

عورت کمرے میں موجود ہے اور اسی نے ردی کی ٹوکری میں سے پھول نکال کر میز پر رکھ دیا ہے، مگر کمرے میں سوائے عمران کے دوسرا کوئی نہیں تھا...... عمران پلنگ پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے...... اگر وہ عورت خواب میں اسے ملی تھی تو پھر یہ پھول کس نے ردی کی ٹوکری میں سے نکال کر میز پر رکھ دیا تھا، اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا...... اس نے پھول میز پر سے اٹھایا اور اسے الماری کے سب سے نچلے دراز میں ڈال کر دراز بند کر دیا...... کپڑے بدلے...... میز پر رکھا دودھ کا گلاس پیا اور ٹیبل لیمپ بجھا کر سونے کی کوشش کرنے لگا...... خواب والی عورت اپنے جسم کی تمام شیطانی ترغیبات کے ساتھ اس کی آنکھوں کے سامنے تصور کی شکل میں موجود تھی۔

عمران دل ہی دل میں ایک خاص دعا پڑھنے لگا...... اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ اس کا ذہن شیطانی تصورات سے یکسر صاف ہو گیا اور عمران کو نیند آ گئی اور وہ سو گیا...... اس رات بھی عمران نے اسی عورت کو خواب میں دیکھا...... وہ ایک خوبصورت باغ کے گوشے میں ایک درخت کے پیچھے کھڑی عمران کو ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلا رہی تھی...... اس نے سرخ ریشمی لباس پہنا ہوا تھا...... عمران بے اختیار ہو کر اس کی طرف بڑھا تو وہ مسکراتی ہوئی غائب ہو گئی...... اس کے فوراً بعد وہ دوسرے درخت کی اوٹ میں نمودار ہوئی اور عمران کو اپنی طرف ہاتھ کے اشارے سے بلایا...... عمران دیوانہ وار اس کی طرف بڑھا...... جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا حسین عورت دوبارہ غائب ہو گئی۔ عمران نے کہا۔

”آخر تم مجھ سے دُور کیوں بھاگتی ہو؟“

حسین عورت تیسرے درخت کے پیچھے نمودار ہوئی اور بولی۔

”مجھ سے ملنا چاہتے ہو تو میرے پاس میری حویلی میں آؤ...... میں وہاں اکیلی ہوتی ہوں...... بالکل اکیلی!“

حسین عورت یہ کہہ کر ایک خاص ادا سے مسکرا کر عمران کو دیکھنے لگی۔

”آؤ گے ناں؟“ اس نے آنکھیں جھپکتے ہوئے کہا۔

عمران کے منہ سے جیسے اپنے آپ نکل گیا۔

”ضرور آؤں گا۔“

حسین عورت درخت کے پیچھے سے نکل کر چلتی ہوئی عمران کے پاس آئی اور عمران کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بولی۔

”وعدہ کرتے ہو ناں میری جان!“

حسین عورت کے ہاتھ کی گرمائش عمران کو اپنے سارے جسم میں سرایت کرتی محسوس ہوئی......

”وعدہ کرتا ہوں۔“

عورت نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور عمران کی طرف مسکرا مسکرا کر دیکھتی درختوں کے پیچھے نظروں سے اُوجھل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کی آنکھ کھل گئی...... اس کا سانس ایسے تیز تیز چل رہا تھا جیسے دوڑ لگا کر آ رہا ہو...... اس نے جلدی سے اُٹھ کر غسل خانے میں جا کر پانی پیا اور آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا...... اگر عمران کی نگاہ باطن اس وقت کھلی ہوئی ہوتی تو وہ دیکھتا کہ اس وقت اس کے چہرے پر حیوانیت برس رہی تھی...... اس عورت نے اس کے خرمن تقدس کو تہس نہس کر دیا تھا اور عمران پر شیطان غالب آ گیا تھا...... قدرت اپنے بندوں کا امتحان لیتی ہے...... یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ اپنے عقیدے اور خیالات میں کس حد تک سچا ہے...... قدرت نے عمران کا بھی امتحان لیا تھا مگر وہ ثابت قدم نہ رہ سکا اور اس نے وقتی طور پر ہی سہی مگر اپنے آپ کو شیطان کے حوالے کر دیا۔

یہاں سے عمران کے اس عذاب کی داستان شروع ہوتی ہے جس کے جہنم میں عمران نے خود اپنے آپ کو دھکیل دیا تھا...... اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان اپنے ہاتھوں سے خریدے ہوئے عذابوں میں مبتلا ہوتا ہے...... قدرت تو پھر بھی اس پر رحم

ہی کرتی ہے اور انسان کے توبہ کرنے پر اسے معاف کر دیتی ہے۔

اس دوسری رات کے خواب کے بعد حویلی والی عورت عمران کے دماغ پر سوار ہو گئی...... وہ اس سے ملاقات کرنے کے لئے بے چین ہو گیا...... اس نے کسی کو بھی نہ بتایا اور اسی روز جب گھر سے کالج جانے کے لئے نکلا تو کالج جانے کی بجائے سیدھا ریلوے سٹیشن کی طرف چل پڑا...... اس روز بھی آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور لاہور شہر میں رات کو ہلکی بارش ہوئی تھی جس کی وجہ سے موسم بھیگ چکا تھا......

عمران نے اپنا تھیلا ساتھ لے لیا تھا جس میں پانی کی ایک بوتل اور بسکٹوں کا ڈبہ، دو بڑی موم بتیاں...... ایک جوڑا پتلون، قمیض رکھ لیا تھا...... اس کے علاوہ کچھ روپے بھی جیب میں رکھ لئے تھے...... سٹیشن پر پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ آگے بڑی بارشیں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے ریلوے لائن خراب ہو گئی ہے...... لائن کی مرمت تیزی سے ہو رہی ہے اس لئے ٹرین اس طرف دوپہر کے بعد چلے گی۔

عمران گھر یا کالج واپس جانے کی بجائے وہیں سٹیشن پر ہی بیٹھا رہا...... وہیں اس نے دوپہر کا کھانا بھی کھایا...... دوپہر کے بعد پھر بارش شروع ہو گئی...... عمران سٹیشن پر ہی رہا...... وہ خواب میں ملنے والی عورت کو اس کی حویلی میں ملنے کے لئے بے تاب تھا...... اس عورت نے اس کے دل و دماغ پر اپنا قبضہ کر لیا تھا...... عمران کو سوائے اس عورت کے اور کچھ نہیں سوجھتا تھا...... بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ شیطان اس حویلی والی عورت کی شکل میں عمران پر غالب آ چکا تھا...... اسے نہ گھر بار کے لوگ یاد آتے تھے نہ اپنی منگیتر رُخسانہ کا خیال آتا تھا جس کے ساتھ اس کی منگنی ہو چکی تھی......

وہ کسی نہ کسی طرح اُڑ کر جنگل والی آسیبی حویلی میں اس عورت کی آغوش میں اپنے آپ کو گم کر دینا چاہتا تھا...... حرص و ہوس اور نفسانی خواہشات کی زہریلی ہوائیں عمران کو ایک بے بس تنکے کی طرح اُڑائے اُڑائے پھرتی ہیں۔

دن ڈھل گیا...... شام کے چھ بجے اعلان ہوا کہ ٹرین روانہ ہونے کے لئے فلاں

پلیٹ فارم پر تیار کھڑی ہے...... عمران ٹرین میں سوار ہو گیا اور ٹرین اسے لے کر اس کے اپنے ہاتھوں خریدے ہوئے جہنم کے دہانے کی طرف روانہ ہو گئی...... بارشوں کی وجہ سے راستہ خراب ہونے کی وجہ سے ٹرین پوری رفتار سے نہیں چل رہی تھی...... راستے میں بھی بارش ہونے لگی...... شام کا اندھیرا چھا گیا تھا...... ٹرین ایک سٹیشن پر رُکی تو عمران نے وہاں چائے کی ایک پیالی پی اور بے چینی سے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگا...... کیونکہ ٹرین کے گارڈ نے اعلان کیا تھا کہ آگے ایک پلی کی مرمت کی جا رہی ہے، لہٰذا ٹرین ایک گھنٹے کے بعد روانہ ہو گی۔

وہ ایک گھنٹہ عمران نے بڑی مشکل سے گزارا...... آخر ٹرین چل پڑی...... ایک گھنٹے بعد وہ سٹیشن آ گیا جہاں سے عمران کو برانچ لائن والی ٹرین پکڑنی تھی...... یہاں بھی برانچ لائن والی ٹرین لیٹ تھی...... آخر وہ بھی پہنچ گئی...... عمران اس میں سوار ہو گیا...... یہ ٹرین برانچ لائن پر بڑی سست رفتاری سے چل رہی تھی، جس سٹیشن پر اتر کر عمران نے آگے آسیبی کھنڈر میں پہنچنا تھا جب ٹرین وہاں جا کر رُکی تو اس وقت رات کے نو بج چکے تھے۔

ہر طرف رات کا اندھیرا چھا رہا تھا...... آسمان بادلوں میں چھپا ہوا تھا...... بارش ہلکی پھلکی پھوار کی شکل میں برس رہی تھی...... آگے کھنڈر تک کا راستہ عمران کو معلوم تھا...... وہ ایک سیم نالے کے کھال کے ساتھ ساتھ چلنے لگا...... تین چار میل چلنے کے بعد اس کی بائیں جانب درختوں کے جھنڈوں کا ایک جنگل سا آ گیا...... اس جنگل کے وسط میں وہ آسیبی کھنڈر تھا جس کی ایک بند کوٹھڑی میں اس کی محبوبہ یعنی خواب میں آ کر ملنے والی عورت اس کا انتظار کر رہی تھی...... عمران کی عقل پر نفسانی خواہشات نے اس حد تک غلبہ پا لیا ہوا تھا کہ اس کی سوچنے سمجھنے کی قوت بھی شل ہو چکی تھی......

وہ یہ بھی نہیں سوچ رہا تھا کہ اگر وہ عورت کوئی نارمل انسانوں کی دُنیا کی عورت ہے تو اس کو ایک کھنڈر کی بند کوٹھڑی میں پڑی رہنے کی کیا ضرورت ہے، جبکہ اس نے خواب

میں آکر خود کہا تھا کہ وہ کھنڈر اس کی حویلی ہے اور وہ اس حویلی میں اکیلی رہتی ہے...... عمران کو ایک لمحے کے لئے بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ عورت کوئی بدروح ہو، کوئی چھلاوہ ہو...... کوئی چڑیل ہو اور جب سے عمران نے خواب میں اس عورت کا ہیجان خیز جلوہ دیکھا تھا وہ اس کا گرویدہ ہو گیا تھا اور اس کی رہی سہی عقل پر بھی پردہ پڑ گیا تھا...... وہ سیم نالے کے کھال کو چھوڑ کر درختوں کی طرف مڑ گیا۔

درختوں میں اندھیرا تھا، مگر اس اندھیرے میں اسے آگے جانے کے لئے راستہ نظر آ رہا تھا...... وہ درختوں کے جھنڈوں میں سے گزرتا چلا گیا...... کافی آگے جا کر درختوں کے درمیان اسے وہ کھنڈر نظر آ گیا جو اس کی منزل تھی...... اس نے اندھیرے میں ہی کھنڈر کو پہچان لیا...... اس کا پرانا بوسیدہ دروازہ اسی طرح بند تھا مگر باہر سے کوئی کنڈا نہیں لگا ہوا تھا...... عمران نے دروازے کو آہستہ سے اندر کو دھکیلا...... دروازہ ایک چیخ نما چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا۔

عین اس وقت بادلوں میں بجلی چمکی اور بادلوں کی گڑگڑاہٹ سے جنگل ایک بار گونج اُٹھا...... عمران کھنڈر کے بڑے کمرے میں داخل ہو چکا تھا...... اس نے اندر داخل ہوتے ہی تھیلا کندھے سے اتار کر زمین پر رکھا...... اس میں سے موم بتی نکال کر روشن کی اور اسے آتش دان کے اُوپر گرد آلود کارنس پر لگا دیا...... پھر تھیلا اُٹھایا اور تخت پوش پر آ کر بیٹھ گیا...... موم بتی کی دھیمی روشنی میں اس نے کونے والی کوٹھڑی کے بند دروازے پر نگاہ ڈالی...... یہی وہ کوٹھڑی تھی جس میں خواب والی حسین عورت نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا اور یہی وہ کوٹھڑی تھی جہاں دو راتیں پہلے اس نے اس حسین عورت کی آواز سنی تھی، جب وہ عمران کو کوٹھڑی کے اندر بلا رہی تھی اور عمران خوف زدہ سا ہو کر وہاں سے نکل بھاگا تھا۔

مگر اب اس پر خوف کی بجائے نفسانی خواہشات غالب آ چکی تھیں اور اس خیال سے اس کے جذبات میں ایک طوفان مچا ہوا تھا کہ کوٹھڑی کے اندر ایک جوان اور

حسین و جمیل عورت اس کا انتظار کر رہی ہے...... پہلے اس نے سوچا کہ شاید وہ عورت اس رات کی طرح خود ہی اسے آواز دے کر بلائے، مگر جب دس پندرہ منٹ گزر گئے اور کوٹھڑی کے اندر سے کوئی آواز نہ آئی تو عمران سے اس سے زیادہ صبر نہ ہو سکا...... اس نے موم بتی ہاتھ میں تھامی اور آہستہ آہستہ کونے والی کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔

دروازے کے پاس آ کر اس نے غور سے دروازے کو دیکھا...... لوہے کا ایک راڈ دروازے کے دائیں سے بائیں لگا ہوا تھا جس طرح پرانے قلعوں کے دروازے کے اندر لگا ہوتا ہے...... ایسا دروازہ اندر سے نہیں کھل سکتا...... باہر سے کوئی راڈ اتارے تو کھل سکتا ہے...... ٹھیک اسی لمحے عمران کو اسی عورت کی آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھول کر میرے پاس آ جاؤ...... میں کب سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں۔"

عمران کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"آ رہا ہوں...... میں۔"

اس نے موم بتی نیچے زمین پر لگا دی اور دونوں ہاتھوں سے لوہے کے راڈ کو اٹھانے کی کوشش شروع کر دی...... ایسے لگتا تھا کہ اس راڈ کو کئی سالوں سے کسی نے اپنی جگہ سے نہیں ہلایا...... سخت جدوجہد کے بعد عمران اُسے اُوپر اُٹھانے میں کامیاب ہو گیا...... اس نے راڈ کو دیوار کے ساتھ ایک طرف کر کے رکھ دیا...... زمین سے موم بتی اٹھائی اور دروازے کے ایک پٹ کو ذرا سا دھکیلا...... پٹ خوفناک چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا...... پٹ کے کھلتے ہی اندر سے نم آلود گرم ہوا کا جھونکا آ کر عمران کے چہرے کو چھوتا ہوا گزر گیا۔

اس گرم ہوا میں جلی ہوئی لاشوں کی انتہائی ناگوار بو تھی...... اس قسم کی بو شمشان بھومیوں سے آیا کرتی تھی، جہاں تقسیم سے پہلے ہندو لوگ اپنے مردے جلایا کرتے تھے...... عمران کے قدم وہیں رُک گئے...... وہ اندر داخل ہونے سے ہچکچایا...... وہ لمحہ تھا جب عمران کے اندر چھپی ہوئی اچھائی کی طاقت نے اسے برائی کی طرف قدم اُٹھانے

سے روکنے کی آخری کوشش کی تھی...... اسی لمحے کوٹھڑی کے اندر سے اسی عورت کی آواز سنائی دی۔

"رُک کیوں گئے؟ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں...... کیا مجھ سے نہیں ملو گے؟"

اس آواز نے عمران کے سینے میں لگی ہوئی آتشِ ہوس کو اور زیادہ بھڑکا دیا...... وہ موم بتی ہاتھ میں تھامے کوٹھڑی میں داخل ہو گیا...... فضا میں وہی جلے ہوئے مردوں کی بوجھل بو پھیلی ہوئی تھی...... عمران دل میں حیران ہو رہا تھا کہ اتنی حسین و جمیل عورت اس کوٹھڑی میں کیسے رہ رہی ہے...... اندھیرا اس قدر گہرا تھا کہ موم بتی کی روشنی بھی تین چار قدم سے آگے نہیں جاتی تھی...... آگے کوٹھڑی کی دیوار آ گئی۔

عمران رُک گیا...... دیوار میں ایک چھوٹا دروازہ تھا جو بند تھا...... عمران نے موم بتی کی روشنی آگے کر کے دیکھا...... دروازے پر مکڑیوں کے جالے پھیلے ہوئے تھے...... عمران کو ہلکا سا خوف محسوس ہوا...... وہ حسین عورت یہاں نہیں رہ سکتی...... اسے واپس چلے جانا چاہئے...... یہ سوچ کر عمران واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اسی عورت کی آواز سنائی دی...... آواز دروازے کی دوسری طرف سے آ رہی تھی اور ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی بند صندوق کے اندر سے بول رہی ہے۔

"کیا مجھ سے ملے بغیر چلے جاؤ گے؟ دروازہ کھلا ہے...... اندر آؤ...... میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

عورت کی آواز نے عمران کے نفسانی جذبات میں ایک بار پھر ایک ہیجان برپا کر دیا...... اس نے دروازے کو دھکیلا...... دروازے کی چرچراہٹ کی آواز کسی بچے کی چیخ جیسی تھی...... دروازہ کھل گیا۔

عمران نے موم بتی آگے کر کے دیکھا کہ دوسری طرف پہلے ہی سے دُھندلی دُھندلی سی زرد رنگ کی روشنی ہو رہی تھی...... یہ اونچی چھت والا ایک کشادہ کمرہ تھا جس کے وسط میں ایک لمبا صندوق پڑا تھا...... عمران اسی جگہ رُک کر اس پُراسرار جگہ کا

جائزہ لینے لگا...... یہ کسی پرانے قلعے کا بوسیدہ کمرہ لگتا تھا جس کے فرش کو گرد کی تہہ نے ڈھانپ رکھا تھا...... حسین عورت کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"عمران! میرے پاس آؤ۔"

اس عورت نے پہلی بار عمران کا نام لیا تھا...... اس نے خالی خالی ویران کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں ہو؟"

عورت کی آواز آئی۔

"میں صندوق کے اندر ہوں۔"

صورتِ حال مزید پُراسرار ہوتی جا رہی تھی...... عمران حیران ہو رہا تھا کہ یہ عورت صندوق کے اندر کیوں بند ہے، مگر اس عورت کی جسمانی کشش عمران کو اپنے ہولناک انجام سے بے خبر اسے کشاں کشاں لئے جا رہی تھی...... وہ صندوق کے پاس آ گیا...... دیکھا کہ صندوق کسی تابوت کی طرح کا ہے، مگر اس قدر گرد آلود ہے کہ جیسے صدیوں سے اسی جگہ پڑا ہو...... اس نے موم بتی کی روشنی میں ایک بڑی مکڑی کو دیکھا جو صندوق کے اوپر اپنے جالے کے اندر چھپ کر بیٹھی ہوئی تھی...... موم بتی کی روشنی پڑی تو مکڑی تیزی سے دوسری طرف چلی گئی۔

صندوق کے اندر سے عورت کی آواز آئی۔

"صندوق کو کھولو عمران! میں باہر آ کر تم سے پیار محبت کی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

❁ ❁ ❁

عورت کے ان الفاظ میں کوئی ایسا جادو تھا کہ عمران نے موم بتی ایک طرف رکھ دی اور کہا۔

"ابھی کھولتا ہوں۔"

اس نے صندوق کو جھک کر دیکھا...... صندوق کے اندر سے گہرے سانس لینے کی عجیب ڈراؤنی سی آواز آ رہی تھی...... صندوق کو ایک بڑا تالا لگا تھا...... عمران نے کہا۔

"اسے تالا لگا ہوا ہے۔"

عورت کی گھٹی گھٹی آواز آئی۔

"تالا توڑ دو۔"

عمران نے آخر پوچھ ہی لیا۔

"تمہیں صندوق میں کس نے بند کیا ہے؟"

عورت کی آواز آئی۔

"مجھے باہر نکالو...... پھر میں تمہیں سب کچھ بتادوں گی۔"

عمران ادھر اُدھر کوئی شے تلاش کرنے لگا جس کی مدد سے تالا توڑ سکے، اسے کونے میں کچھ اینٹیں پڑی دکھائی دیں...... اس نے ایک اینٹ اُٹھالی اور صندوق کے پاس آکر زور سے تالے پر اس کی ضرب لگائی...... جیسے ہی اس نے تالے پر ضرب لگائی

ایک خوفناک چیخ کی آواز بلند ہوئی...... عمران لرز گیا...... وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گیا...... عورت کی آواز آئی۔

"ڈرو نہیں میری جان! تمہیں کچھ نہیں ہوگا...... میں تمہاری حفاظت کو موجود ہوں...... جلدی سے تالا توڑ ڈالو۔"

عورت کی آواز نے عمران کی ہمت بندھائی اور وہ اُوپر تلے تالے پر اینٹ کی ضربیں لگانے لگا...... ہر ضرب پر وہی بھیانک چیخ بلند ہوتی تھی...... کمرے کی فضا ان بھیانک چیخوں سے تھرتھرا رہی تھی...... صندوق کے اندر سے عورت کی آواز بار بار بلند ہو رہی تھی۔

"رُکنا نہیں عمران...... تمہیں کچھ نہیں ہوگا...... تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

تالا پرانے زمانے کا تھا اور بڑا مضبوط تھا...... آخر وہ ٹوٹ گیا...... عمران نے تالے کو صندوق کے کنڈے سے نکال کر نیچے رکھ دیا اور صندوق کا ڈھکنا کھولنے ہی والا تھا کہ ڈھکنا اپنے آپ آہستہ آہستہ اوپر کو اُٹھنا شروع ہو گیا...... صندوق کے اندر سے زرد رنگ کی بیمار سی گدی گدی روشنی بھی نکل رہی تھی...... عمران بت بنا صندوق کے ڈھکن کو اپنے آپ اُوپر اُٹھتے دیکھ رہا تھا...... جب صندوق پورا کھل گیا تو عمران نے ذرا آگے ہو کر صندوق کے اندر نگاہ ڈالی۔

صندوق کے اندر اس نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر عمران کا سارا ڈر، خوف ایک دم دُور ہو گیا...... صندوق میں وہی خواب میں آنے والی حسین و جمیل عورت نیم عریاں سرخ لباس پہنے، بالوں میں سرخ پھول سجائے بالکل سیدھی لیٹی ہوئی تھی...... اس نے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھ رکھے تھے...... اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور خوبصورت چہرے پر وہی خواب والی دلکش مسکراہٹ تھی، لیکن اس کے چہرے کی سب سے دہشت ناک شے اس کی آنکھیں تھیں جس کو دیکھ کر عمران پر خوف طاری ہو گیا تھا...... اس عورت کی آنکھیں لہو کی طرح سرخ تھیں...... پہلی بار عمران کو اس

عورت کے حسن سے خوف محسوس ہوا اور اس کے دل نے کہا...... عمران تم نے یہاں آکر زندگی کی بڑی بھیانک غلطی کی ہے...... تمہیں یہاں نہیں آنا چاہئے تھا...... صندوق میں بالکل سیدھی لیٹی ہوئی اس عورت نے اپنا ہاتھ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا مجھے سہارا نہیں دو گے؟"

عمران نے بادل نخواستہ اپنا ہاتھ آگے کر دیا...... عورت نے عمران کا ہاتھ تھام لیا اور پھر صندوق سے باہر نکل آئی...... عورت کا ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈا تھا...... عمران کے جسم میں دہشت کی سرد لہر سی دوڑ گئی، وہ سمجھ گیا کہ یہ معاملہ کچھ اور ہی ہے اور اس عورت کا اصل رُوپ وہ نہیں ہے جو نظر آرہا ہے...... وہ پچھتانے لگا کہ وہاں کیوں آگیا...... اس نے اسی لمحے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ اس منحوس جگہ سے موقع ملتے ہی بھاگ جائے گا، مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے گرد ایک ایسا طلسمی تانا بن دیا گیا ہے کہ جس کے اندر سے وہ اتنی آسانی سے نہیں نکل سکے گا۔

اس پراسرار عورت نے ابھی تک عمران کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا اور اس کے سرد ہاتھ کی ٹھنڈی لہریں عمران کے سارے جسم کو سرد کر رہی تھیں...... اسے یاد آگیا کہ جب خواب میں اس نے اسی عورت کا ہاتھ پکڑا تھا تو وہ گرم تھا اور اس میں محبت کی ساری گرمجوشی موجود تھی، مگر اب وہی ہاتھ ایک مردے کے ہاتھ کی طرح ٹھنڈا برف تھا...... عمران اپنا ہاتھ چھڑانا چاہتا تھا مگر پراسرار عورت نے اس کا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔

پراسرار عورت عمران کو لے کر ایک چھوٹے سے دروازے میں سے گزرنے کے بعد ایک تیسرے کمرے میں آگئی...... اس کمرے میں بھی زرد دُھندلی روشنی کا غبار سا پھیلا ہوا تھا...... عمران سمجھ نہیں سکا تھا کہ یہ روشنی کہاں سے آرہی تھی...... اس کمرے کی حالت بھی شکستہ تھی اور ویرانی برس رہی تھی۔

یہاں درمیان میں ایک تخت پوش بچھا ہوا تھا۔

پراسرار عورت تخت پوش پر بیٹھ گئی...... اس نے عمران کو بھی اپنے پاس بٹھا لیا...... عمران کو یاد تھا کہ جب یہ عورت خواب میں اسے ملی تھی تو اس کے سرخ ملبوس میں سے بڑی سرور انگیز خوشبو آرہی تھی، مگر اب جبکہ وہ حقیقت کی دُنیا میں اس کے پاس بیٹھی تھی تو اس کے ملبوس میں سے ایسے مردے کی بو آرہی تھی جسے اچھی طرح سے مشک کافور لگا کر دفن کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہو۔ عمران کا ذہن بڑی تیزی سے وہاں سے نکلنے کے بہانے سوچ رہا تھا...... اس نے پراسرار عورت سے کہا۔

"تم یہاں رہتی ہو کیا؟"

پراسرار عورت نے عمران کی طرف اپنی لہورنگ ڈراؤنی آنکھوں سے دیکھا اور بولی۔

"کیوں؟ تمہیں یہ جگہ اچھی نہیں لگی؟"

عمران نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں...... ایسی بات نہیں ہے...... کیا تم اکیلی رہتی ہو؟"

پراسرار عورت نے کہا۔

"ہاں...... اب تک اکیلی رہتی تھی، اب تم آگئے ہو تو ہم دونوں یہاں رہیں گے۔"

عمران کے جسم میں سنسناہٹ دوڑ گئی...... اب وہ اچھی طرح سے سمجھ گیا تھا کہ یہ عورت کوئی زندہ حقیقت نہیں ہے بلکہ کوئی بدرُوح ہے یا کوئی چڑیل ہے جس نے حسین عورت کا رُوپ بدلا ہوا ہے...... پراسرار عورت نے عمران کو خاموش دیکھ کر کہا۔

"کیوں؟ کیا تم میرے ساتھ نہیں رہو گے؟"

عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں...... کیوں نہیں...... لیکن۔"

"لیکن کیا؟"

پراسرار عورت کا چہرہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا تھا۔

عمران نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ میری تو بڑی خواہش ہے کہ تمہارے ساتھ اس حویلی میں رہوں، مگر میں کالج میں پڑھتا ہوں...... مجھے ایک بار وہاں جاکر کالج سے چھٹی لینی ہوگی......ورنہ میرا نام کٹ جائے گا۔"

پراسرار عورت بولی۔

"اس کی تم فکر نہ کرو...... تمہارا نام کوئی نہیں کاٹے گا۔"

عمران نے ایک اور عذر پیش کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہاں بند کوٹھڑیوں مین ہم کیسے رہ سکیں گے...... ہم زندگی کی دوسری ضرورتیں کہاں سے پوری کریں گے۔"

پراسرار عورت بولی۔

"تمہیں جس چیز کی ضرورت ہوگی تمہیں مل جایا کرے گی۔"

عمران نے کہا۔

"لیکن انسان کو تازہ ہوا کی بھی ضرورت ہوتی ہے...... کیا ہم کبھی باہر کھلی ہوا میں نہیں جائیں گے؟"

پراسرار عورت مسکرانے لگی...... عمران کو اب اس کی مسکراہٹ سے بھی ڈر آنے لگا تھا......اس نے بڑے پراسرار لہجے میں گہری آواز میں کہا۔

"تم صرف میری مرضی سے باہر نکل سکو گے، جب تک میں نہیں چاہوں گی تم یہاں سے باہر نہیں جاسکو گے۔"

عمران کو یقین ہوگیا کہ وہ اپنی شیطانی خواہشات کی وجہ سے اس عورت کے جال میں پھنس چکا ہے اور یہ عورت کوئی بدروح ہے...... اس سے چھٹکارا اتنا آسان کام نہیں ہے، اس لئے کسی خاص حکمت عملی سے کام لینا ہوگا، لیکن سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہ بدروح اس سے چاہتی کیا ہے۔

عمران نے کھسیانی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں...... تم جب چاہو گی میں باہر چلا جایا کروں گا، لیکن میں تم سے ایک بات ضرور پوچھنا چاہوں گا۔"

"پوچھو۔" بدروح عورت نے کہا۔

عمران بولا۔

"مجھے لگتا ہے کہ تم نے مجھے کسی خاص مقصد کے واسطے یہاں بلایا ہے...... کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ مقصد کیا ہے؟"

بدروح عورت کہنے لگی۔

"اب میں تمہیں ساری بات کھول کر بتادینا چاہتی ہوں...... غور سے سنو! میرا نام کجلی ہے...... آج سے سینکڑوں سال پہلے میں اس حویلی میں رہا کرتی تھی...... میں اس علاقے کی سب سے بڑی جادوگرنی تھی...... سارے علاقے پر میرا راج تھا...... لوگ دور دور سے میرے پاس جادوٹونے کے لئے آتے تھے...... میں جادوٹونہ بھی کرتی تھی اور بدروحوں کو بھی قابو کرتی تھی...... میرے جادو کا کوئی توڑ نہیں تھا...... ملک افریقہ کے بڑے بڑے جادوگر میرا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے، لیکن افریقہ کا ایک جادوگر جس کا نام کنڈلا تھا میرے نام سے جلتا تھا...... وہ میرا دشمن بن گیا اور کسی طرح مجھے ختم کرکے میری جگہ علاقے کا سب سے بڑا جادوگر بن کر لوگوں پر حکومت کرنا چاہتا تھا، مگر چونکہ کنڈلا خود جادوگر تھا...... اس لئے وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے مجھے قتل کروادیا تو میں بدروح بن کر اس کو چمٹ جاؤں گی اور ساری زندگی اس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گی، چنانچہ وہ چاہتا تھا کہ مجھے ہلاک کرنے کی بجائے میری جادوئی طاقت سلب کرکے مجھے کسی ایسی جگہ بند کردے جہاں سے میں قیامت تک باہر نہ نکل سکوں...... میں مر کر بدروح بن کر اس کو چمٹوں بھی نہ اور زندہ بھی نہ رہوں...... ایک بے جان پتھر بن جاؤں جو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے، چنانچہ جادوگر کنڈلا نے ایک عورت کی مدد سے

مجھے اپنی سازش کے جال میں پھنسالیااور میری سب سے بڑی طلسمی طاقت سلب کر کے اسے ایک پتلے میں ڈال دیااور مجھے ساکت کر کے اس صندوق میں لٹاکر اس حویلی میں بند کر دیا...... جب سے لے کر آج تک کئی سو برس گزر گئے...... میں اسی صندوق میں بند پڑی رہی...... میری حویلی ویران کھنڈر بن گئی...... میں بے جان لاش کی طرح بند صندوق میں لیٹی رہی، نہ میں مردہ تھی...... نہ میں زندہ تھی...... ایک بار میری ایک جادوگرنی سہیلی کی بدرُوح میرے خواب میں آئی، کہنے لگی...... کجلی! تجھے اس حالت میں دیکھ کر مجھے بڑا دُکھ ہوتا ہے، مگر کیا کروں...... میری اتنی طاقت نہیں ہے کہ تمہیں یہاں سے نکال سکوں...... میں نے اس سے پوچھا...... کیا میں قیامت تک اسی صندوق میں بند پڑی رہوں گی؟ اس کے جواب میں میری سہیلی جادوگرنی کی بدرُوح کہنے لگی...... کجلی! صرف وہی شخص تمہارا صندوق کھول کر تمہیں باہر نکال سکتا ہے جو ایک تو تمہارے بلانے پر تمہاری حویلی میں آجائے اور دوسرے اس کے دائیں بازو پر چاند گرہن کے دو نشان ایک دوسرے کے نیچے گول دائروں کی شکل میں بنے ہوئے ہوں...... اس کے سوا کوئی انسان تمہاری حویلی میں داخل ہونے کی جرات نہیں کرے گا...... تم بلاؤ گی تو وہ تمہاری آسیبی آواز سن کر یا تو دہشت زدہ ہو کر وہیں مر جائے گا یا بھاگ جائے گا۔"

عمران بدرُوح عورت کے پاس بیٹھا اس کی خوفناک داستان سن رہا تھا...... اس نے اپنی کہانی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"کئی بار ایسا ہوا کہ کوئی بھولا بھٹکا مسافر میری حویلی کے کھنڈر میں رات بسر کرنے آگیا...... میں نے اسے آواز دی...... دروازہ کھول کر میرے پاس آؤ...... میں اکیلی ہوں...... مجھے سردی لگ رہی ہے تو وہ شخص یا تو دہشت سے وہیں مر گیا اور یا چیخ مار کر بھاگ گیا...... میں لوگوں کے خوابوں میں آکر ان کے دائیں بازو کو دیکھتی...... کسی کسی کے بازو پر چاند گرہن کا نشانہ ملتا بھی تو وہ یا تو تکونی شکل کا ہوتا...... یا ایک دھبے

کی طرح ہوتا مگر مجھے اُوپر نیچے ایک جیسے بنے ہوئے دو گول دائروں کی شکل میں چاند گرہن کا نشانہ کسی شخص کے بازو پر دکھائی نہ دیا...... کئی سو برس بیت گئے...... حویلی کے کھنڈر کے باہر دنیا بدل گئی...... لوگ بدل گئے...... کئی لوگ بارش کے طوفانوں یا رات کی تاریکی میں اس حویلی میں آئے مگر میری آواز سن کر مرتے یا فرار ہوتے رہے...... پھر ایسا ہوا کہ دو رات پہلے رات کو بڑا زبردست طوفان آگیا...... بجلی کڑکنے لگی...... بادل گرجنے لگے...... طوفانی بارش شروع ہوگئی اور تم حویلی میں داخل ہوئے...... میں نے معمول کے مطابق تمہیں آواز دی...... دروازہ کھولو...... میرے پاس آؤ...... میں اکیلی ہوں...... مجھے سردی لگ رہی ہے...... مجھے یقین تھا کہ تم بھی دوسرے لوگوں کی طرح یا تو ڈر کر بھاگ جاؤ گے یا خوف کے مارے مر جاؤ گے، مگر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ تم بے خوف ہو کر کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آگئے...... اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ تمہارے دائیں بازو پر چاند گرہن کے دو دائروں کے نشان بھی ضرور ہوں گے اور تم ہی وہ شخص ہو جو مجھے میری سینکڑوں برس کی قید سے نجات دلاؤ گے...... اگرچہ تم دروازہ کھول کر اندر تو نہ آئے اور کچھ ڈر کر چلے گئے، مگر میں سمجھ گئی کہ جس شخص کی مجھے سینکڑوں برس سے تلاش تھی وہ آخر آگیا ہے...... میں نے اسی رات سب سے پہلا کام یہ کیا کہ رات کے وقت تمہارے کمرے میں جہاں تم گہری نیند سو رہے تھے گئی اور تمہارے بائیں بازو کو دیکھا...... تمہارے بازو پر اُوپر نیچے چھوٹے دائروں کی شکل میں چاند گرہن کے دو نشان موجود تھے...... اب اس میں کوئی شک نہیں رہا تھا کہ تم ہی مجھے میرے دشمن جادوگر کنڈلا کی قید سے رہائی دلا سکتے ہو...... اسی رات میں تمہارے خواب میں آئی اور تمہیں اپنی کوٹھڑی میں بلانے کے لئے میں جو حربے استعمال کر سکتی تھی میں نے استعمال کئے اور اس کے بعد تم میرے پاس آگئے۔"

بدرُوح عورت خاموش ہوگئی...... اس کی سرخ لہو رنگ آنکھیں عمران کو مسلسل تک رہی تھیں...... عمران کو اپنے بدن میں گرم لہریں سرایت کرتی محسوس

ہو رہی تھیں...... عمران نے دل میں خدا سے اپنے گناہ کی معافی مانگی اور پھر بدرُوح عورت سے پوچھا۔

"تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

بدرُوح نے کہا۔

"میں تمہاری وجہ سے کنڈلا جادوگر کی قید سے ضرور آزاد ہو گئی ہوں، مگر میری اصل طلسمی طاقت مجھے واپس نہیں ملی۔"

"تو پھر میں کیا کروں؟" عمران نے بیزاری سے کہا۔

بدرُوح عورت بولی۔

"میری طلسمی طاقت بھی تم ہی مجھے واپس لا کر دو گے کیونکہ تمہارے سوا یہ کام دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔"

عمران نے کہا۔

"میں جادوٹونے کے ان چکروں میں نہیں پڑنا چاہتا، میں انہیں گناہ سمجھتا ہوں۔"

بدرُوح عورت کی سرخ آنکھوں کی سرخ روشنی تیز ہو گئی...... اس نے غصیلی آواز میں کہا۔

"میرا صندوق کھول کر مجھے آزاد کرنے کے بعد تم میرے قیدی بن چکے ہو...... تم جب تک مجھے میری طاقت واپس لا کر نہیں دو گے تمہیں میری قید سے رہائی نہیں مل سکے گی۔"

اس اثنا میں عمران نے دیکھ لیا تھا کہ کوٹھڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا...... چونکہ عمران کو اس بدرُوح کی سفلی طاقت کا ابھی اندازہ نہیں ہوا تھا اس لئے وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ پوری طاقت سے بھاگ کر اس منحوس کھنڈر سے باہر نکل جائے گا...... وہ گٹھے ہوئے بدن کا صحت مند نوجوان تھا اور اکثر جوگنگ وغیرہ کرتا رہتا تھا، جیسے ہی بدرُوح عورت نے اپنی بات ختم کی عمران بندوق کی گولی کی مانند کھلے دروازے کی طرف بھاگا...... جیسے

ہی وہ دروازے کے قریب آیا دروازہ ایک دھماکے کے ساتھ بند ہو گیا...... عمران نے دروازے کو زور سے دھکا دیا، مگر اسے لگا کہ وہ دروازہ پتھر کی دیوار کی طرح سخت ہو گیا ہے۔

اسے بدرُوح عورت کی آواز آئی۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم میرے قیدی بن چکے ہو اور جب تک میرا مقصد پورا نہیں کرتے تمہیں میری قید سے رہائی نہیں مل سکے گی۔"

عمران نے پلٹ کر دیکھا...... بدرُوح عورت اسی طرح تخت پر بیٹھی تھی...... اب اس کی سرخ آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹ رہی تھیں...... اس نے کہا۔

"میرے پاس آؤ۔"

عمران ایک بے بس و مجبور انسان کی طرح اس کے پاس چلا گیا...... اس نے عمران سے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ تم میرا کہا مان لو گے اور مجھے تمہیں اپنا اصلی رُوپ دکھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی، لیکن اب لگتا ہے کہ مجھے اپنا اصلی رُوپ تمہیں دکھانا ہی پڑے گا۔"

اس کے ساتھ ہی بدرُوح عورت اُٹھ کر کھڑی ہو گئی...... ایک جھٹکے سے اس نے اپنے سر کو اُوپر کی طرف اُٹھایا اور اس کے حلق سے ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی...... عمران اس چیخ کی آواز سے لرز اُٹھا...... وہ چند قدموں کے فاصلے پر بدرُوح کے سامنے کھڑا سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا...... اس کے دیکھتے دیکھتے اس عورت کے بال ایک دوسرے میں اُلجھ کر جھاڑی سے بن گئے...... چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا...... سرخ ریشمی لباس غائب ہو گیا اور اس کی جگہ اس کے سیاہ بدن پر دھجیاں لٹکنے لگیں...... اس کے بازو بھی سیاہ ہو گئے اور ہاتھوں کے ناخن چھریوں کی طرح باہر کو نکل آئے۔

اس بدرُوح عورت کی شکل اتنی ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہو گئی تھی کہ خوف کے

مارے عمران کے رونگٹے کھڑے ہوگئے...... عورت نے ایک دم دونوں ہاتھوں کا رخ عمران کی طرف کر کے دوبارہ حلق سے چیخ کی آواز نکالی اور دونوں ہاتھوں کو زور سے جھٹک دیا...... اس کے ہاتھوں میں سے کڑکتی بجلیوں کی سرخ شعاعیں نکل کر عمران کے گرد زمین پر پڑیں اور ان کڑکتی آسمانی بجلی ایسی شعاعوں نے سرخ شعلے بن کر عمران کے اردگرد ایک دائرہ بنادیا...... عمران کو ان شعلوں کے دائرے کے اندر زبردست جھٹکے لگنے لگے...... وہ گر پڑا اور مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔

بدروح عورت کے حلق سے ایک بار پھر چیخ بلند ہوئی اور عمران کے گرد آگ کے شعلوں کا دائرہ غائب ہوگیا...... عمران ابھی تک ادھ موا سا ہو کر فرش پر پڑا تھا...... بدروح عورت دوبارہ حسین عورت کے روپ میں واپس آگئی...... اس نے آگے بڑھ کر عمران کا بازو پکڑا اور اسے سہارا دے کر اٹھایا...... عمران نے اس چڑیل کو دوبارہ حسین عورت کے روپ میں دیکھا تو اس پر اس کے حسن کا کوئی اثر نہ ہوا، بلکہ اسے وہ حسن گناہ آلود اور کراہت آمیز لگا...... اس بدروح عورت نے جب عمران کو بازو سے پکڑا تھا تو اس کی حالت پھر سے نارمل ہوگئی تھی اور اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، لیکن اتنا اسے یقین ہوگیا تھا کہ وہ اس عورت کے کالے جادو کے طلسمی جال میں بری طرح پھنس چکا ہے۔

ایسا بھیانک اور خوفناک تجربہ عمران کو زندگی میں پہلے کبھی نہیں ہوا تھا...... ایک بات اس کے ذہن میں بالکل واضح تھی کہ اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ اسے اس کی شیطانی خواہشات کی سزا مل رہی ہے اور اس کے بچنے کی صرف ایک ہی صورت تھی کہ وہ خدا کے حضور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور آئندہ سے گناہ نہ کرنے کا عہد کرے...... اسی لئے کہتے ہیں کہ انسان کو ہمیشہ گناہ سے بچنا چاہئے اور اپنے خیالات اور اپنی نگاہوں کو پاک صاف رکھنا چاہئے، صرف ایسا کرنے ہی سے انسان نیک اور پاکیزہ زندگی بسر کرسکتا ہے۔

بدروح عورت نے عمران کو اپنے پاس بٹھالیا اور بولی۔

"اب تمہیں میری طاقت کا اندازہ ہوگیا ہوگا...... میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں؟"

عمران کا حلق خشک ہو رہا تھا...... اس نے آہستہ سے صرف اتنا کہا۔

"ہاں!"

بدروح عورت کہنے لگی۔

"اب میں تمہیں بتاتی ہوں کہ میری طاقت مجھے واپس دلانے کے لئے تمہیں کیا کرنا ہوگا...... جادوگر کنڈلا نے مجھ پر موت کا طلسم پھونکنے کے بعد مجھے ساکت کر کے صندوق میں بند کرنے کے بعد میری طلسمی طاقت میرے جسم سے الگ کر کے ایک پتلے میں ڈال دی تھی...... اگر وہ پتلا مجھے مل جائے تو میری پوری کی پوری طلسمی طاقت میرے پاس واپس آجائے گی اور پھر میں جادوگر کنڈلا کی قید سے آزاد ہو جاؤں گی اور یہ پتلا سوائے تمہارے دنیا کا اور کوئی شخص نہیں لاسکتا، کیونکہ ایک تو تم میری آواز سن کر خوف سے بے ہوش نہیں ہوئے تھے...... مرے نہیں تھے...... دوسرے تمہارے بائیں بازو پر چاند گرہن کے دونوں دائروں والے نشان موجود ہیں...... تمہارا وجود میری ہمیشہ کی زندگی اور میری زبردست طلسمی طاقت کی ضمانت ہے۔"

عمران نے پوچھا۔

"میں تمہارا اغلام اور قیدی بن چکا ہوں، تم جو کہو گی وہ مجھے مجبوراً کرنا ہی پڑے گا، لیکن میں تم سے بھی ایک بات کی ضمانت چاہتا ہوں...... ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں۔"

بدروح عورت نے پوچھا۔

"کہو...... تم کیا چاہتے ہو؟"

عمران نے کہا۔

"مجھ سے وعدہ کرو کہ جب میں تمہیں تمہارا طلسمی طاقت والا پتلا واپس لا کر دے دوں گا تو تم مجھے آزاد کردو گی اور اس کے بعد مجھ سے کوئی سروکار نہیں رکھو گی۔"

بدروح بولی۔

"جب مجھے میرا پتلا مل جائے گا تو پھر میرا تمہارا تعلق ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔
نے تو یہ کھیل اس لئے رچایا تھا کہ تم کو اپنے قبضے میں لے کر تم سے اپنا طلسمی پتلا وا
منگواؤں، کیونکہ جہاں وہ پتلا رکھا ہوا ہے وہاں سوائے تمہارے دوسرا کوئی داخل
ہو سکتا۔۔۔۔۔ جب مجھے میرا پتلا مل گیا اور میری طاقت واپس آگئی تو مجھے کیا ضرورت
کہ تم سے کوئی سروکار رکھوں؟ میں وعدہ کرتی ہوں کہ اپنا مقصد حاصل ہو جانے
بعد میں تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الگ ہو جاؤں گی۔"

عمران بولا۔

"اب مجھے بتاؤ کہ وہ طلسمی پتلا کنڈلا جادوگر نے کس جگہ پر چھپایا ہوا ہے۔"

بدروح عورت نے کہا۔

"جس شہر میں تم رہتے ہو۔۔۔۔۔ اس شہر کے جنوب میں ایک قلعہ نما پرانا تار
کھنڈر ہے۔۔۔۔۔ کیا تم نے کبھی وہ کھنڈر دیکھا ہے؟"

عمران نے جواب دیا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ میں نے وہ قلعہ نما کھنڈر دیکھا ہے۔"

بدروح عورت بولی۔

"کھنڈر سینکڑوں برس سے ویران اور شکستہ حالت میں پڑا ہے۔۔۔۔۔ اس کے
ایک خفیہ تہہ خانہ ہے جو ایک مدت سے بند پڑا ہے۔۔۔۔۔ آج تک کوئی اس کے اندر نہ
گیا، کیونکہ کسی کو اس کا راستہ معلوم نہیں۔"

عمران نے کہا۔

"میں اس کے اندر کیسے جاؤں گا؟"

بدروح عورت کہنے لگی۔

"میں تمہیں اس کے اندر جانے کا خفیہ راستہ بتاؤں گی۔۔۔۔۔ جب تم اس ت

تہہ خانے میں جاؤ گے تو تمہیں سیاہ پتھر کا ایک چبوترا نظر آئے گا۔۔۔۔۔ اس چبوترے پر ایک عورت کی لاش پڑی ہو گی۔۔۔۔۔ لاش گل سڑ چکی ہو گی۔۔۔۔۔ صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی ہو گا۔۔۔۔۔ اس کے اُوپر سرخ رنگ کی چادر پڑی ہو گی۔۔۔۔۔ لاش کے ڈھانچے کے اندر پسلیوں کے نیچے لوہے کا ایک گول ڈبہ پڑا ہو گا جس پر کالی بلی کی شکل بنی ہوئی ہو گی۔۔۔۔۔ تم اس ڈبے کو کھولو گے تو تمہیں اس میں لکڑی کا ایک چھوٹا سا پتلا ملے گا جس کے سینے اور سر میں میخیں ٹھکی ہوئی ہوں گی۔۔۔۔۔ یہی وہ پتلا ہے جس کے اندر میری زبردست طلسمی طاقت کو جادوگر کنڈلا نے بند کر دیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ تم وہ پتلا لا کر مجھے دو گے۔۔۔۔۔ میں اپنی اسی حویلی میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی۔"

عمران نے یہ سب کچھ بڑے غور سے سن تو لیا تھا مگر اپنے دل میں اس نے عہد کر لیا تھا کہ اس منحوس کھنڈر سے نکلنے کے بعد وہ اس بدرُوح عورت اور اس کے پتلے پر لعنت بھیجے گا اور پھر کبھی اس کھنڈر کا رُخ نہیں کرے گا۔

بدرُوح عورت کہنے لگی۔

"ایک اور بات میں تمہیں بتا دینا ضروری سمجھتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس خفیہ تہہ خانے کی خفیہ راہداری پر ایک ایسا خونی طلسم پھونکا گیا ہے کہ تمہارے سوا اگر میں بھی اس راہداری میں داخل ہو جاؤں تو فوراً میرے جسم کو آگ لگ جائے گی اور میں جل کر راکھ ہو جاؤں گی۔۔۔۔۔ اگر تمہارے بازو پر چاند گرہن کے مخصوص دو نشان نہ ہوتے تو اس خفیہ راہداری میں داخل ہوتے ہی تمہارا جسم بھی جل کر راکھ بن جاتا، مگر تمہارے بازو پر چاند گرہن کے دو نشان جادوگر کنڈلا کے خونی طلسم کو بے اثر کر دیں گے۔۔۔۔۔ اس کے بعد جب تم تہہ خانے میں جاؤ گے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بنی عورت کی لاش پر سے چادر ہٹا دو گے تو یہ مت سمجھنا کہ وہ کسی معمولی عورت کی لاش ہے۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ وہ عورت اپنے وقت کی سب سے خطرناک اور خوفناک جادوگرنی تھی۔۔۔۔۔ کنڈلا نے اس پر کالا جادو کر کے اسے ہلاک کر ڈالا تھا اور پھر اس کا سینہ کھول کر اس کی

پسلیوں کے نیچے میرے پتلے والا ڈبہ رکھ دیا تھا...... اس کے بعد اس نے لاش کے اِرد گرد ایک طلسمی حصار کھینچ دیا تھا جس کے اندر اگر دُنیا کا سب سے بڑا جادُوگر سامری بھی داخل ہوتا تو اس کے جسم کے ٹکڑے اُڑ جاتے، مگر تمہیں کچھ نہیں ہوگا، کیونکہ تمہارے اندر چاند گرہن کے خاص دو دائرہ نما نشانوں نے اس طلسم سے محفوظ رہنے کی طاقت پیدا کر دی ہوئی ہے جس کا صرف مجھے علم تھا اور میں تمہاری اسی طاقت سے فائدہ اُٹھانا چاہتی ہوں۔"

عمران تو فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ اس بدرُوح کی کوئی بات نہیں مانے گا اور وہاں سے نکلتے ہی سب کچھ بھول جائے گا...... اس نے کہا۔

"کیا اب میں جا سکتا ہوں۔"

بدرُوح عورت نے اپنی سرخ آنکھیں عمران کے چہرے پر گاڑ دیں اور بولی۔

"ایک اور بات یاد رکھنا...... میرا یہ راز کسی کو نہ بتانا...... ہمارے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں اس کا ذکر ہرگز کسی سے نہ کرنا...... دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ میں تمہارا پیچھا چھوڑ دوں گی...... نہیں...... جب تک تم میرا کام پورا نہیں کرتے اور مجھے میری طاقت کا پتلا واپس لا کر نہیں دیتے تم مجھ سے چھٹکارا نہ پا سکو گے...... تم اگر زمین کی ساتویں تہہ میں بھی جا کر چھپ جاؤ گے تو میں تمہیں وہاں سے بھی نکال لاؤں گی...... اب جاؤ۔"

بدرُوح عورت کے منہ سے یہ جملہ سن کر عمران کو لگا جیسے کسی نے اس کے سر پر سے بھاری بوجھ اُتار کر پھینک دیا ہے...... بدرُوح عورت نے جو اس وقت حسین عورت کے رُوپ میں تھی، عمران کا ہاتھ اپنے مردے کی طرح ٹھنڈے ہاتھ میں لے لیا اور اسے ساتھ لئے دروازے کی طرف بڑھی جو بند تھا، جیسے ہی وہ دروازے کے سامنے آئی دروازے کا ایک پٹ اپنے آپ کھل گیا...... اب وہ عمران کو لے کر تیسری کوٹھڑی میں آ گئی جہاں عمران طوفانی رات کو پہلی بار آیا تھا اور اس نے پہلی بار بند

کوٹھڑی میں سے آتی اس عورت کی منحوس آواز سنی تھی...... اس کوٹھڑی کا بوسیدہ دروازہ بھی بند تھا...... بدرُوح عورت نے عمران کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا۔

"جاؤ اور جیسا میں نے کہا ہے ویسے ہی کرو اور جتنی جلدی ہو سکے میرا پتلا واپس لا کر میرے حوالے کر دو۔"

عمران نے کہا۔

"مگر دروازہ تو بند ہے۔"

بدرُوح عورت بولی۔

"میں نے اسے تمہارے لئے کھول دیا ہے۔"

عمران نے پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا تو اس کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا......

عمران جلدی جلدی قدم اُٹھا کر کوٹھڑی سے باہر آ گیا اور پھر ایک منٹ کے بعد وہ منحوس کھنڈر کے باہر کھڑا تھا...... باہر رات کا پچھلا پہر ہو چکا تھا اور سحر کی ہلکی ہلکی نیلی روشنی پھیلنی شروع ہو گئی تھی...... عمران نے باہر آتے ہی ایک گہرا سانس لیا...... یہ ایک طرح سے اطمینان کا سانس تھا...... سحر کی تر و تازہ ہوا نے اس کے اندر زندہ رہنے کا جذبہ بیدار کر دیا تھا اور کھنڈر کے اندر جو آسیبی واقعات اس کے ساتھ پیش آئے تھے وہ تھوڑی دیر کے لئے اس کے ذہن سے غائب ہو گئے تھے۔

وہ درختوں کے جھنڈوں میں قصبہ روہیلا نوالا کی طرف چل پڑا...... وہاں سے اسے ایک گھنٹے بعد لاہور جانے والی گاڑی مل گئی اور وہ اس میں سوار ہو کر دوپہر کے وقت اپنے شہر پہنچ گیا...... گھر میں اس کے ممی ڈیڈی سخت پریشان تھے...... اس کی منگیتر رُخسانہ بھی اس وقت موجود تھی، جیسے ہی عمران ڈرائنگ روم میں داخل ہوا ڈیڈی نے غصے میں پوچھا۔

"کہاں سے آ رہے ہو؟ ساری رات کہاں رہے؟ تمہیں ذرا بھی خیال نہیں آیا کہ تمہارے اس طرح غائب ہونے سے ہم لوگ کتنے پریشان ہوں گے؟"

عمران صوفے پر بیٹھ گیا...... ممی نے عمران کے ڈیڈی سے کہا۔

"بس اب زیادہ نہ ڈانٹیں...... خدا کا شکر ہے کہ ہمارا بیٹا گھر آ گیا ہے۔"

ممی نے عمران سے پوچھا۔

"عمران بیٹا! تم کہاں چلے گئے تھے؟ پہلے کبھی تم اس طرح رات بھر غائب نہیں رہے...... کم از کم ہمیں فون ہی کر دیتے کہ تم اپنے کسی دوست کے ہاں رات گزارو گے۔"

رُخسانہ کہنے لگی۔

"آخر تم کہاں تھے؟"

عمران نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بات یہ ہوئی ڈیڈی کہ میں گھر سے کالج جانے کے لئے نکلا تو کالج کے گیٹ پر مجھے میرا ایک دوست مل گیا جو جیپ لے کر آیا ہوا تھا...... یہاں سے بہت دُور ایک گاؤں کے پاس اس کا ایک فارم ہے...... وہ مجھے وہاں لے گیا...... میں نہیں جانا چاہتا تھا، مگر اس نے میری ایک بات نہ سنی اور کہنے لگا کہ میں نے آج اپنے خاص دوستوں کی فارم پر دعوت کر رکھی ہے...... صرف تمہیں لینے آیا ہوں...... شام کو واپس چھوڑ جاؤں گا۔ بس میں مجبور ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کے فارم پر چلا گیا...... وہاں ٹیلی فون کی سہولت بھی نہیں تھی...... اس لئے آپ کو فون بھی نہ کر سکا...... سوچا تھا کہ دوپہر کے کھانے کے بعد وہاں سے واپس آ جاؤں گا، لیکن ایک دم بادل آ گئے اور ساری رات بارش ہوتی رہی جس کی وجہ سے میں وہاں سے نہ نکل سکا...... اب صبح اس کا ڈرائیور مجھے یہاں چھوڑ گیا ہے۔"

اس دوران رُخسانہ عمران کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہی تھی...... اسے شک ہو رہا تھا کہ عمران جھوٹ بول رہا ہے اور جہاں وہ کہہ رہا ہے وہاں نہیں گیا تھا...... مگر ممی اور ڈیڈی کو عمران کے بیان پر یقین آ گیا تھا...... ڈیڈی نے اسے سرزنش ضرور کی کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرے...... ممی نے کہا۔

"چلو منہ ہاتھ دھو لو...... میں کھانا لگواتی ہوں۔"

ممی اور ڈیڈی چلے گئے...... کمرے میں رُخسانہ اور عمران تنہا رہ گئے تو رُخسانہ نے کہا۔

"عمران! سچ سچ بتاؤ تم رات کہاں تھے؟"

عمران خود رُخسانہ کو اپنے ساتھ گزری ہوئی بھیانک سرگزشت سنانے کو بے تاب تھا...... کہنے لگا۔

"میں اس وقت تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا...... کھانا کھانے کے بعد کالج کی کینٹین میں چلیں گے...... وہاں بتاؤں گا کہ رات کو میں کہاں تھا۔"

سب نے مل کر دوپہر کا کھانا کھایا...... اس کے بعد عمران نے موٹر سائیکل نکالی...... رُخسانہ کو پیچھے بٹھایا اور اپنے کالج کی طرف چل پڑا...... کالج کی کینٹین کھلی تھی...... اس وقت وہاں کوئی سٹوڈنٹ نہیں تھا...... دونوں کینٹین کی کھڑکی کے پاس بیٹھ گئے...... رُخسانہ بولی۔

"اب بتاؤ رات کہاں گزاری؟" پہلے تم کبھی اس طرح گھر سے رات بھر غائب نہیں رہے...... ضرور دال میں کچھ کالا کالا ہے۔"

رُخسانہ مسکرا رہی تھی...... عمران سنجیدہ تھا...... کہنے لگا۔

"رُخسانہ! جو کچھ میں تمہیں سنانے چلا ہوں تم سنو گی تو تمہیں یقین نہیں آئے گا...... تم یہی کہو گی کہ میں الف لیلیٰ کی کوئی کہانی سنا رہا ہوں، لیکن یقین کرو میرے ساتھ ایسا ہوا ہے۔"

رُخسانہ نے پوچھا۔

"عمران! تم کہو تو سہی...... کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ؟"

عمران نے چائے کا ایک گھونٹ پی کر اپنے خشک حلق کو تر کیا اور بولا۔

"اس وحشت ناک واقعے کی ابتدا اس روز ہوئی جب میں یہاں سے دُور افتادہ علاقے میں نو دریافت شدہ تاریخی کھنڈر کو دیکھنے کے لئے گیا تھا...... جیسا کہ تم جانتی ہو

اس روز صبح ہی سے آسمان پر بادل چھا رہے تھے...... تم لوگوں نے مجھے منع کیا کہ موسم خراب ہے...... میں نہ جاؤں، مگر میں نے کسی کی نہ سنی اور موٹر سائیکل لے کر نکل کھڑا ہوا...... راستے میں بارش اور آندھی کا طوفان آ گیا۔"

اس کے بعد عمران کے ساتھ اندھیری رات میں آسیبی کھنڈر میں پناہ لینے کے بعد جو کچھ گزری اور اس سے اگلے روز جب بدرُوح ایک حسین و جمیل عورت کے رُوپ میں اسے اپنی طرف آمادہ کرنے اور اسے آسیبی کھنڈر میں بلانے کے لئے رات کو اس کے خواب میں آئی اور پھر وہ کسی کو بتائے بغیر ایک بار پھر آسیبی کھنڈر میں پہنچ گیا اور اس کے بعد جن بھیانک واقعات کا انکشاف ہوا، وہ سب کچھ عمران نے رُخسانہ کو بتا دیا۔

رُخسانہ حیرت کے ساتھ سارے واقعات سنتی رہی...... عمران نے آخر میں کہا۔

"مجھے بے حد پچھتاوا ہو رہا ہے کہ میں کیوں دوسری بار اس آسیب زدہ عورت سے ملنے کھنڈر میں چلا گیا...... مجھے نہیں جانا چاہئے تھا۔"

رُخسانہ کہنے لگی۔

"اب تم نے کیا سوچا ہے؟"

عمران بولا۔

"میں نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ میں ان ساری باتوں کو ایک ڈراؤنا خواب سمجھ کر بھول جاؤں گا...... مجھے اس بدرُوح کے طلسمی پتلے کو تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"میں بھی تمہیں یہی مشورہ دینے والی تھی...... پہلی بات تو یہ ہے کہ ہو سکتا ہے جو کچھ تم نے دیکھا وہ محض تمہارا وہم ہو...... دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم نے ان باتوں کو حقیقت سمجھ لیا اور بدرُوح کا پتلا لینے جہاں اس بدرُوح نے کہا ہے وہاں چلے گئے تو خدا جانے پھر کیا ہو اور کہیں تم سچ مچ کی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ۔"

عمران کہنے لگا۔

"میں نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے۔"

رُخسانہ بولی۔

"لیکن تم کہتے ہو کہ اس بدرُوح نے تمہیں کہا تھا کہ اگر تم نے اس کا کہنا مانا اور اس کو طلسمی پتلا نہ لا کر دیا تو وہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی...... مجھے تو ڈر لگنے لگا ہے عمران!"

عمران نے کہا۔

"اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے...... ہم خلائی دور میں رہ رہے ہیں...... یہ کمپیوٹر اور خلائی شٹل کا زمانہ ہے...... آج کے سائنسی زمانے میں اس قسم کی بدرُوحیں کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں...... تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن تم اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا...... اس راز کو اگر یہ کوئی راز ہے تو اپنے تک ہی رکھنا۔"

رُخسانہ کہنے لگی۔

"میں نے کسی کو بتایا بھی تو وہ میری ہنسی اُڑائے گا...... آج کل ان باتوں پر کون اعتبار کرتا ہے۔"

رُخسانہ کے ساتھ باتیں کرنے سے عمران کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا...... کچھ دیر بعد وہ کالج کی کینٹین سے نکل آئے...... سورج غروب ہو رہا تھا...... عمران نے کہا۔

"چلو میں تمہیں تمہارے گھر ڈراپ کر دیتا ہوں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"تم پہلے ہی بہت تھکے ہوئے ہو...... تم جا کر آرام کرو...... میں رکشا لے کر چلی جاؤں گی۔"

عمران کے اصرار کے باوجود رُخسانہ نے اسے بھیج دیا اور خود ایک رکشے میں سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف چل دی۔

رات کا کھانا عمران نے ڈیڈی ممی کے ساتھ ہی کھایا...... اس کے بعد وہ ان کے

پاس بیٹھا ٹیلی ویژن پر پروگرام دیکھتا رہا...... رات کے نو بجے وہ سونے کے لئے اپنے بیڈ روم میں آگیا...... کچھ دیر تک بستر پر لیٹا پڑھتا رہا پھر ٹیبل لیمپ بجھا کر سو گیا۔

کمرے کی دیوار پر لگی ہوئی گھڑی رات کے پورے سوا بارہ بجا رہی تھی کہ اچانک عمران کی آنکھ کھل گئی...... اسے ایسے لگا جیسے کسی نے اس کے کندھے کو زور سے ہلا دیا ہو...... وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا...... بیڈ روم میں گہری خاموشی تھی...... کھڑکی پر سفید باریک پردہ گرا ہوا تھا جس میں سے دُھندلی دُھندلی زرد چاندنی کا عکس کمرے میں پڑ رہا تھا...... عمران نے اسے اپنا وہم خیال کیا اور دوبارہ سونے ہی لگا تھا کہ اچانک کھڑکی کا سفید پردہ زور زور سے پھڑ پھڑانے لگا...... عمران نے سوچا کہ شاید باہر تیز ہوا چلنے لگی ہے...... وہ کھڑکی بند کرنے کے لئے بستر سے اترنے لگا ہی تھا کہ اچانک پلنگ کے سرہانے رکھی ہوئی چھوٹی میز ایسے ہلنے لگی جیسے زلزلہ آگیا ہو۔

عمران وہیں کا وہیں پلنگ پر بیٹھا رہا، مگر صرف میز ہل رہی تھی...... اس کا پلنگ نہیں ہل رہا تھا...... پھر ایسا ہوا کہ کھڑکی کے پردے کے پیچھے سے ایک بھیانک چیخ کی آواز بلند ہوئی...... عمران کے حلق سے بھی خوف کے مارے ہلکی سی چیخ نکل گئی......

دوسرے لمحے کھڑکی میں وہی بدرُوح عورت اپنے کراہت انگیز سیاہ چہرے اور چڑیلوں ایسے اُلجھے ہوئے بالوں کے ساتھ نمودار ہوئی اور ہوا میں تیرتی ہوئی کھڑکی میں سے نکل کر عمران کے پلنگ کے پاس آکر کھڑی ہو گئی اور اسے اپنی سرخ لہو رنگ آنکھوں سے تکنے لگی...... اس کی آنکھوں سے سرخ چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں...... عمران بت بنا اسے تک رہا تھا۔

دہشت کے مارے اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی...... بدرُوح عورت نے ڈراؤنی اور غصیلی آواز میں کہا۔

”اگر تمہارا زندہ رہنا میرے وجود کے لئے ضروری نہ ہوتا تو میں تمہیں اس بستر پر ابھی جلا کر راکھ کر دیتی، مگر میں تمہیں ابھی مارنا نہیں چاہتی...... کم از کم اس وقت

تک نہیں ماروں گی جب تک تم مجھے میرا پتلا نہیں لا کر دیتے۔“

پھر اس بدرُوح نے اپنا ہاتھ عمران کی طرف بڑھایا اور اپنی سیاہ انگلی کا نوکیلا تیز ناخن عمران کی آنکھوں کے سامنے لاتے ہوئے کہا۔

”تم نے میرا راز نہ صرف یہ کہ اپنی منگیتر کو بتایا بلکہ یہ فیصلہ بھی کر لیا کہ تم میرا پتلا مجھے لا کر نہیں دو گے؟ میں تمہیں اس کا مزا چکھاتی ہوں۔“

بدرُوح ایک دم سے دو قدم پیچھے ہٹ گئی اور اس نے اپنا ہاتھ زور سے جھٹک کر عمران کی طرف کر دیا...... اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں سے سرخ چنگاریاں نکل کر عمران کے جسم سے ٹکرائیں...... عمران پلنگ سے چار فٹ اُوپر اُچھل کر فرش پر گرا اور اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا...... اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں جس طرح کہ بدرُوح عورت کی آنکھیں تھیں...... وہ فرش پر تڑپنے لگا...... اسے اپنے جسم میں آگ لگتی محسوس ہوئی...... جیسے اس کا خون اس کی رگوں میں کھولتا ہوا لاوا بن کر بہہ رہا ہو۔ اس کے جسم کے ساتھ بجلی کی لہریں سی چمٹ رہی تھیں...... اس کے حلق سے انتہائی اذیت ناک گھٹی گھٹی آوازیں نکلنے لگیں۔

تب آسیبی عورت نے اپنے سیاہ بازو کو جھٹک کر اپنا ہاتھ عمران کی طرف کر کے لہرایا...... عمران کا لرزتا ہوا جسم ایک دم ساکت ہو گیا...... اس کے جسم کے ساتھ بجلی کی جو لہریں چمٹی ہوئی تھیں وہ غائب ہو گئیں، مگر وہ ادھ موا سا ہو کر فرش پر ہی پڑا رہا...... بدرُوح کجلی نے اسے حکم دیا۔

”اُٹھو اور بستر پر بیٹھ جاؤ۔“

عمران ایک دم سے اُٹھ کھڑا ہوا اور پھر جیسے کسی غیبی طاقت نے اسے بستر پر بٹھا دیا...... عمران کی آنکھیں جو خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں، آہستہ آہستہ ٹھیک ہو گئیں۔

بدرُوح عورت نے کہا۔

”کیا اب بھی تم میرا حکم نہیں مانو گے؟“

عمران کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

”نہیں...... میں تمہارا ہر حکم مانوں گا...... تم جو کہو گی میں کروں گا۔“

بدرُوح عورت نے کہا۔

”تو پھر سنو...... کل اماوس کی اندھیری رات ہوگی...... اماوس کی رات سب سے تاریک رات ہوتی ہے، مگر میں نے تمہاری آنکھوں میں ایسی طاقت ڈال دی ہے کہ تم اندھیری رات میں بھی سب کچھ دیکھ سکو گے...... تم کل آدھی رات کے بعد اس ویران کھنڈر میں جاؤ گے جہاں جادوگرنی کی لاش کے ڈھانچے میں میرا پتلا پڑا ہے اور تم وہ پتلا وہاں سے اُٹھا کر میرے پاس لاؤ گے...... اور خبردار! اگر اب تم نے اس کا ذکر کسی سے کیا تو میں تمہیں ایک مہینے کے لئے زمین میں زندہ دفن کردوں گی۔“

اتنا کہہ کر بدرُوح عورت فرش پر سے اُوپر کو اُٹھی اور کمرے کی فضا میں تیرتی ہوئی کھڑکی میں سے باہر نکل کر غائب ہوگئی۔

حیرت کی بات ہے کہ اس ہنگامے کی گھر میں کسی کو خبر نہ ہوئی...... کسی نے بدرُوح کی بھیانک چیخ کی آواز بھی نہ سنی...... اس کے ڈیڈی ممی کا کمرہ پاس ہی تھا مگر بدرُوح کی بھیانک چیخ بھی ان کو بیدار نہ کرسکی...... اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ بدرُوح کی چیخ کی آواز صرف عمران کو ہی سنائی دے سکتی تھی...... صرف عمران ہی بدرُوح کو دیکھ سکتا تھا اور اس کی آواز سن سکتا تھا...... بدرُوح کے جانے کے بعد عمران کتنی دیر تک پتھر کا بت سا بنا بستر پر اسی حالت میں بیٹھا رہا۔

پھر وہ آہستہ سے اُٹھا اور باتھ رُوم میں گیا...... اس نے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا...... اس کی آنکھیں ابھی تک تھوڑی تھوڑی سرخ تھیں...... وہ اپنی آنکھیں دیکھ کر خود ہی ڈر گیا...... کیا اس کی آنکھیں لال ہوگئی تھیں؟ اس کا جسم ایسے ٹوٹ رہا تھا جیسے اسے کسی نے رُوئی کی طرح دُھنک دیا ہو...... وہ آہستہ آہستہ چلتا پلنگ پر آکر گر گیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا، مگر نیند اُڑ چکی تھی...... وہ کسی حالت میں بھی بدرُوح کا

پتلا لینے ویران کھنڈر میں نہیں جانا چاہتا تھا، لیکن اس پر جو اذیت ناک لمحے گزرے تھے انہوں نے عمران کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کردیا تھا...... دیر تک آنکھیں کھولے وہ بستر پر پڑا رہا...... پھر اپنے آپ اسے نیند آگئی۔

صبح دیر تک سویا رہا...... اس کی ممی نے آکر اسے جگایا اور کہا۔

”عمران بیٹا دس بج گئے ہیں...... کیا آج کالج نہیں جاؤ گے؟“

عمران کو اپنی ممی کی آواز کسی دوسری دُنیا سے آتی محسوس ہوئی...... وہ جلدی سے اُٹھ بیٹھا...... اس کا جسم ابھی تک درد کررہا تھا، مگر اس نے اپنی ممی پر کچھ بھی ظاہر نہ ہونے دیا، کہنے لگا۔

”سوری ممی! رات دیر تک پڑھتا رہا۔“

وہ جلدی جلدی تیار ہوکر کالج پہنچ گیا...... کالج میں کلاس لگ چکی تھی...... وہ کتابیں ہاتھ میں لئے دبے دبے قدم اُٹھاتا کلاس روم میں جاکر بیٹھ گیا...... ساتھ والی قطار میں سے رُخسانہ نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا اور مسکرائی...... عمران بھی زبردستی تھوڑا سا مسکرایا اور خالی خالی نظروں سے پروفیسر کو لیکچر دیتے دیکھنے لگا...... اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ پروفیسر کیا کہہ رہا ہے...... وہ صرف اس کے ہونٹ ہلتے دیکھ رہا تھا...... دراصل عمران کا ذہن یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ اسے ہر حالت میں آدھی رات کے بعد ویران کھنڈر میں جانا پڑے گا...... اس کی حالت اس آدمی کی سی تھی جس کو آدھی رات کے بعد موت کی سزا دی جانے والی ہو۔

کلاس ختم ہوئی تو رُخسانہ اس کے پاس آگئی، کہنے لگی۔

”کیا بات ہے عمران! تم بہت پریشان دکھائی دیتے ہو؟“

شاید ابھی تک تم پر گزرے ہوئے بھیانک واقعات کا اثر باقی ہے۔“

عمران نے کہا۔

”ہاں رُخسانہ...... تم ٹھیک کہہ رہی ہو...... وہ واقعات اتنے ڈراؤنے تھے کہ میری

جگہ اگر کوئی دوسرا شخص ہوتا تو اس کی حالت شاید مجھ سے بھی خراب ہوتی۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"چلو باغیچے میں چل کر بیٹھتے ہیں۔"

کالج کے لان میں ایک جگہ آ کر دونوں گھاس پر بیٹھ گئے...... رُخسانہ بڑے غو[ر] سے عمران کی طرف تک رہی تھی...... کہنے لگی۔

"عمران! ایسے لگتا ہے تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔" عمران نے یونہی ٹالتے ہوئے مسکرانے کی کوشش کر کے کہا۔

"تم سے چھپانے والی تو اب کوئی بات نہیں رہی سب کچھ تمہیں بتا دیا ہے۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"کیا رات کو پھر کوئی واقعہ ہوا ہے؟"

عمران نے ہنس کر کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا...... وہ تو ایک ڈراؤنا خواب تھا...... گزر گیا۔"

"تم سچ کہہ رہے ہو ناں؟" رُخسانہ نے پیار بھرے لہجے میں پوچھا...... عمران نے رُخسانہ کا ہاتھ تھام لیا اور بولا۔

"میں نے تمہارے آگے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔"

رُخسانہ نے محسوس کیا کہ عمران کا ہاتھ ٹھنڈا ہو رہا تھا...... اس نے کہا۔

"تمہارا ہاتھ تو بڑا ٹھنڈا ہو رہا ہے...... کیا بات ہے عمران؟"

عمران کے اندر بدرُوح عورت کی وجہ سے ایک ہلچل سی مچی ہوئی تھی، مگر وہ اپنی جذباتی کیفیت کو رُخسانہ سے چھپانا چاہتا تھا...... اس نے یونہی کہہ دیا۔

"ویسے ہی ٹھنڈا ہے کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔"

عمران کو بدرُوح نے حکم دیا تھا کہ وہ آج آدھی رات کے بعد اس کا پتلا لینے جائے گا...... عمران کسی حالت میں بھی اس مصیبت میں نہیں پڑنا چاہتا تھا مگر وہ مجبور تھا......"

بدرُوح کی آسیبی طاقت دیکھ چکا تھا اور جانتا تھا کہ اگر اس نے بدرُوح عورت کا حکم نہ مانا تو وہ اسے ہلاک تو نہیں کرے گی کیونکہ سوائے عمران کے اس کا طلسمی طاقت والا پتلا دوسرا کوئی شخص نہیں لا سکتا تھا، لیکن اسے کچھ وقت کے لئے زمین میں زندہ ضرور دفن کر دے گی جہاں وہ نہ زندوں میں ہوگا...... نہ مردوں میں ہوگا...... عمران اسی وجہ سے ذہنی طور پر پریشان تھا، لیکن وہ اپنی پریشانی کا اظہار رُخسانہ کے آگے نہیں کر سکتا تھا...... بدرُوح عورت نے کسی کے آگے یہ راز ظاہر کرنے سے سختی سے منع کیا تھا۔

اس خیال سے کہ رُخسانہ کو کہیں مزید شک نہ پڑے...... عمران نے کالج کی باتیں شروع کر دیں...... کالج میں دو پیریڈ پڑھنے کے بعد وہ گھر واپس آ گیا...... پہلے اس نے سوچا کہ جہاں وہ رات کو بدرُوح عورت کا پتلا لینے جا رہا ہے وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے...... ممکن ہے وہ رات کو گھر واپس نہ آ سکے...... بہتر ہے کہ وہ کوئی بہانہ بنا کر گھر والوں سے رات باہر گزارنے کی اجازت لے لے...... کافی غور و فکر کے بعد اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ بدرُوح کا پتلا لے کر ویران کھنڈر سے جلدی واپس آ جائے گا...... بدرُوح نے اسے یقین بھی دلایا تھا کہ اگرچہ پرانا کھنڈر جادوگر کنڈلا کے خطرناک اور خونی طلسم کے اثر میں ہے لیکن تم پر اس کا اثر نہیں ہوگا...... اس کے باوجود عمران کو یہ دھڑکا ضرور لگا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو اس کے ممی ڈیڈی اس کا غم برداشت نہ کر سکیں گے، لیکن اگر وہ بدرُوح کا پتلا لینے پرانے کھنڈر میں نہیں جاتا تب بھی اسے بدرُوح عورت سے جان کا خطرہ تھا۔

ایک عجیب مشکل میں عمران پھنس گیا تھا اور اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ جب بدرُوح عورت نیم عریاں لباس میں حسن کی دیوی بن کر اس کے خواب میں آئی تھی تو عمران نے شیطانی خیالات کو اپنے اوپر حاوی کر لیا تھا...... اگر اسی وقت وہ لاحول ولا پڑھ کر اپنے آپ کو شیطان سے بچا لیتا تو یہ نوبت کبھی نہ آتی، لیکن اس نے نفسانی خواہشات کی رو میں بہہ کر اپنے آپ کو شیطان کے حوالے کر دیا تھا اور سیدھی راہ سے بھٹک گیا

تھا...... اب اسے اپنے اس شیطانی عمل کا نتیجہ ہر حالت میں بھگتنا تھا۔

رات کو اس نے ممی ڈیڈی کے ساتھ حسب معمول کھانا کھایا...... کچھ دیر باتیں کرتا رہا...... پھر اپنے کمرے میں آ کر لیٹ کر کتاب پڑھنے لگا...... اس کی نظریں کتاب پر تھیں، لیکن خیالات اِدھر اُدھر بھٹک رہے تھے...... جیسے جیسے پرانے کھنڈر میں جانے کا وقت قریب آ رہا تھا اس کے خوف میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا...... وہ سو نہیں سکتا تھا...... نیند اس کا ساتھ چھوڑ چکی تھی...... اس نے ٹیبل لیمپ بجھا دیا...... کمرے میں اندھیرا چھا گیا...... کھلی کھڑکی میں سے باہر رات کے آسمان پر چمکتے ستاروں کی دھیمی روشنی کا غبار سا کمرے میں آ رہا تھا...... عمران نے گھڑی اپنے پاس رکھ لی تھی...... جب رات کے ٹھیک بارہ بج گئے تو وہ بستر پر سے اُٹھا...... پتلون اور جیکٹ پہنی...... دروازے کو آہستہ سے کھولا اور راہ داری میں سے دبے پاؤں گزرتا چھوٹے دروازے میں سے کوٹھی کے عقبی لان میں آ گیا...... یہاں برآمدے میں اس کی موٹر سائیکل کھڑی تھی۔

وہاں وہ موٹر سائیکل سٹارٹ نہیں کرنا چاہتا تھا...... اس کے شور سے ممی ڈیڈی جاگ سکتے تھے...... وہ موٹر سائیکل کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر چلاتا سڑک پر کافی دُور تک چلا گیا...... سڑک خالی پڑی تھی...... کسی کسی کوٹھی میں بتی روشن تھی...... عمران موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے شہر کے جنوبی علاقے کی طرف روانہ ہو گیا...... ویران کھنڈر وہاں سے سات آٹھ میل کے فاصلے پر تھا...... وہ اس کھنڈر کے قریب سے کئی بار گزرا تھا...... اس کھنڈر کے بارے میں مشہور تھا کہ مغلوں کے زمانے میں یہاں ایک سرائے ہوا کرتی تھی جس کا اب صرف یہ کھنڈر ہی باقی رہ گیا تھا...... عمران نے اس ٹوٹے پھوٹے شکستہ سے کھنڈر میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں لی تھی، مگر آج اسی کھنڈر میں وہ اپنی زندگی کا سب سے خطرناک کام کرنے جا رہا تھا...... وہاں اس کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا...... عمران اندر سے ڈرا ہوا تھا...... اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس نے حقیقت سے کھنڈر پر کسی زبردست جادوگر نے اتنا خطرناک طلسم کر رکھا ہے کہ جس

میں انسان کو بلکہ بڑے سے بڑے جادوگر کو بھی جلا کر راکھ کر ڈالنے کی طاقت ہے۔

عمران کو یہی ایک خیال پریشان کر رہا تھا کہ اگر ویران کھنڈر کا طلسم دُنیا کے سب سے بڑے جادوگر سامری کو ہلاک کر سکتا ہے تو عمران اس جادو کے مہلک اثرات سے کیسے بچ سکے گا...... اس کے بائیں بازو پر چاند گرہن کے جو دو چھوٹے دائرے بنے ہوئے تھے...... وہ اسے کہاں بچا سکتے تھے...... وہ ان ہی خیالات میں غلطاں شہر کی بڑی سڑک پر آ گیا جو جنوب کی جانب آگے ایک بڑے شہر کو جاتی تھی...... اسی سڑک پر کچھ دُور جانے کے بعد سڑک کی بائیں جانب عمران کو ایک اُجاڑ سے میدان میں وہ منحوس ویران کھنڈر رات کے اندھیرے میں نظر آیا...... دُور سے یہ ویران کھنڈر ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی بہت ڈراؤنا اور بہت بڑا بھوت سر جھکائے بیٹھا ہو۔

اس نے موٹر سائیکل اُجاڑ میدان کی طرف موڑ دی اور کھنڈر کے قریب آ کر ایک طرف موٹر سائیکل کھڑی کر دی اور اندھیرے میں بڑے غور سے ویران کھنڈر کو دیکھنے لگا...... وہ بار بار یہی دعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ پاک! مجھے اس مصیبت سے نجات دِلا...... میں توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی گناہ نہیں کروں گا...... وہ ویران کھنڈر کی طرف بڑھا...... بڑی تاریک رات تھی...... بدرُوح عورت نے اسے کہا تھا کہ یہ اماوس کی رات ہے اور اماوس کی رات مہینے کی سب سے اندھیری رات ہوتی ہے...... مگر عمران اندھیرے میں بھی دیکھ رہا تھا...... بدرُوح عورت کی اذیت ناک طلسمی شعاعوں کی زد میں آنے کے بعد اس میں اتنی طاقت آ گئی تھی کہ وہ اندھیرے میں زیادہ نہیں تو کم از کم ضرورت کے مطابق ضرور دیکھ سکتا تھا۔

ویران کھنڈر میں داخل ہوتے ہی عمران پر ایک خوف طاری ہو گیا تھا...... اندھیرے میں کھنڈر کے صحن میں ویرانی برس رہی تھی...... جگہ جگہ مٹی کے ڈھیر پڑے تھے اور جنگلی جھاڑیاں اور گھاس اُگی ہوئی تھی...... بدرُوح عورت نے اسے بتا دیا تھا کہ ویران کھنڈر کے تہہ خانے میں جانے کا خفیہ راستہ کس جگہ پر ہے...... عمران

صحن میں اُگی ہوئی خشک خاردار جھاڑیوں کے درمیان سے آہستہ آہستہ گزرتا صحن کے کونے میں آگیا...... یہاں قد آدم جھاڑیاں ایسے کھڑی تھیں جیسے ڈراؤنی چڑیلیں چلتے چلتے ساکت ہوگئی ہوں...... عمران کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی تھی...... وہ وہیں رُک گیا...... جب اس کے دل کی دھڑکن ذرا نارمل ہوئی تو وہ جھاڑیوں کے عقب میں آگیا۔

جھاڑیوں کے پیچھے کھنڈر کی دیوار میں پتھر کی ایک سل لگی ہوئی تھی...... یہی سل تھی جسے دیوار سے ہٹانا تھا...... عمران اس سل کو ہاتھ لگاتے ہوئے گھبرا رہا تھا...... اسے معلوم تھا کہ پتھر کی اس سل پر بھی جادو کیا ہوا ہے...... وہ جھک کر سل کو غور سے دیکھنے لگا...... یہ مٹیالے رنگ کی خستہ سل تھی جس کی ایک جانب جنگلی بیل چڑھی ہوئی تھی...... عمران نے ڈرتے ڈرتے اس کے ساتھ اُنگلی لگا کر جلدی سے پیچھے ہٹالی...... اسے ایسے محسوس ہوا جیسے پتھر کی سل میں بجلی کا معمولی سا کرنٹ ہو...... اس نے دوسری بار اُنگلی لگائی تو اسے معمولی سا کرنٹ لگا، جس کو عمران کرنٹ سمجھ رہا تھا...... وہ جادوگر کنڈولا کا اتنا خطرناک طلسم تھا کہ اگر عمران کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو جل کر راکھ ہو چکا ہوتا...... عمران دونوں ہاتھوں سے سل کو اُکھاڑنے کی کوشش کرنے لگا۔

تھوڑی سی جدوجہد کے بعد سل دیوار پر سے اُکھڑ گئی۔

اس نے سل کو اُتار کر ایک طرف دیوار کے ساتھ لگا دیا جہاں سے سل اتاری گئی تھی وہاں ایک گہری تاریک سرنگ کا دہانہ تھا، جس کے اندر سے ایسی بو آرہی تھی جیسے اندر مردہ جانوروں کی ہڈیاں جلائی جارہی ہوں...... سرنگ کا دہانہ تنگ تھا...... عمران اندھیرے میں بھی تھوڑا تھوڑا اور صاف صاف دیکھ سکتا تھا...... اس نے دہانے میں سر اندر کر کے دیکھا کہ اگرچہ سرنگ کا دہانہ تنگ تھا مگر اندر سرنگ کی چھت کافی اونچی تھی...... وہ سرنگ میں داخل ہوگیا...... سرنگ میں قدم رکھتے ہی اسے ہلکے کرنٹ کے اوپر تلے چھ سات جھٹکے لگے...... وہ سمجھ گیا کہ یہ جادوگر کنڈلا کے خونی طلسم کا اثر ہے جو کئی درجے کم ہو کر اس کو جھٹکے دے رہا ہے۔

اگر عمران کو بدرُوح عورت سے اپنی جان کا خطرہ نہ ہوتا تو وہ کبھی اس آسیبی سرنگ میں داخل نہ ہوتا، لیکن وہ مجبور تھا اور بدرُوح عورت کا طلسمی پتلا کسی نہ کسی طرح وہاں سے لا کر اسے واپس کر کے اس سے اپنی جان چھڑانا چاہتا تھا...... یہی جذبہ اسے اس طلسمی جہنم میں لے آیا تھا...... وہ سرنگ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا...... ہر قدم پر سرنگ کی چھت سے لٹکتے ہوئے جالے اس کے چہرے کے سامنے آجاتے جنہیں وہ دونوں ہاتھوں سے پیچھے ہٹاتا جاتا تھا۔

سرنگ کی ڈھلان شروع ہو گئی تھی۔

عمران کو ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ زمین کے اندر جا رہا ہے...... جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا نیم آلود فضا جلی ہوئی ہڈیوں کی بو سے بوجھل ہو رہی تھی...... کچھ دُور جانے کے بعد سرنگ کی دیوار آ گئی...... جیسے سرنگ بند ہو گئی ہو، مگر بدرُوح عورت نے کہا تھا کہ اس دیوار میں ایک خفیہ دروازہ ہو گا...... تم اسے کھول کر تہہ خانے میں جاؤ گے۔

عمران غور سے دیوار کو دیکھنے لگا...... اس نے ایک جگہ سے مٹی کھرچی تو نیچے سے دروازے کا ایک پٹ نظر آیا...... دیوار کو ہاتھ لگاتے وقت بھی اسے بجلی کے ہلکے ہلکے جھٹکے محسوس ہوئے تھے...... اس نے دھکا دے کر دروازے کو کھول دیا...... اندر ایک تنگ و تاریک تہہ خانہ تھا...... دروازہ کھلتے ہی عمران کو ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی عورت بین کرتی ہوئی اس کے قریب سے گزر گئی ہو...... اس ڈرا دینے والی آواز نے عمران پر تھوڑی دیر کے لئے دہشت سی طاری کر دی، مگر اس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا اور تہہ خانے میں داخل ہو گیا...... اندھیرے میں اس نے دیکھا کہ بدرُوح عورت کے بیان کے مطابق تہہ خانے کے وسط میں سیاہ پتھر کا ایک چھوٹا سا چبوترہ ہے جس پر سرخ چادر میں لپٹی ہوئی ایک لاش پڑی ہے۔

تہہ خانے میں داخل ہونے کے بعد عمران کو بجلی کے ہلکے ہلکے جھٹکے مسلسل لگ

رہے تھے...... اسے معلوم تھا کہ یہ جادوگر کنڈلا کے طلسم کا اثر ہے جو اس سے زیادہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا...... وہ چبوترے کے قریب آ کر سرخ چادر میں سر سے پاؤں تک لپٹی لاش کو دیکھنے لگا، اس لاش کے اندر وہ طلسمی پتلا تھا جس میں بدرُوح عورت کی طاقت کا راز بند تھا اور جسے عمران لینے آیا تھا، تاکہ طلسمی پتلا بدرُوح عورت کے حوالے کر کے اس سے اپنا پیچھا چھڑائے۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ عمران پر وہاں پھونکے گئے خطرناک جادوگر کنڈلا کے کالے جادو کا وہ ہلاکت خیز اثر نہیں ہو رہا تھا جو کسی دوسرے شخص پر ہو سکتا تھا، لیکن اس کے باوجود عمران لاش کو ہاتھ لگاتے ہوئے گھبرا رہا تھا...... اسے پسینہ آ گیا...... اس نے جیب سے رومال نکال کر ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھا...... رومال کو جیب میں رکھا...... ایک گہرا سانس لے کر اپنے حواس معمول پر لانے کی ناکام کوشش کی...... پھر اس نے آہستہ سے لاش کے اُوپر ڈالی ہوئی سرخ چادر کو ہاتھ سے چھوا...... اس کو ایک جھٹکا لگا...... ساتھ ہی کسی عورت کے بین کرنے اور رونے کی دل ہلا دینے والی آواز اس کے قریب سے ہو کر دُور نکل گئی...... عمران کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

وہ تین چار سیکنڈ کے لئے بالکل پتھر کا بُت بن کر کھڑا رہا، مگر وہ جس کام کے لئے آیا تھا وہ اسے ہر حالت میں مکمل کرنا چاہتا تھا...... یہ اس کی زندگی اور موت کا سوال تھا...... اس نے جھٹکوں کی پروا کئے بغیر لاش پر سے سرخ چادر ہٹا دی...... کیا دیکھتا ہے کہ چادر کے نیچے لاش کا ڈھانچہ پڑا ہے...... لاش کی کھوپڑی بالکل سیدھی تھی اور اس کی آنکھوں کے سوراخوں میں دو انگارہ آنکھیں اس کو جیسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھیں...... عمران نے لاش کی کھوپڑی پر سے اپنی نظریں ہٹا لیں...... بدرُوح عورت نے کہا تھا کہ یہ لاش کسی معمولی عورت کی نہیں ہے بلکہ اپنے زمانے کی سب سے خطرناک جادوگرنی کی لاش ہے۔

لاش کے ڈھانچے کی پسلیوں کے نیچے اسے ایک چھوٹا سا کالا ڈبہ رکھا نظر آیا......

اس کالے ڈبے میں بدرُوح عورت کا طلسمی پتلا تھا...... عمران نے ابھی تک لاش کے ڈھانچے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا...... قدرتی طور پر وہ ڈھانچے کو ہاتھ لگاتے ہوئے ڈر رہا تھا، مگر لاش کے ڈھانچے کو ہاتھ لگائے بغیر وہ طلسمی پتلے والا ڈبہ نکال نہیں سکتا تھا...... اس نے اپنی ساری ہمت حوصلے کو ایک جگہ جمع کرتے ہوئے لاش کی پسلیوں میں ہاتھ ڈال دیا۔

جیسے ہی اس نے ڈھانچے کی پسلیوں میں ہاتھ ڈالا لاش میں حرکت پیدا ہوئی...... ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی اور عورت کے ڈھانچے کے ہاتھ نے ایک دم سے عمران کی کلائی پکڑ لی...... عمران کے حلق سے دہشت ناک چیخ نکل گئی...... لاش کے ہڈیوں والے ہاتھ میں اس قدر طاقت تھی کہ جیسے عمران کا ہاتھ لوہے کے شکنجے میں آ گیا ہو...... خوف و دہشت کے مارے اس کے حلق سے اب آواز بھی نہیں نکل رہی تھی...... لاش کا ہاتھ عمران کو اپنی زبردست طاقت کے ساتھ اپنی کھوپڑی کی طرف کھینچ رہا تھا...... اس دوران لاش کی کھوپڑی کا جبڑا آہستہ آہستہ اُوپر نیچے ہونے لگا تھا جیسے وہ عمران کو کھا جانے کے لئے بے تاب ہو...... کھوپڑی کے جبڑے کی دونوں جانب سے خون کی لکیریں بہنے لگی تھیں...... عمران نے چیخ مار کر زور سے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیا...... اس کی کلائی لاش کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

عمران نے طلسمی پتلے کو لعنت بھیجی اور اپنی جان بچا کر تہہ خانے کے دروازے کی طرف بھاگا...... وہ چھلانگ لگا کر تہہ خانے کے دروازے سے نکل کر سرنگ میں آ گیا اور دیوانہ وار تنگ و تاریک سرنگ میں دوڑتا چلا گیا...... سرنگ سے باہر آتے ہی وہ دہشت اور خوف کی وجہ سے قد آدم جھاڑیوں کے پاس گر پڑا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا...... کتنی دیر تک وہ رات کی تاریکی میں جھاڑیوں کے پاس زمین پر آنکھیں بند کئے لیٹا رہا۔

اس کا خیال تھا کہ شاید تہہ خانے والی جادوگرنی کی لاش کسی نہ کسی شکل میں اس کو

سزا دینے ضرور آئے گی اور اگر وہ نہ آئی تو بدرُوح عورت ضرور آئے گی تا کہ تہہ خانے میں سے اس کا طلسمی پتلا نہ لانے کی وجہ سے اسے وہیں زمین میں زندہ دفن کر دے، مگر جب عمران کو زمین پر لیٹے لیٹے دس پندرہ منٹ گزر گئے اور بدرُوح عورت اور جادوگرنی کی لاش میں سے کوئی بھی نہ آیا تو عمران آہستہ سے اُٹھا...... اس کا سر بھاری ہو رہا تھا...... اس نے سرنگ کے دہانے کی طرف دیکھا...... پتھر کی جو سل سرنگ کے دہانے سے ہٹا کر اس نے دیوار کے ساتھ ایک طرف کر کے لگا دی تھی وہ نہ جانے کس طرح واپس اپنی جگہ پر آ گئی تھی اور سرنگ کا خفیہ دہانہ بند ہو گیا تھا۔

عمران کو اطمینان ہوا کہ کم از کم سرنگ کے اندر والی جادوگرنی کی لاش سے تو پیچھا چھوٹا...... وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا کھنڈر کے صحن سے باہر آیا، اس کی موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی تھی...... موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے وہ جتنی تیزی سے نکل سکتا تھا اس آسیب زدہ کھنڈر کے ماحول سے دُور نکل گیا...... شہر کی طرف جانے والی سڑک رات کے اندھیرے میں سنسان پڑی تھی...... وہ پوری رفتار سے موٹر سائیکل چلا رہا تھا اور جلدی سے جلدی اپنے گھر پہنچنا چاہتا تھا۔

شہر کی روشنیاں ابھی کافی دُور تھیں...... سڑک تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی...... اچانک موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ کی تیز روشنی سڑک پر کھڑی ایک عورت پر پڑی...... اس عورت کے دونوں بازو کھلے تھے...... بازوؤں اور جسم پر کپڑوں کے چیتھڑے لٹک رہے تھے...... سر کے بال کھلے تھے...... یہ عورت ایک دم سے خدا جانے کہاں سے آ کر سڑک کے بیچ میں موٹر سائیکل سے چند فٹ کے فاصلے پر کھڑی ہو گئی تھی...... عمران نے گھبرا کر بریک لگائی مگر اس دوران اس کی موٹر سائیکل عورت سے ٹکرا کر آگے نکل گئی...... اسے عورت کی چیخ کی آواز آئی...... موٹر سائیکل رُک گئی تھی...... عمران نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پیچھے دیکھا۔

یہ دیکھ کر اس پر دہشت طاری ہو گئی کہ وہی عورت بالکل صحیح حالت میں اسی

طرح سڑک کے درمیان میں اس کی طرف منہ کر کے کھڑی تھی...... اس کے دونوں بازو کھلے تھے...... اب اس کے حلق سے بین کرنے اور رونے کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی دبی دبی آوازیں نکل رہی تھیں...... عورت نے کسی چڑیل کی آواز میں عمران کو اپنی طرف بلایا۔

"عمران! میرے قریب آؤ...... عمران! میرے قریب آؤ۔"

موٹر سائیکل کا انجن ابھی تک چل رہا تھا...... عمران نے موٹر سائیکل کو فسٹ گیئر میں ڈالا اور طوفانی رفتار کے ساتھ وہاں سے موٹر سائیکل کو نکال کر لے گیا......

کبھی وہ سوچتا کہ یہ بدرُوح عورت ہی تھی...... کبھی خیال آتا کہ ہو سکتا ہے یہ تہہ خانے والی جادُوگرنی کی لاش تھی جو زندہ عورت کا رُوپ بدل کر اسے پکڑنے آ گئی ہو...... وہ بہت جلد اس اُجاڑ ویران علاقے سے نکل کر شہر کے علاقے میں آ گیا...... شہر کی روشنیاں دیکھ کر اس کا خوف آدھے سے زیادہ دُور ہو گیا تھا اور وہ اپنے اندر ایک توانائی سی محسوس کرنے لگا تھا۔

وہاں سے وہ سیدھا اپنی کوٹھی کی طرف ہو گیا...... کوٹھی سے کچھ دُور اس نے موٹر سائیکل کا انجن بند کر دیا اور اسے دونوں ہاتھوں سے چلاتا ہوا کوٹھی کے عقبی دروازے میں سے لان میں داخل ہوا اور اس نے موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی کر دی اور دبے پاؤں چلتا اپنے کمرے میں آ گیا...... کمرے میں آ کر اسے پھر کچھ خوف محسوس ہونے لگا...... اسے یقین تھا کہ بدرُوح عورت اس کو طلسمی پتلا نہ لانے کے جرم میں ضرور اذیت ناک سزا دے گی...... خوف کے مارے اس نے کمرے کی بتی بھی روشن نہ کی اور کپڑے بھی نہ بدلے...... اسی طرح اپنے بستر میں گھس کر لیٹ گیا......

کمرے کی فضا پر سناٹا چھایا ہوا تھا...... دیوار پر لگے ہوئے کلاک کی ہلکی ہلکی ٹک ٹک کی آواز آ رہی تھی...... عمران آنکھیں کھولے کھڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا...... کھڑکی کھلی تھی...... پردہ گرا ہوا تھا...... اسے ہر لمحہ یہی دھڑکا لگا ہوا تھا کہ بدرُوح عورت کسی بھی

وقت کھڑکی میں نمودار ہو کر اس کو اپنی اذیت ناک طلسمی لہروں کے عذاب میں جکڑ دے گی، لیکن نہ جانے کیا بات تھی کہ بدرُوح عورت نہ آئی اور رات کے کسی لمحے عمران سو گیا۔

دوسرے روز کالج میں عمران کی رُخسانہ سے ملاقات ہوئی تو رُخسانہ اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھتے ہی سمجھ گئی کہ رات کو پھر کوئی بات ہوئی ہے...... جب اس نے عمران سے اس بارے میں پوچھا تو عمران بولا۔

"کالج ٹائم کے بعد تم میرے ساتھ چلنا...... مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

رُخسانہ نے فکرمندی سے پوچھا۔

"خیریت تو ہے نا؟"

عمران بولا۔

"خیریت کیسے ہو سکتی ہے رُخسانہ؟ میں ایک عجیب مصیبت میں پھنس گیا ہوں...... میں نے سوائے تمہارے اپنی مصیبت کا ذکر ابھی تک کسی سے نہیں کیا...... مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

رُخسانہ بولی۔

"تم نے مجھے پریشان کر دیا ہے...... کچھ بتاؤ تو سہی...... کیا رات کو پھر وہی بدرُوح آئی تھی؟ کہیں تم اس کا طلسمی پتلا لینے ویران کھنڈر میں تو نہیں چلے گئے تھے؟"

عمران نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"کالج ٹائم کے بعد میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔"

کالج میں اپنے پیریڈ ختم کرنے کے بعد عمران رُخسانہ کے ساتھ اس کی گاڑی میں بیٹھ گیا...... رُخسانہ خود ڈرائیو کر رہی تھی...... اس نے پوچھا۔

"کہاں جا کر بیٹھیں؟"

عمران اُداس تھا...... کہنے لگا۔

"کسی ایسی جگہ چلو جہاں ہمیں کوئی نہ دیکھ سکے۔"

رُخسانہ بولی۔

"ٹھیک ہے......ایسی کوئی جگہ تلاش کر لیتے ہیں۔"

جس وقت دونوں کالج سے نکلے تھے تو آسمان پر بادل چھا رہے تھے اور سرد ہوا چلنے لگی تھی...... ابھی وہ شہر کی سڑکوں پر سے ہی گزر رہے تھے کہ ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی...... رُخسانہ نے گاڑی کے وائپرز آن کر دیئے اور کہا۔

"بارش آگئی ہے......اب تو ہمیں کسی ریستوران میں ہی بیٹھنا پڑے گا۔"

عمران نے کہا۔

"نہیں......وہاں کوئی نہ کوئی ہماری باتیں سن سکتا ہے۔"

"تو پھر کہاں چلیں؟" رُخسانہ نے پوچھا۔

عمران بولا۔

"مقبرہ نور جہاں چلتے ہیں...... وہاں بہت کم لوگ جاتے ہیں...... مقبرے کے اندر کسی جگہ بیٹھ جائیں گے۔"

رُخسانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے......اس قسم کی باتوں کے لئے کسی مقبرے سے اچھی اور کوئی جگہ نہیں ہو سکتی، چلو......نور جہاں کے مقبرے پر ہی چلتے ہیں۔"

اور اس نے کار کا رُخ مقبرہ نور جہاں کی طرف ڈال دیا۔

بارش اسی طرح بوندا باندی کی شکل میں ہی ہو رہی تھی...... انہوں نے گاڑی ایک جگہ پارکنگ میں کھڑی کی اور مقبرے کے اندر ایک الگ تھلگ جگہ پر آکر بیٹھ گئے...... رُخسانہ نے پوچھا۔

"اب مجھے بتاؤ کیا بات ہوئی ہے اور تم اتنے پریشان کیوں ہو؟"

عمران نے گہرا سانس لے کر کہا۔

"رات میں بدرُوح عورت کا طلسمی پتلا لینے ویران کھنڈر میں گیا تھا۔"

یہ سن کر رُخسانہ حیران سی ہو کر عمران کا منہ دیکھنے لگی...... اس نے سرزنش کرنے کے لہجے میں کہا۔

"یہ حماقت تم نے کیوں کی؟ اس کا مطلب ہے کہ تم خود اس بدرُوح کو اپنے سر پر سوار کروا رہے ہو۔"

عمران بولا۔

"میں کیا کروں رُخسانہ! اس عورت نے مجھے اپنے کالے جادو میں جکڑ رکھا ہے...... میں ہرگز ہرگز وہاں نہیں جانا چاہتا تھا مگر آدھی رات کو جیسے کوئی جادوئی طاقت مجھے بیڈ رُوم سے نکال کر زبردستی وہاں لے گئی۔"

"پھر کیا ہوا؟" رُخسانہ نے تشویش سے پوچھا۔

عمران نے کہا۔

"وہاں میرے ساتھ جو کچھ ہوا...... میں اس کے بارے میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ اگر میری جگہ کوئی دوسرا انسان ہوتا تو وہاں سے زندہ بچ کر نہیں آسکتا تھا۔"

"مائی گاڈ!" رُخسانہ کے ہونٹوں سے اپنے آپ نکل گیا...... عمران تم کیوں مصیبتوں کو دعوت دے رہے ہو...... میں نے تمہیں سختی سے منع کیا تھا کہ چاہے کچھ ہو جائے ویران کھنڈر میں نہ جانا...... تم پھر بھی چلے گئے...... کیا تم بدرُوح کا طلسمی پتلا لے آئے؟"

عمران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پریشان آواز میں کہا۔

"نہیں۔"

اور اس کے بعد عمران نے اپنے ساتھ رات کے وقت ویران کھنڈر میں جو کچھ بیتی تھی وہ ساری بھیانک سرگزشت رُخسانہ کو بیان کر دی...... رُخسانہ نے حیرت اور

خوف کے ملے جلے احساسات کے ساتھ عمران کی کہانی سنی...... جب عمران چپ ہو گیا تو رُخسانہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا۔

"عمران! مجھ سے وعدہ کرو کہ اب تم کبھی اس ویران کھنڈر میں نہیں جاؤ گے، بلکہ جو سڑک اس کھنڈر کی طرف جاتی ہے تم اس سڑک کے قریب سے بھی نہیں گزرو گے۔"

عمران نے خالی خالی نظروں سے رُخسانہ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"رُخسانہ! تم اس بدرُوح عورت کی شیطانی طاقت سے واقف نہیں ہو...... وہ کیا کچھ کر سکتی ہے...... تمہیں اس کا ہلکا سا بھی اندازہ نہیں ہے۔"

رُخسانہ نے پریشان ہو کر کہا۔

"لیکن یہ بھی تو سوچو کہ میری زندگی تمہاری زندگی سے وابستہ ہے...... ہماری شادی ہونے والی ہے...... اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں تو زندہ نہیں رہوں گی۔"

عمران نے جواب دیا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو...... میں خود بھی وہاں نہیں جانا چاہتا، لیکن کیا کروں...... اس بدرُوح نے مجھے اپنے کالے جادو میں جکڑ رکھا ہے...... میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا ہر حکم ماننے پر مجبور ہوں۔"

رُخسانہ بولی۔

"یہ سب توہمات ہیں عمران...... یہ سب بدرُوحیں، چڑیلیں اور جادو ٹونے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے...... ہم کمپیوٹر اور خلائی دور کے جدید سائنسی زمانے میں رہ رہے ہیں...... یہ بھی تمہارا اپنا وہم ہے کہ اس بدرُوح نے تمہیں اپنے جادو میں قابو کر رکھا ہے...... انسان کو قدرت نے بڑی طاقت دی ہوئی ہے...... اسے خدا نے تمام مخلوقات سے اعلیٰ درجہ عطا کیا ہوا ہے...... اگر ہم لوگ ان توہمات کے چکر میں آ کر ان باتوں پر یقین کرنے لگے تو ہماری اعلیٰ سائنسی تعلیم کا فائدہ ہی کیا ہوا؟"

رُخسانہ کی باتوں نے عمران کے اندر کی طاقت کو جیسے بیدار کر دیا تھا...... وہ بھی

سوچنے لگا کہ واقعی رُخسانہ ٹھیک کہتی ہے...... یہ محض توہمات کا شیطانی کھیل ہے اور اسے ان باتوں سے باہر نکل کر اپنے اشرف المخلوقات ہونے کے مقام کو برقرار رکھنا چاہئے...... وہ رُخسانہ کی طرف پُرامید نگاہوں سے دیکھ رہا تھا...... کہنے لگا۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو...... کبھی کبھی خود مجھے بھی خیال آتا ہے کہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا اور ہو رہا ہے اس میں ذرہ بھر بھی حقیقت نہیں ہے اور محض میرے کمزور ذہن نے مجھے اس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔"

"بالکل یہی بات ہے۔" رُخسانہ نے زور دے کر کہا۔ "انسان اگر منفی انداز میں سوچنے لگے تو شیطان اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے اور اسے عقل کی راہ سے بھٹکانے کی کوشش کرتا ہے...... تم کمزور آدمی نہیں ہو...... تمہاری سوچ کبھی منفی نہیں رہی...... تمہیں اپنے خدا پر اور پھر اپنے آپ پر بھرپور اعتماد رکھنا چاہئے...... میں تمہیں یقین سے کہتی ہوں کہ یہ بدرُوحیں اگر ان کا کوئی ہوائی وجود ہے بھی تو تمہارے نزدیک بھی نہیں پھٹک سکیں گی...... بس...... اب سب کچھ بھول جاؤ اور یقین کرو کہ تم کمزور خیالات کے غلبے کے وقت منفی شیطانی لہروں کے اثر میں آگئے تھے جو اب تم سے ہزاروں میل دُور ہو چکی ہیں اور تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔"

عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی...... کہنے لگے۔

"رُخسانہ! تمہاری باتوں نے میرے اندر پھر سے بہادری اور جرات سے زندہ رہنے کی طاقت بھر دی ہے...... میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے میں اب کبھی ویران کھنڈر کا رُخ نہیں کروں گا۔"

اس اثنا میں باہر بارش موسلا دھار ہونے لگی تھی...... رُخسانہ اور عمران مقبرے کے اندر جہاں بیٹھے تھے وہاں سے آگے سرخ پتھر کا برآمدہ تھا...... برآمدے کے آگے صحن تھا جہاں سے ریلوے لائن کا سگنل اور گرتی بارش کی بوچھاڑیں انہیں نظر آ رہی تھیں...... جیسے ہی عمران نے کہا کہ میں اب کبھی ویران کھنڈر کا رُخ نہیں کروں گا باہر

بادلوں میں بجلی گونج دار دھماکے سے کڑک کر چمکی اور عمران نے بدرُوح عورت کو اچانک عمارت کے برآمدے میں نمودار ہوتے دیکھا۔

وہ ہوا میں تیرتی ہوئی اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی اور اپنی لہو رنگ سرخ آنکھوں سے عمران کو غضبناک نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔

"میں دیکھتی ہوں تم کیسے ویران کھنڈر میں میرا پتلا لانے نہیں جاتے۔"

عمران کا رنگ دہشت کے مارے زرد ہو گیا...... بدرُوح عورت کا جسم سیاہ تھا...... اس کے بال بکھرے ہوئے تھے...... سرخ آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔

عمران کی یہ حالت دیکھ کر رُخسانہ نے گھبرا کر پوچھا۔

"عمران! کیا ہوا؟ تم اس طرف کیا دیکھ رہے ہو؟"

عمران نے کپکپاتے ہونٹوں سے کہا۔

"وہ...... وہ پھر آ گئی ہے۔"

"کون آ گئی ہے؟" رُخسانہ نے پوچھا۔

عمران نے عمارت کے ستونوں کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔

"وہی بدرُوح عورت...... وہ دیکھو...... وہ میرے سامنے کھڑی ہے۔"

رُخسانہ نے ستونوں کی طرف دیکھا...... اسے وہاں کوئی عورت نظر نہ آئی تو اس نے کہا۔

"وہ وہاں موجود ہے...... وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔"

بدرُوح عورت نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور بولی۔

"مجھے سوائے تمہارے کوئی نہیں دیکھ سکتا...... سوائے تمہارے میری آواز کوئی نہیں سن سکتا...... یاد رکھو عمران! میں اس وقت تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی جب تک تم مجھے میرا طلسمی پتلا نہیں لا کر دیتے، کیونکہ دُنیا میں صرف تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جو وہاں سے میرا پتلا لا سکتا ہے۔"

عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو...... مجھے معاف کر دو۔"

بدرُوح عورت نے چیخ مار کر کہا۔

"میں تمہاری قبر تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی...... میں تمہیں وہاں سے بھی کھینچ کر لے آؤں گی۔"

عمران نے طیش میں آکر کہا۔

"تم جہنم میں جاؤ...... میں نہیں جاؤں گا تمہارا پتلا لانے...... تم مجھے مارنا چاہتی ہو تو بے شک مار ڈالو۔"

بدرُوح عورت کا سیاہ مکروہ جسم تھر تھر کانپنے لگا...... اس نے غیض و غضب کی حالت میں حلق سے ایک ایسی ڈراؤنی آواز نکالی کہ اگر وہ آواز عمران کے پاس بیٹھی رُخسانہ سن لیتی تو بے ہوش ہو جاتی، مگر وہ نہ بدرُوح عورت کو دیکھ سکتی تھی اور نہ اس کی آواز سن سکتی تھی...... بدرُوح عورت نے اپنا سیاہ ہاتھ عمران کی طرف کر کے زور سے جھٹکا اور اس کی انگلیوں کے چھریوں ایسے ناخنوں سے چمکتی بجلی کی لہریں نکل کر عمران کے جسم سے لپٹ گئیں۔

عمران زمین سے پانچ فٹ اوپر اُچھل کر گرا اور اس کا جسم فرش پر بری طرح تڑپنے لگا...... اس کے حلق سے عجیب ڈراؤنی آوازیں نکلنے لگیں...... رُخسانہ نے اس کو سنبھالنے کے لئے جیسے ہی ہاتھ لگایا اسے بھی ایک شدید جھٹکا لگا اور وہ دُور جا گری اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو تڑپتے ہوئے دیکھنے لگی۔ بدرُوح عورت بار بار چیخ مار مار کر اپنے سیاہ ہاتھ کو جھٹک رہی تھی اور اس کی انگلیوں کے نوکیلے ناخنوں سے بجلی کی لہریں کڑک کڑک کر نکل رہی تھیں اور عمران کے جسم سے چمٹ رہی تھیں...... عمران بار بار زمین سے اُچھل اُچھل کر نیچے گر رہا تھا اور درد سے بلبلا رہا تھا...... رُخسانہ سے اس کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی تھی...... وہ ایک بار پھر ہمت کر کے عمران کو

سنبھالنے کے لئے آگے بڑھی...... جیسے ہی اس نے عمران کو ہاتھ لگایا اسے پہلے سے بھی زیادہ شدید جھٹکا لگا اور وہ تین چار قدم دُور جا پڑی...... بدرُوح عورت چلا چلا کر عمران سے پوچھ رہی تھی۔

"کیا تم میرا حکم نہیں مانو گے؟ کیا اب بھی میرا حکم نہیں مانو گے؟"

عمران کی حالت سخت خراب ہو رہی تھی......اس کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"مانوں گا......میں تمہارا حکم ضرور مانوں گا۔"

بدرُوح عورت نے ایک فاتحانہ مکروہ قہقہہ لگایا اور چیخ کر کہا۔

"تم کل آدھی رات کے بعد ایک بار پھر میرا پتلا لینے ویران کھنڈر میں جاؤ گے۔"

"میں ضرور جاؤں گا۔" عمران نے نیم بے ہوشی کے عالم میں کہا...... اس کے جسم سے لپٹی ہوئی بجلیاں غائب ہو گئی تھیں......اس کے جسم کا تڑپنا بند ہو گیا تھا......

بدرُوح عورت بولی۔

"تم کل رات میرا پتلا لانے جاؤ گے اور اسی جگہ مجھے لا کر دو گے...... میں یہاں تمہارا انتظار کروں گی۔"

عمران نے نقاہت کے ساتھ کہا۔

"جادوگرنی کی لاش نے میری کلائی پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچا تھا...... وہ مجھے کھا جانا چاہتی تھی۔"

بدرُوح عورت نے غراہٹ کے ساتھ کہا۔

"اب وہ ایسا نہیں کر سکے گی...... کل رات...... کل آدھی رات کے بعد میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گی۔"

اور بدرُوح عورت غائب ہو گئی......اس کے غائب ہونے کے بعد عمران آہستہ سے اُٹھ کر بیٹھ گیا......اس کے بدن کا جوڑ جوڑ دُکھ رہا تھا۔

رُخسانہ لپک کر اس کے پاس رُکی اور اس کے بازو کو سہلاتے ہوئے بولی۔

"عمران! یہ تمہیں کیا ہو گیا تھا؟"

عمران نے آنکھیں اُٹھا کر رُخسانہ کی طرف دیکھا...... عمران کی آنکھیں لہو کی طرح سرخ ہو رہی تھیں......وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔

"عمران! تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے؟"

عمران کے جسم کی طاقت اب واپس آ گئی تھی...... اس نے اپنی آنکھوں کو ہتھیلیوں سے مسلتے ہوئے کہا۔

"میری آنکھوں سے گرمی سی نکل رہی ہے۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"تمہاری آنکھیں لال انگاروں کی طرح سرخ ہیں۔"

عمران جلدی جلدی آنکھیں جھپکنے لگا...... تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھوں کی لہو ایسی لالی غائب ہو گئی...... رُخسانہ یہ سب کچھ دیکھ کر حیرت میں گم تھی۔ کہنے لگی۔

"عمران! اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟"

عمران بولا۔

"کچھ ٹھیک ہوں۔"

"عمران...... رُخسانہ بولی۔" تم زمین سے اُچھل اُچھل کر ایسے تڑپ رہے تھے جیسے تمہیں کوئی چابکیں مار رہا ہو۔"

عمران نے اپنے بازو کو دباتے ہوئے کہا۔

"کاش تم دیکھ سکتیں کہ میرے جسم کے ساتھ جو بجلی کی لہریں چمٹی ہوئی تھیں وہ مجھے سانپ بن کر ڈس رہی تھیں۔"

"مگر مجھے تو کوئی ایسی شے نظر نہیں آ رہی تھی۔" رُخسانہ نے کہا۔

عمران بولا۔

"جس طرح تم بدرُوح کو نہیں دیکھ سکتی تھیں اور اس کی آواز نہیں سن سکتی تھیں

اسی طرح تمہیں میرے جسم سے ٹکراتی بجلی کی لہریں بھی نظر نہیں آ رہی تھیں۔"

رُخسانہ کہنے لگی۔

"عمران! مجھے تو یہ سب کچھ تمہاری نفسیاتی پرابلم معلوم ہوتی ہے۔"

عمران نے رُخسانہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔

"یقین کرو رُخسانہ ایسی کوئی بات نہیں ہے...... وہ بدرُوح عورت یہاں موجود تھی...... اس نے مجھے کل رات پھر ویران کھنڈر میں جانے کا حکم دیا ہے۔"

رُخسانہ نے فوراً کہا۔

"بالکل نہیں...... تم کہیں نہیں جاؤ گے۔"

عمران نے سرد آہ بھر کر گردن ایک طرف ڈال دی اور کہا۔

"نہیں رُخسانہ...... اس بار مجھے جانا ہی ہو گا...... میں جانتا ہوں کہ وہ اس وقت تک میری جان نہیں لے سکتی جب تک کہ میں اسے اس کا پتلا لا کر نہیں دے دیتا، لیکن اگر میں نے اس کا حکم نہ مانا تو وہ مجھے زمین میں کچھ دنوں کے لئے زندہ دفن کر ہی دے گی لیکن تمہیں بھی ضرور نقصان پہنچائے گی...... اس۔لئے مجھے اس کا حکم ماننا ہی پڑے گا۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"اگر تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے اور تم جھوٹ نہیں بول رہے تو تم پر کسی آسیب کا سایہ ہو گیا ہے، اور میرے پاس اس کا علاج ہے۔"

"کیا مطلب؟" عمران نے رُخسانہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

وہ بولی۔

"میں ایک بزرگ کو جانتی ہوں...... وہ بڑا نیک عامل ہے اور اللہ کے پاک کلام سے دُکھی لوگوں کی خدمت کرتا ہے اور انہیں بیماریوں اور توہمات سے نجات دلاتا ہے...... میں تمہیں اس کے پاس لے کر جاؤں گی...... وہ تمہیں اس بدرُوح سے نجات دلا دے گا۔"

عمران کے دل میں اُمید کی ایک کرن روشن ہو گئی...... اس نے کہا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"

"کیوں نہیں؟" رُخسانہ نے کہا۔ "بزرگ عامل اللہ کا نیک بندہ ہے...... وہ کسی سے کچھ نہیں لیتا...... بس دُکھی لوگوں کی خدمت کو ہی اپنا فرض سمجھتا ہے۔"

عمران نے کہا۔

"پھر ہم ممی ڈیڈی کو بھی ساتھ لے چلیں گے۔"

رُخسانہ بولی۔

"نہیں...... ڈیڈی ممی سے بدرُوح کے آسیب کا ذکر کیا تو وہ پریشان ہو جائیں گے...... ممی تو بہت زیادہ پریشان ہوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا۔ "میں ان سے ذکر نہیں کروں گا...... تم آج ہی مجھے بزرگ عامل کے پاس لے چلو...... شاید اللہ میاں اس بزرگ کے وسیلے سے میرے گناہ معاف فرما دے۔"

رُخسانہ نے عمران کو ساتھ لیا اور مقبرے کی عمارت سے باہر آ کر گاڑی میں بیٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے...... اس وقت بارش تھم چکی تھی...... رُخسانہ سب سے پہلے عمران کے ساتھ اس کے گھر آ گئی...... عمران کی ممی ڈیڈی سے ملی، مگر انہیں عمران کے بارے میں کچھ نہ بتایا کہ اس کے ساتھ مقبرہ نور جہاں میں کیا بیتی تھی......

رُخسانہ نے عمران کی ممی سے کہا۔

"آنٹی! عمران میرے ساتھ جا رہا ہے...... میں نے ایک ریسٹوران میں اپنے کالج کے دوستوں کو پارٹی دی ہے...... شاید عمران کو میرے ساتھ وہاں دیر ہو جائے۔"

ممی نے کہا۔

"بیٹا! زیادہ دیر نہ کرنا۔"

عمران بولا۔

"ممی میں جلدی آجاؤں گا...... آپ فکر نہ کریں۔"

رُخسانہ وہاں سے عمران کو اپنے گھر لے گئی...... وہاں سے اس نے بزرگ عامل کو فون کیا اور کہا۔

"قادری صاحب! میں آپ کی خدمت میں اپنے منگیتر کو لے کر حاضر ہونا چاہتی ہوں۔"

دوسری طرف سے بزرگ عامل نے کہا۔

"بی بی! بے شک آجاؤ۔"

رُخسانہ نے بزرگ عامل کا شکریہ ادا کیا اور فون بند کر دیا...... عمران سے کہا۔

"ہمیں اسی وقت قادری صاحب کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔"

"میں تیار ہوں۔" عمران بولا۔

اور وہ گاڑی میں بیٹھ کر بزرگ عامل کے مکان کی طرف چل پڑے...... ان کا سادہ سا مکان ایک کوارٹر کی شکل میں تھا...... بزرگ عامل دری پر گاؤ تکیے کے سہارے بیٹھے تھے...... ایک طرف چوکی پر رکھے گلدان میں تین چار اگربتیاں سلگ رہی تھیں...... اس وقت ان کے پاس دوسرا کوئی شخص نہیں تھا...... رُخسانہ اور عمران سلام کر کے بڑے ادب سے بزرگ عامل کے سامنے بیٹھ گئے...... رُخسانہ نے عمران کا تعارف کرواتے ہوئے بزرگ عامل کو بدرُوح عورت کے آسیب کی پوری کہانی بیان کر دی...... بزرگ عامل نے تمام واقعات کو بڑے غور سے سنا...... پھر صندوقچی میں سے ایک تعویذ نکال کر عمران کے دائیں بازو پر باندھا اور کہا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں ہے بیٹا...... جب تک یہ تعویذ تمہارے بازو کے ساتھ بندھا رہے گا تمہیں کوئی بدرُوح، کوئی بلا نقصان نہیں پہنچا سکے گی، بلکہ تمہارے نزدیک بھی نہیں آسکے گی...... بس اس تعویذ کو کبھی اپنے بازو سے الگ نہ کرنا۔"

عمران بولا۔

"قادری صاحب! میں اسے ہر وقت بازو پر باندھے رکھوں گا۔"

رُخسانہ نے بزرگ عامل کا شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے دونوں ادب سے اُٹھے اور وہاں سے باہر آگئے...... باہر آکر گاڑی میں بیٹھتے ہوئے رُخسانہ نے کہا۔

"اب اس تعویذ کی حفاظت کرنا...... اسے کسی حالت میں بھی اپنے سے الگ نہیں کرنا۔"

"بالکل نہیں کروں گا۔" عمران نے جواب دیا۔

شاید اس میں عمران کی نفسیات کا دخل بھی تھا کہ بزرگ عامل کے باندھے ہوئے تعویذ کے ساتھ ہی اس کے دل کو ایک سکون سا محسوس ہوا...... اسے یقین تھا کہ یہ اللہ کے پاک نام والا تعویذ ہے اور اب بدرُوح عورت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔

بدرُوح عورت نے عمران کو اسی رات بارہ بجے کے بعد ویران کھنڈر میں جانے کو کہا تھا تاکہ وہ اسے اس کا طلسمی پتلا لا کر دے سکے...... بدرُوح عورت نے عمران کو یہ بھی کہا تھا کہ میں آدھی رات کے بعد ویران کھنڈر سے کچھ فاصلے پر موجود ہوں گی اور تمہارا انتظار کروں گی، چنانچہ جب رات آدھی گزر گئی تو بدرُوح عورت اپنے آسیبی کھنڈر سے باہر نکل آئی...... وہ اپنے اصلی ڈراؤنے رُوپ میں تھی...... اس کا جسم سیاہ تھا...... سر کے بال جھاڑیوں کی طرح اُلجھے ہوئے تھے...... آنکھوں کے گڑھوں میں سرخ آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں...... اس کے سیاہ ہاتھوں کے ناخن چھریوں کی طرح باہر کو نکلے ہوئے تھے...... اپنے آسیبی کھنڈر سے نکلنے کے بعد اس نے چاروں طرف نگاہ ڈالی...... اس وقت اسے سوائے عمران کے دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

بدرُوح عورت ہوا میں اُڑنے لگی اور اندھیری رات میں شہر کے اُوپر سے اُڑتی آبادی سے دُور اس جانب نکل گئی جدھر ویران کھنڈر تھا...... وہ ویران کھنڈر کے قریب نہیں جا سکتی تھی، کیونکہ اس کے دشمن کنڈلا جادوگر نے ویران کھنڈر کے اِردگرد خطرناک طلسم کا حصار کھینچ رکھا تھا...... اس طلسم کی لہریں بدرُوح عورت کے جسم کو

اُچھال کر ایک میل دُور پھینک سکتی تھیں...... وہ مر نہیں سکتی تھی، کیونکہ وہ پہلے ہی مر چکی تھی، لیکن کنڈلا جادوگر نے اس کو ہلاک کرنے کے بعد اپنے جادو کی طاقت سے ایسی حالت میں رکھا ہوا تھا کہ نہ وہ زندہ تھی اور نہ مردہ تھی...... جادوگر کنڈلا اسے پوری طرح مارنا نہیں چاہتا تھا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے بدرُوح عورت کو بجلی کو پوری طرح سے بھسم کر دیا تو اس کی بدرُوح اس کے جسم سے نکل کر اس کو سخت نقصان پہنچائے گی اور ہو سکتا ہے کہ اسے ہلاک بھی کر ڈالے...... یہی وجہ تھی کہ کنڈلا نے ویران کھنڈر کے اِردگرد سینکڑوں برس سے ایسا خطرناک طلسمی حصار کھینچ دیا ہوا تھا کہ جس کی طلسمی شعاعیں دوسرے انسانوں کو تو ہلاک کر سکتی تھیں مگر بدرُوح عورت کو شدید جھٹکوں سے وہاں سے سینکڑوں میل دُور پھینک سکتی تھیں۔ عام انسانوں میں سے صرف عمران ایسا نوجوان تھا جس پر کنڈلا کی طلسمی شعاعیں بے اثر ہو جاتی تھیں، کیونکہ عمران کے بازو پر چاند گرہن کے اُوپر نیچے دو دائروں کے نشان تھے، جو کروڑوں انسانوں میں سے کسی ایک کے بازو پر ہی ہوتے ہیں اور چاند گرہن کے اس نشان کی وجہ سے عمران پر کنڈلا کی طلسمی لہریں بے اثر ہو گئی تھیں۔

بدرُوح عورت طلسمی پتلے والے کھنڈر سے کچھ دُور ایک درخت کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی...... اسے یقین تھا کہ عمران طلسمی پتلا نکالنے ضرور آئے گا، کیونکہ مقبرہ نور جہاں میں بدرُوح عورت نے عمران کو اتنی خوفناک اذیت دی تھی کہ اس کے بعد وہ کبھی نہیں رُک سکتا تھا...... بدرُوح عورت عمران کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی، مگر عمران کا دُور دُور تک نام و نشان تک دکھائی نہ دیتا تھا...... بدرُوح عورت کا غصہ غیض و غضب کی صورت اختیار کرتا جا رہا تھا...... جب کافی دیر گزر گئی اور عمران نہ پہنچا تو بدرُوح عورت آگ بگولا ہو کر فضا میں بلند ہوئی اور تیزی سے اُڑتی ہوئی عمران کے بنگلے پر آ گئی...... عمران کے بیڈ رُوم کی کھڑکی بند تھی مگر اندر روشنی ہو رہی تھی...... عمران جاگ رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ جب وہ ویران کھنڈر میں نہیں پہنچے گا تو بدرُوح عورت غضبناک ہو کر اس کے بنگلے پر ضرور آئے گی، لیکن عمران کو اطمینان تھا کہ اس نے اپنے بازو پر تعویذ باندھ رکھا ہے جس کی وجہ سے بدرُوح عورت اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گی...... وہ کمرے کی بتی روشن کیے کتاب پڑھ رہا تھا، لیکن بار بار دیوار پر لگے کلاک پر وقت دیکھ لیتا تھا...... رات کا پونا ایک بج چکا تھا...... عمران کو معلوم تھا کہ بدرُوح عورت کسی بھی وقت ظاہر ہو سکتی ہے...... ٹھیک اس وقت بدرُوح عورت عمران کے بیڈ رُوم کی بند کھڑکی کے باہر پہنچ چکی تھی...... کھڑکی کی روشنی دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ عمران اندر ہی ہے...... اس کی آنکھوں سے غصے کے مارے چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔

وہ ایک طوفانی جھونکے کی طرح بند کھڑکی میں سے کمرے میں داخل ہو گئی...... جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچی اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ اُلٹ کر پیچھے کی طرف دیوار سے جا ٹکرائی...... اس کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی...... عمران نے اسے دیکھ لیا تھا...... خوف کے مارے اس کے ہاتھ سے کتاب چھوٹ کر گر پڑی...... اگرچہ اس نے بازو پر تعویذ باندھا ہوا تھا، اس کے باوجود وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں بدرُوح چڑیل عورت اس پر حملہ نہ کر دے، لیکن جب اس نے بدرُوح عورت کو جھٹکا کھا کر پیچھے دیوار کے ساتھ ٹکرا کر گرتے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ تعویذ پر لکھے ہوئے اللہ کے پاک نام کی وجہ سے بدرُوح عورت اب اس کے قریب نہیں آ سکے گی۔

پھر بھی وہ سہم کر بستر پر سمٹ کر بیٹھ گیا اور بدرُوح عورت کو دیکھنے لگا...... اس کی خونی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں...... اس نے ایک بار پھر عمران پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن ایک بار پھر پہلے سے زیادہ شدید جھٹکا کھا کر کھڑکی کے باہر جا کر گر پڑی۔

عمران نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس بلا سے پیچھا چھوٹا۔

لیکن یہ بلا اتنی آسانی سے عمران کا پیچھا چھوڑنے والی نہیں تھی...... بدرُوح عورت کی اسے غضبناک آواز سنائی دی۔

"عمران! میں سمجھ گئی ہوں کہ تم نے میرے خلاف کوئی ایسا عمل کر رکھا ہے جس کی طاقت مجھے تمہارے قریب نہیں آنے دے رہی، لیکن یاد رکھو...... میرا نام بھی کجلی ہے...... میں اس وقت تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی جب تک تم مجھے میرا طلسمی پتلا نہیں لا کر دیتے۔"

عمران سہما ہوا بستر پر سمٹ کر بیٹھا رہا...... اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

بدرُوح عورت نے آخری بار بند کھڑکی کی طرف جانے کی کوشش کی لیکن اس دفعہ اسے ایسی زبردست تپش کا احساس ہوا جیسے اس کے جسم کو آگ لگ گئی ہو...... بدرُوح عورت ایک دہشت ناک چیخ مار کر وہاں سے غائب ہو گئی۔

دوسرے دن عمران نے رات کا سارا خوفناک واقعہ رُخسانہ کو بتایا تو وہ بڑی خوش ہوئی...... کہنے لگی۔

"انشاءاللہ! اب یہ بدرُوح کبھی تمہیں آ کر تنگ نہیں کرے گی اور تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی، لیکن خدا کے لئے تعویذ کو اپنے بازو سے الگ نہ کرنا۔"

عمران بولا۔

"میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا...... اب یہ تعویذ ساری زندگی میرے بازو پر بندھا رہے گا۔"

دوسری طرف جب بدرُوح عورت کجلی پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ عمران نے اپنے اُوپر کسی عامل سے ایسا عمل کروالیا ہے جس کی وجہ سے وہ عمران کو نقصان پہنچانا تو دُور کی بات ہے اس کو چھو بھی نہیں سکتی تو کجلی پریشان ہو گئی...... عمران ہی کروڑوں انسانوں میں سے ایک ایسا انسان تھا جو ویران کھنڈر سے اس کا طلسمی پتلا لا کر دے سکتا تھا...... اس نے عمران کا سینکڑوں سالوں تک انتظار کیا تھا...... وہ اسے کیسے آسانی سے ہاتھ سے گنوا سکتی تھی، مگر بدرُوح عورت اتنی آسانی سے ہتھیار نہیں ڈال سکتی تھی...... اس کے پاس ایک خفیہ طلسم کے تین منتر تھے۔

یہ منتر جادوگرنیوں کے خاندانوں میں نسل در نسل سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا...... اس منتر میں اتنی طاقت تھی کہ اگر پہاڑ پر پڑھ کر پھونکا جائے تو ایک بار اس پر بھی لرزہ طاری ہو جائے...... بدرُوح عورت وہاں سے سیدھی اپنے آسیبی کھنڈر میں آ گئی...... غصے اور طیش کے عالم میں اس کے سارے مکروہ جسم سے چنگاریاں سی پھوٹ رہی تھیں...... زندگی میں پہلی بار اسے ایک ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا...... اگر یہ کوئی معمولی بات ہوتی تو وہ اسے بھلا دیتی، مگر یہ اس کی زندگی اور موت کا معاملہ تھا...... سال ہا سال کے انتظار کے بعد ایک ایسا انسان اس کے ہاتھ لگا تھا جو اسے اس کا طلسمی پتلا لا کر دے سکتا تھا اور اس کے بعد نہ صرف اس کی طاقت اسے واپس مل سکتی تھی بلکہ اسے جادوگر کنڈلا کے طلسم کی قید سے ہمیشہ کے لئے رہائی نصیب ہو سکتی تھی...... یہ انسان صرف عمران اور صرف عمران تھا...... وہ کیسے گوارا کر سکتی تھی کہ عمران اس کے ہاتھ سے نکل جائے...... اگر وہ اس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو پھر نہ جانے کتنے سو سال تک اسے کسی دوسرے ایسے انسان کا انتظار کرنا پڑے اور یہ بھی کوئی یقینی بات نہیں تھی کہ سینکڑوں سال کے بعد اسے عمران ایسا دوسرا انسان ملے یا نہ ملے۔

بدرُوح عورت ہر حال میں عمران کو دوبارہ اپنے قابو میں کرنا چاہتی تھی...... اس واسطے اس نے اپنا وہ طلسمی منتر استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا جس کو اس نے آج تک استعمال نہیں کیا تھا...... بدرُوح عورت اپنے آسیبی کھنڈر میں آتے ہی چبوترے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی...... غضبناک انداز میں اس نے اپنے دونوں سیاہ بازو پھیلا دیئے...... اس کے حلق سے ایک ڈراؤنی آواز نکلی اور چبوترے پر اس کے اِرد گرد آگ کا ایک دائرہ بن گیا...... آگ کے شعلے فرش سے دو دو فٹ اُوپر لہرا لہرا کر اُٹھ رہے تھے...... ہر شعلے میں کسی نہ کسی بدرُوح کی ڈراؤنی شکل بن رہی تھی...... یہ ڈراؤنی شکلیں ایک دوسری کی طرف چیخ چیخ کر جھپٹ رہی تھیں۔

بدرُوح عورت اُونچی آواز میں کوئی منتر پڑھ رہی تھی...... کچھ دیر کے بعد

بدروح کے منہ سے چنگاریاں اور آگ کے شرارے نکلنے لگے...... بدروح نے اپنی آواز اور بلند کرلی...... دیکھتے ہی دیکھتے بدروح کے منہ سے نکلنے والے شرارے آگ کے شعلوں میں بدل گئے...... پھر یہ سارے شعلے ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو کر ایک شعلہ بن گیا...... بدروح تیز آواز میں برابر منتر پڑھتی جارہی تھی...... اچانک اس کے منہ سے نکلنے والے لمبے شعلے نے آگ کے سانپ کی شکل اختیار کرلی...... یہ شعلہ ایک سانپ بن گیا تھا...... بدروح عورت نے ایک ہاتھ اُوپر اٹھا کر اپنے منہ سے نکلتے ہوئے شعلے کو پکڑ لیا...... اس کے ہاتھ میں شعلے کا سانپ تڑپنے اور پیچ و تاب کھانے لگا......

آگ کا سانپ جیسے ہی بدروح عورت کی گرفت میں آیا اس نے منتروں کا جاپ بند کردیا...... اس کے اِردگرد آگ کا دائرہ بھی غائب ہوگیا...... آگ کا سانپ اس کی گرفت میں اِدھر اُدھر شعلے کی طرح لہرا رہا تھا...... کبھی بدروح عورت کے منہ کی طرف لپکتا کبھی اس کے سر کی طرف لپکتا...... اس کا پھن کھلا ہوا تھا اور منہ سے پھنکاریں نکل رہی تھیں...... بدروح عورت نے آگ کے سانپ والا ہاتھ بلند کرکے ایک بھیانک آواز نکالی اور غائب ہوگئی۔

اس وقت آدھی رات گزر چکی تھی۔

شہر کی گلیوں، بازاروں اور باہر جنگل میں دُھند پھیلی ہوئی تھی اور دل کو لرزا دینے والا سناٹا چھایا ہوا تھا...... عین اس وقت شہر کے مکانوں کے اُوپر سے ایک تیز پھنکار ایک آواز ایسے تیزی سے گزر گئی جیسے کوئی لڑاکا جیٹ ہوائی جہاز گزر گیا ہو...... یہ بدروح عورت تھی جو عمران کے بنگلے کی طرف جاتے ہوئے شہر کے مکانوں کے اُوپر سے گزری تھی...... عمران کے بنگلے کے قریب پہنچ کر بدروح عورت خاموشی سے زمین پر اتر آئی...... وہ کسی کو نظر نہیں آسکتی تھی...... وہ غائب تھی، مگر وہ خود سب کو دیکھ رہی تھی...... اس نے اپنی خونیں آنکھیں اُٹھا کر عمران کے بیڈ روم کی کھڑکی کی طرف دیکھا...... کھڑکی پر اندھیرا چھایا ہوا تھا...... اس کا مطلب تھا کہ عمران سو رہا تھا......

بدروح عورت مطمئن ہوگئی۔ وہ سوتے میں ہی عمران پر حملہ کرنا چاہتی تھی...... وہ زمین سے بلند ہو کر عمران کے بیڈ روم کی بند کھڑکی کی طرف بڑھی...... وہ فضا میں آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی جارہی تھی...... آگ کا سانپ اس نے اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا جو لہرا رہا تھا...... پھنکار رہا تھا۔

بدروح عورت اسی حالت میں عمران کے بیڈ روم کی کھڑکی میں داخل ہوگئی......

عمران اس وقت گہری نیند سو رہا تھا...... اس کے دائیں بازو پر قمیض کی آستین کے نیچے خدا کے پاک نام والا تعویذ بندھا ہوا تھا...... جہاں خدائے بزرگ و برتر کا پاک نام لیا جارہا ہو وہاں کسی بدروح، کسی برے خیال کا گزرنا ناممکن ہے، چنانچہ جیسے ہی بدروح عورت عمران کے بیڈ روم میں داخل ہوئی اس کو ایک شدید جھٹکا لگا اور وہ پیچھے کو گری...... بدروح نے آگ کے سانپ کو عمران کی طرف پھینک دیا...... آگ کے سانپ کو اس سے زیادہ شدید جھٹکا لگا اور وہ اُلٹ کر بدروح عورت کے جسم سے آکر چمٹ گیا۔

بدروح عورت کے حلق سے دلدوز چیخ نکل گئی۔

چیخ کی آواز پر عمران ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا...... وہ بدروح عورت کو غیبی حالت میں بھی دیکھ لیتا تھا...... اس نے دیکھا کہ بدروح عورت کے جسم سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں...... وہ تڑپ رہی ہے اور تڑپتے تڑپتے وہ بند کھڑکی سے باہر جا پڑی...... عمران سہم کر اپنے بستر پر بیٹھا بند کھڑکی کے باہر سے آتی بدروح عورت کی چیخوں کی آوازیں سنتا رہا۔

آہستہ آہستہ چیخوں کی آوازیں دُور ہوتے ہوتے غائب ہوگئیں...... عمران اُٹھ کر غسل خانے میں گیا...... اس نے وضو کیا اور دو نفل شکرانے کے ادا کرکے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کی جان بدروح عورت کے حملے سے محفوظ رہی...... کھڑکی سے باہر گرنے کے بعد بدروح عورت آگ کا شعلہ بن کر ہوا میں ایک طرف کو اُوپر ہی اُوپر اُٹھتی چلی

گئی...... پھر اس نے ایک خاص منتر پڑھ کر پھونکا اور اس کے جسم کی آگ بجھ گئی۔

اپنے آسیبی کھنڈر میں واپس آ کر وہ چبوترے پر گر پڑی۔

یہ اس کی فیصلہ کن شکست تھی...... وہ سمجھ گئی تھی کہ جب تک عمران کے بازو پر خدا کے پاک نام کا تعویذ بندھا ہوا ہے وہ اس کو اپنے قبضے میں نہیں کر سکتی، مگر وہ تعویذ نہیں اتار سکتی تھی...... وہ تو اس تعویذ کی فضا کے قریب بھی نہیں جا سکتی تھی...... وہ اُٹھ کر سخت اضطراب کے عالم میں چکر کاٹنے لگی...... آخر اس نے اپنی ایک جادوگرنی سہیلی سے مدد لینے کا فیصلہ کیا جو خواب میں آ کر اس کو مشورے دیا کرتی تھی۔

بدرُوح عورت وہیں چبوترے پر لیٹ گئی اور اس نے آنکھیں بند کر کے اپنے اوپر نیند کی حالت طاری کر لی...... اس کے فوراً بعد وہ خواب کی دُنیا میں پہنچ گئی...... وہ خواب کی دُنیا میں ایک دلدلی تالاب کے کنارے ایک سوکھے درخت کے پاس کھڑی تھی...... اس کے سامنے تالاب کے دوسرے کنارے پر ایک بد شکل عورت آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی...... اس کی گردن میں ایک سانپ لپٹا ہوا تھا۔

یہ بدرُوح عورت کی جادوگرنی سہیلی تھی جس کو مرے سینکڑوں سال ہو چکے تھے مگر جس کی رُوح جادو ٹونہ کرنے کے گناہ کی سزا کے طور پر سینکڑوں سال سے بھٹکتی پھر رہی تھی اور ابھی نہ جانے اسے اور کتنے سینکڑوں ہزاروں سال اسی طرح بدرُوح بن کر بھٹکتے پھرنا تھا۔

بدرُوح عورت اپنی سہیلی جادوگرنی کے پاس گئی اور اسے سارا ماجرا سنایا...... سہیلی جادوگرنی نے کہا۔

"جب تک عمران کے بازو پر خدا کے پاک نام والا تعویذ بندھا ہوا ہے تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتیں، کیونکہ ہم اندھیروں کی بدرُوحیں ہیں، جہاں خدا کے پاک نام کی نورانی روشنی ہو گی وہاں ہمارا گزر ناممکن ہے...... وہاں ہمارا وجود نیست و نابود ہو جائے گا...... میں حیران ہوں کہ دو بار عمران کے قریب جانے کے بعد تم اب

تک زندہ کیسے ہو۔"

بدرُوح عورت نے کہا۔

"لیکن مجھے عمران کو ہر حالت میں اپنے قبضے میں کرنا ہے...... یہ میری زندگی اور موت کا سوال ہے...... اس کے بغیر نہ تو میری طلسمی طاقت میرے پاس واپس آ سکتی ہے اور نہ میں قیامت تک جادوگر کنڈلا کی قید سے آزاد ہو سکتی ہوں...... میں تم سے مدد لینے آئی ہوں...... میری مدد کرو...... مجھے کوئی ایسی ترکیب بتاؤ جس کے ذریعے میں عمران کو ویران کھنڈر میں بھیج کر اپنا طلسمی پتلا حاصل کر سکوں، کیونکہ عمران کے سوا کوئی دوسرا انسان وہاں سے میرا طلسمی پتلا نہیں لا سکتا۔"

جادوگرنی سہیلی سوچ میں پڑ گئی...... پھر نظریں اُٹھا کر بدرُوح عورت کو دیکھا اور بولی۔

"کجلی! عمران وہ تعویذ ہمیشہ اپنے بازو کے ساتھ باندھ کر رکھتا ہے...... وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے تعویذ ایک پل کے لئے بھی اتارا تو بدرُوح اس پر حملہ کر دے گی۔"

بدرُوح عورت نے کہا۔

"یہی تو سب سے بڑی مصیبت ہے کہ وہ کسی کے کہنے پر بھی تعویذ نہیں اُتار سکتا۔"

سہیلی جادوگرنی نے کہا۔

"صرف ایک عورت ایسی ہے کہ جس کے اصرار پر عمران پل دو پل کے لئے اپنے بازو سے تعویذ اُتار سکتا ہے۔"

"وہ عورت کون ہے؟" بدرُوح نے جلدی سے پوچھا۔

سہیلی جادوگرنی نے کہا۔

"وہ عورت عمران کی منگیتر اور محبوبہ رُخسانہ ہے...... عمران رُخسانہ سے محبت کرتا ہے...... اگر رُخسانہ اصرار کرے گی تو عمران محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر تھوڑی دیر

کے لئے ہی سہی اپنے بازو سے تعویذ ضرور اتار دے گا۔"

بدرُوح عورت کی سرخ آنکھیں اور زیادہ سرخ ہو گئیں...... کہنے لگی۔

"تم نے مجھے وہ بات بتادی ہے جس کی طرف میرا خیال تک نہیں گیا تھا۔"

سہیلی جادُوگرنی نے کہا۔

"تم عمران کی محبوبہ رُخسانہ کے جسم میں داخل ہو کر یہ کام خود رُخسانہ بن کر کر سکتی ہو۔"

بدرُوح عورت نے آگے بڑھ کر سہیلی جادُوگرنی کا ہاتھ چوم لیا اور بولی۔

"میری سہیلی! تم نے مجھے راستہ دکھا دیا ہے...... اب مجھے یقین ہو گیا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

اس کے ساتھ ہی بدرُوح عورت کی نیند کھل گئی۔

وہ جلدی سے اُٹھ بیٹھی اور اس نے ایک مکروہ قہقہہ لگا کر کہا۔

"عمران! دیکھتی ہوں اب تم کیسے میرا حکم نہیں مانتے اور مجھے میرا پتلا لا کر نہیں دیتے۔"

اس کے ساتھ ہی بدرُوح عورت غائب ہو گئی۔

اب اس بدرُوح عورت کا نشانہ رُخسانہ تھی...... بدرُوح عورت نے رُخسانہ کو دیکھا ہوا تھا...... اسے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ کالج میں عمران کی کلاس فیلو ہے...... رُخسانہ کے جسم میں داخل ہو کر اس کے ذہن پر قبضہ کرنے کے لئے ضروری تھا کہ رُخسانہ کے جسم پر قدرتی طور پر اس کی اپنی غلطی سے زخم لگے اور اس زخم میں سے خون نکلے...... بدرُوح عورت صرف اس خون کے ذریعے رُخسانہ کے جسم میں حلول کر سکتی تھی...... وہ خود بھی رُخسانہ کو زخمی کر کے اس کے جسم سے خون نکال سکتی تھی، لیکن اس طلسمی عمل کے لئے ضروری تھا کہ رُخسانہ کو خود اس کی غفلت کی وجہ سے زخم لگے۔

جب دن کافی نکل آیا اور عمران کے کالج کی کلاسیں شروع ہو گئیں تو بدرُوح

عورت سیدھی عمران کے کالج میں پہنچ گئی...... یہ وہ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ اگرچہ وہ غائب ہے مگر عمران اسے دیکھ سکتا ہے، چنانچہ وہ عمران سے دُور رہ کر رُخسانہ پر طلسمی اثر ڈالنا چاہتی تھی کہ وہ کوئی ایسی غلطی کرے کہ اس کے ہاتھ یا پاؤں پر کوئی ایسا چوٹ لگے اور وہاں سے خون نکلنا شروع ہو جائے اور بدرُوح عورت فوراً اس خون کے ذریعے رُخسانہ کے جسم میں حلول کر جائے۔

یہ کام آسان نہیں تھا، اس کے لئے صبر کی ضرورت تھی اور ایسے حالات پیدا کرنے کی ضرورت تھی کہ رُخسانہ کسی چاقو وغیرہ سے اپنی اُنگلی پر کٹ لگائے...... سب سے زیادہ ضروری بات یہ تھی کہ رُخسانہ کا برابر مشاہدہ کیا جائے...... اس کی نگرانی کی جائے کہ جہاں کہیں غلطی سے وہ زخمی ہو وہیں بدرُوح عورت اسے قابو کر لے......

عمران کی کلاس لگی ہوئی تھی...... بدرُوح عورت نے کلاس کی کھڑکی میں سے دیکھا...... رُخسانہ اگلی قطار میں لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی لیکچر سن رہی تھی۔

عمران کلاس رُوم میں نہیں تھا...... وہ کالج کی کینٹین میں اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا...... بدرُوح عورت کلاس روم میں داخل ہو گئی...... جیسے ہی وہ کلاس روم میں داخل ہوئی بڑی تیز ہوا کا جھونکا بگولے کی طرح کمرے میں چکر لگانے لگا...... لڑکیوں اور لڑکوں کے کاغذات اُڑ گئے...... سب گھبرا کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے...... پروفیسر جو لیکچر دے رہا تھا وہ بھی حیران ہوا کہ یہ اتنی تیز ہوا کا بگولا کہاں سے آ گیا ہے، جب کہ موسم بڑا پرسکون تھا...... دوسرے لمحے تیز ہوا کا بگولا غائب ہو گیا...... کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ سب کیا تھا۔

بدرُوح عورت کلاس روم میں کچھ دیر ایک طرف کھڑی رُخسانہ کی طرف غور سے دیکھتی اور اس کے ذہن پر اپنا اثر ڈالتی رہی...... پھر کلاس رُوم سے نکل کر کالج کے لان میں آ کر ہواؤں میں اِدھر اُدھر پرواز کرنے لگی...... اس نے دُور سے دیکھا کہ کینٹین میں عمران اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا...... بدرُوح عورت اس خیال سے کہ

عمران اسے دیکھ نہ لے کینٹین سے دُور دُور ہی رہی...... جب کلاس ختم ہوئی اور رُخسانہ بھی دوسری لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ کمرے سے نکل کر لان میں آگئی...... عمران نے رُخسانہ کو کلاس روم سے نکلتے دیکھا تو وہ اس کے پاس آگیا...... دونوں لان کی سیڑھیوں میں بیٹھ گئے...... رُخسانہ نے کہا۔

"آج کلاس روم میں بڑی عجیب بات ہوئی۔"

"کیا ہوا؟" عمران نے پوچھا۔

رُخسانہ نے کہا۔

"ہم کلاس رُوم میں بیٹھے تھے...... پروفیسر لیکچر دے رہا تھا کہ اچانک کمرے میں ہوا کا بگولا ایک طرف سے آکر چکر کھانے لگا...... کاغذ اُڑ گئے...... سب گھبرا گئے، لیکن ایک آدھ منٹ بعد ہی بگولا غائب ہو گیا۔"

عمران بڑے غور سے سن رہا تھا...... اس کے چہرے پر فکر و تردد کے آثار نمایاں ہو رہے تھے...... رُخسانہ نے پوچھا۔

"تمہارے خیال میں یہ سب کیا تھا عمران؟"

عمران نے گہری سوچ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"رُخسانہ! مجھے لگتا ہے کہ کلاس روم میں وہی بدرُوح آئی تھی۔"

رُخسانہ کے جسم میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی...... اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ بدرُوح ہی تھی؟"

"مجھے پورا یقین ہے...... وہ میری تلاش مین آئی ہو گی۔" عمران نے کہا۔

رُخسانہ کہنے لگی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو، کیونکہ ایک آدھ منٹ کے بعد ہی بگولا غائب ہو گیا تھا...... تم کلاس روم میں نہیں تھے...... بدرُوح نے جب دیکھا کہ تم وہاں نہیں ہو تو وہ چلی گئی۔"

عمران کی نگاہیں کالج کے لان اور کلاس روم کے برآمدوں کا جائزہ لے رہی تھیں...... کہنے لگا۔

"مجھے یقین ہے کہ وہ ابھی تک یہیں کسی جگہ موجود ہے، مگر سامنے نہیں آرہی، کیونکہ وہ جانتی ہے کہ میں اسے دیکھ سکتا ہوں اوز میرے بازو پر اللہ کے پاک نام والا تعویذ بندھا ہے...... وہ میرے قریب نہیں آسکتی۔"

رُخسانہ کہنے لگی۔

"جب بدرُوح کو معلوم ہے کہ وہ تمہارے قریب نہیں پھٹک سکتی تو پھر وہ کالج میں کیا کرنے آئی ہے؟"

عمران نے کہا۔

"وہ تو میرے پیچھے لگی رہے گی...... وہ کسی ایسے موقع کی تلاش میں ہے کہ میں کسی وجہ سے اپنے بازو کا تعویذ تھوڑی دیر کے لئے اتاروں اور وہ مجھ پر حملہ کر دے۔"

رُخسانہ بولی۔

"خدا کے لئے یہ تعویذ اپنے جسم سے ہرگز ہرگز الگ نہ کرنا۔"

عمران نے کہا۔

"بالکل نہیں کروں گا۔"

رُخسانہ کہنے لگی۔

"اس بدرُوح کا تمہارے پیچھے لگنا ٹھیک نہیں ہے...... میں اسی خیال سے پریشان ہو گئی ہوں۔"

عمران بولا۔

"بدرُوح میرے پیچھے اس وقت تک لگی رہے گی جب تک وہ میرے ذریعے اپنی طاقت کا طلسمی پتلا حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو جاتی۔"

رُخسانہ پریشان ہو گئی تھی...... کہنے لگی۔

"ہمیں بزرگ عامل سے مل کر کوئی ایسا عمل کرنا چاہئے کہ جس سے یہ بدرُوح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بھسم ہو جائے اور ہمارا اس سے پیچھا چھوٹے۔"

عمران کہنے لگا۔

"یہ بدرُوح ایک بار مر چکی ہے اور مرنے کے بعد اپنے بداعمال اور بتوں کی پرستش کی وجہ سے بدرُوح بن گئی ہے...... وہ اب دوبارہ نہیں مر سکتی۔"

رُخسانہ بولی۔

"تو کیا وہ تلوار بن کر ہمارے سروں پر لٹکتی رہے گی۔"

عمران کندھے اُچکاتے ہوئے بولا۔

"مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے، لیکن تم فکر نہ کرو...... میں بزرگ عامل صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں بات کروں گا۔"

دونوں اُٹھ کر اپنے اپنے کلاس رُوم کی طرف چل دیئے کیونکہ تھوڑی دیر بعد ان کے پیریڈ شروع ہونے والے تھے۔

بدرُوح عورت دُور ایک درخت کی اوٹ میں کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی...... بدرُوح عورت کا ٹارگٹ رُخسانہ تھی، چنانچہ وہ برابر اس کی نگرانی کر رہی تھی...... وہ اس موقع کی تلاش میں تھی کہ کسی لمحے کسی اتفاق سے رُخسانہ کو کوئی زخم لگے...... اس کے جسم سے خون بہے اور وہ اس خون کے ذریعے اس کے اندر حلول کر کے اس کے ذہن پر قبضہ کر کے اس کے ذریعے اپنا مطلب نکالے...... اس کا مقصد عمران کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اتروانا تھا اور پھر تعویذ کو غائب کر دینا اور عمران کو اپنے قابو میں کرنا تھا...... اس دفعہ بدرُوح عورت عمران کو غائب کر کے اس کو ایسی جگہ لے جانا چاہتی تھی جہاں کوئی بھی شخص دوبارہ اس کے بازو پر دوسرا تعویذ نہ باندھ سکے اور وہ عمران کے ذریعے اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

کالج سے فارغ ہونے کے بعد رُخسانہ نے عمران کو اپنی گاڑی میں پہلے اس کے

بنگلے پر چھوڑا...... پھر اپنے بنگلے پر آ گئی...... بدرُوح عورت برابر اس کے پیچھے لگی ہوئی تھی...... شام کے وقت رُخسانہ کچھ ضروری شاپنگ کے لئے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر شہر کے ایک بہت بڑے شاپنگ پلازا میں آ گئی...... اس نے کار پارکنگ سائیڈ میں ایک طرف کھڑی کی تو ایک کالی بلی جو ایک طرف بیٹھی تھی چیخ مار کر بھاگ گئی...... رُخسانہ حیران ہوئی کہ یہ بلی اسے دیکھ کر چیخ مار کر کیوں بھاگ گئی ہے...... اسے معلوم نہیں تھا کہ بلی اسے دیکھ کر نہیں بلکہ اس کے ساتھ جو بدرُوح کھڑی تھی اس کو دیکھ کر ڈر کر بھاگی تھی...... جانور بدرُوحوں کو دیکھ لیتے ہیں اور ان سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔

رُخسانہ شاپنگ پلازا میں داخل ہو گئی۔

بدرُوح عورت غیبی حالت میں اس کے ساتھ ساتھ تھی...... رُخسانہ لیڈیز ڈریس سیکشن میں آ کر دیوار کے ساتھ ہینگروں پر لٹکے ہوئے عورتوں کے ملبوسات کو دیکھنے لگی...... وہ اپنے لئے کوئی ریڈی میڈ سوٹ خریدنا چاہتی تھی...... رُخسانہ ایک ہینگر کو اتار کر ریشمی سوٹ کو دیکھ رہی تھی کہ اسے محسوس ہوا جیسے اس کے پیچھے کوئی کھڑا ہے...... رُخسانہ نے پلٹ کر دیکھا...... پیچھے کوئی نہیں تھا...... رُخسانہ وہاں سے کاسمیٹکس کے سیکشن میں آ گئی...... یہاں وہ لپ سٹک کے مختلف شیڈ دیکھ رہی تھی کہ اسے اپنے بالکل قریب کسی کے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔

ڈر کے مارے رُخسانہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے...... اس نے جلدی سے پلٹ کر دیکھا، مگر اس دفعہ بھی اسے اپنے پیچھے کوئی انسان دکھائی نہ دیا...... اچانک رُخسانہ کو خیال آ گیا کہ کہیں بدرُوح عورت اس کا پیچھا نہ کر رہی ہو...... اس نے شاپنگ کا خیال چھوڑ دیا اور واپس گھر جانے کے لئے شاپنگ پلازا سے باہر نکل آئی...... رات ہو چکی تھی...... وہ اپنی کار کی طرف بڑھی...... وہ بدرُوح عورت کو دیکھ نہیں سکتی تھی، اگر دیکھ سکتی تو اسے بدرُوح عورت اس کی گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑی صاف نظر آ جاتی، مگر وہ اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

رُخسانہ گھبرائی ہوئی تھی...... وہ جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ گاڑی سٹارٹ کرنے کے لئے چابی گھمائی مگر گاڑی سٹارٹ نہ ہوئی...... بدرُوح عورت کار کے پاس کھڑی بڑے غور سے رُخسانہ کو کار سٹارٹ کرنے کی کوشش کرتے دیکھ رہی تھی...... بدرُوح عورت کی طلسمی حس نے اسے خبردار کر دیا تھا کہ جس سنہری موقع کی اسے تلاش تھی وہ موقع اسے ملنے والا ہے...... بدرُوح عورت اپنی نظریں رُخسانہ سے نہیں ہٹا رہی تھی...... جب کار سٹارٹ نہ ہوئی تو رُخسانہ گاڑی سے نکل کر بونٹ کے پاس آئی...... اس نے بونٹ کو اوپر اُٹھا دیا اور انجن میں کسی پلگ کو ٹھیک کرنے لگی......

پھر اس نے بونٹ کو نیچے گرایا تو اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور وہ اپنی اُنگلی کو دیکھنے لگی...... اتفاق سے رُخسانہ کی انگلی بونٹ گراتے وقت اس کے اندر آ گئی تھی اور اس میں سے خون بہنے لگا تھا...... بدرُوح عورت نے اس منظر کو دیکھا تو اس کے حلق سے خوشی کی چیخ نکل گئی جس کو رُخسانہ نہ سن سکی...... وہ اسی سنہری موقع کا انتظار کر رہی تھی جواب اسے میسر آ گیا تھا...... رُخسانہ کی انگلی سے خون بہہ رہا تھا...... وہ اس کو دبائے گاڑی میں بیٹھنے لگی تو بدرُوح عورت نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا اور وہ رُخسانہ کے خون کے ذرات میں مل کر اس کے جسم میں حلول کر گئی۔

گاڑی میں بیٹھے بیٹھے رُخسانہ کو ایک جھٹکا سا لگا۔

ایک لمحے کے لئے اسے ایسے محسوس ہوا جیسے ہوا میں اُڑ رہی ہے...... اس نے آنکھیں بند کر لیں...... وہ یہی سمجھی کہ اسے اچانک چکر آ گیا تھا...... جب اس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو اسے اپنا سر بوجھل محسوس ہوا...... جیسے کسی نے اسے جکڑ رکھا ہو...... اس نے اپنے آپ سے کہا۔

"مجھے کیا ہو گیا ہے؟"

لیکن وہ خود بھی اس کا جواب نہ دے سکی...... اسے لگا کہ اس کے جواب دینے کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔ اس نے گاڑی سٹارٹ کی...... گاڑی سٹارٹ ہو گئی...... رُخسانہ شاپنگ سنٹر کی پارکنگ سے گاڑی نکال کر اس کا موڑ کاٹ کر مال پر آ گئی...... اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی جگہ کوئی غیبی ہاتھ گاڑی کے سٹیرنگ کو اِدھر اُدھر حرکت دے رہا ہے...... اس نے سوچنا چاہا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے...... مگر اس کے سوچنے کی صلاحیت بھی اسے جواب دے گئی تھی...... جیسے وہ کسی دوسرے کے قبضے میں تھی اور اسی کے اشارے پر کام کر رہی تھی...... وہ چوک آ گیا جہاں سے اس کے گھر کو راستہ جاتا تھا۔

رُخسانہ نے اس طرف مڑنا چاہا، لیکن اس کے ہاتھوں نے سٹیرنگ کو بائیں جانب موڑا اور وہ اس سڑک پر آ گئی جو عمران کے بنگلے کو جاتی تھی...... اس وقت عمران کھانا

کھانے کے بعد ڈرائنگ روم میں اکیلا بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا...... گھنٹی بجی......اس اُٹھ کر دروازہ کھولا......سامنے رُخسانہ کھڑی تھی۔

"ارے رُخسانہ! تم اس وقت؟ خیریت تو ہے؟"

اس نے حیران ہو کر پوچھا...... رُخسانہ نے دھیمی آواز میں کہا۔

"تم سے ملنے کو جی چاہا...... آ گئی۔"

"آؤ...... آؤ۔"

عمران یہ کہہ کر رُخسانہ کو لے کر اندر آ گیا......وہ اس کے ساتھ ہی صوفے پر گئی...... اتنی بے تکلفی سے اور اتنے قریب رُخسانہ اس کی منگیتر ہونے کے باوجود نہیں بیٹھی تھی...... عمران کو کسی قدر حیرانی ضرور ہوئی مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا۔

"کیا پیو گی؟" اس نے رُخسانہ سے پوچھا۔

رُخسانہ نے کہا۔

"میں صرف تم سے ملنے آئی ہوں...... مجھے اپنا کمرہ نہیں دکھاؤ گے؟ تم نے شیلف خریدا ہے......وہ میں دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"کیوں نہیں...... آؤ۔"

عمران رُخسانہ کو اپنے سٹڈی روم میں لے گیا...... چھوٹا سا کمرہ تھا جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا......ایک شیلف سب سے الگ نظر آ رہا تھا...... اس پر ہاتھی دانت کی پچی کاری ہوئی تھی۔

"یہ دیکھو یہ وہ شیلف...... پسند آیا؟" عمران نے پوچھا۔

رُخسانہ نے شیلف پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھا ہے۔"

اور وہ کرسی پر بیٹھ گئی...... عمران بھی اس کے پاس بیٹھ گیا...... رُخسانہ نے اس کی طرف گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب تو کسی بدرُوح نے تمہیں تنگ نہیں کیا ناں؟"

"بالکل نہیں۔" عمران بولا۔ "جب سے میں نے بازو پر تعویذ باندھا ہے...... بدرُوح دفع ہو گئی ہے۔"

رُخسانہ کے حلق سے ایک عجیب سی غراہٹ کی دبی ہوئی آواز نکلی......اس نے کہا۔

رات کو سونے سے پہلے یہ تعویذ اتار دیا کرو...... اتنا زیادہ تعویذ باندھنا بھی ٹھیک نہیں۔"

عمران بولا۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو رُخسانہ؟ تمہیں معلوم نہیں کہ اگر میں نے ایک لمحے کے لئے بھی تعویذ اتارا تو وہ بدرُوح مجھ پر حملہ کر کے مجھے اپنے قبضے میں کر لے گی۔"

رُخسانہ اُٹھ کھڑی ہوئی...... کہنے لگی۔

"میں جاتی ہوں۔"

عمران کو تعجب ہو رہا تھا کہ یہ رُخسانہ کو آج کیا ہو گیا ہے...... کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے...... یہ تو کبھی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے دل و دماغ پر بدرُوح کا قبضہ ہو چکا ہے اور جو بدرُوح کہتی ہے وہی وہ بول رہی ہے...... رُخسانہ چلی گئی...... عمران خیالات میں اُلجھا ہوا اپنے بیڈ روم میں آ کر بستر پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ کہیں رُخسانہ نے کوئی نشہ تو نہیں کیا ہوا تھا؟ لیکن وہ ایسی لڑکی نہیں تھی...... کچھ دیر کے بعد عمران بھی بتی بجھا کر سو گیا۔

رُخسانہ گاڑی چلاتی مال روڈ پر آ گئی...... اب اس کی سوچنے سمجھنے کی رہی سہی صلاحیت بھی سلب ہو گئی تھی اور اس کے اندر بیٹھی ہوئی بدرُوح عورت اسے احکامات دے رہی تھی...... بدرُوح عورت نے کہا۔

"تم تھوڑی دیر بعد عمران کے بیڈ روم میں جاؤ گی اور اس کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اتار کر لے آؤ گی۔"

رُخسانہ کے ہونٹوں سے اپنے آپ نکل گیا۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔"

بدرُوح عورت نے رُخسانہ کے ذہن میں بیٹھے بیٹھے کہا۔

"تم ایک گھنٹہ شہر کے اِرد گرد چکر لگاتی رہو۔"

اور رُخسانہ نے اپنے آپ گاڑی کو شہر سے باہر جانے والی سڑک پر ڈال دیا...... شہر سے دُور نکل گئی...... اس کے بعد شہر کے گرد جو سڑک بنی ہوئی تھی اس پر آ گئی۔ رات گہری ہوتی جا رہی تھی اور سڑک اندھیرے میں خالی اور سنسان ہو رہی تھی۔ رُخسانہ ایک گھنٹے تک اس سڑک پر شہر کے گرد چکر لگاتی رہی۔

پھر بدرُوح عورت نے اسے کہا۔

"اب عمران کے بنگلے کی طرف چلو۔"

رُخسانہ ایک بار پھر بدرُوح عورت کے حکم پر عمل کرتی ہوئی عمران کے بنگلے پر آ گئی...... اس نے بدرُوح عورت ہی کے اشارے پر گاڑی بنگلے کے عقب میں اس جگہ کھڑی کی جس طرف عمران کے بیڈ روم کی کھڑکی تھی...... عمران کے بیڈ روم کی کھڑکی بند تھی...... بدرُوح عورت نے اسے حکم دیا۔

"گاڑی سے نکل کر بیڈ روم کی کھڑکی میں سے اندر جاؤ...... تم بند کھڑکی میں سے گزر جاؤ گی...... عمران گہری نیند سو رہا ہے...... تمہیں اس کی سائیڈ ٹیبل پر ایک قینچی پڑی ہوئی ملے گی...... وہ قینچی لے کر عمران کے بازو پر بندھے ہوئے تعویذ کا دھاگہ کاٹ ڈالو اور تعویذ اٹھا کر یہاں لے آؤ، جاؤ...... جلدی جاؤ۔"

رُخسانہ ایک ایسے انسان کی طرح جس پر کسی نے جادو کر رکھا ہو...... عمران کے بیڈ روم کی کھڑکی کی طرف بڑھی...... کھڑکی کے پاس جاتے ہی وہ خود بخود زمین سے تین چار فٹ بلند ہو گئی...... پھر وہ اسی طرح بند کھڑکی کی طرف بڑھی اور اس میں سے گزر گئی۔

اب وہ عمران کے بیڈ روم میں تھی...... کمرے میں اندھیرا تھا...... مگر رُخسانہ اندھیرے میں سب کچھ دیکھ رہی تھی...... اس نے دیکھا کہ عمران کے پلنگ کے پاس جو چھوٹا سا سائیڈ ٹیبل ہے اس پر ایک قینچی پڑی ہے...... رُخسانہ نے قینچی اُٹھا لی اور عمران کی طرف بڑھی...... عمران بستر پر اس طرح سو رہا تھا کہ اس کا وہ بازو جس پر تعویذ بندھا تھا اس کے جسم کے نیچے آیا ہوا تھا...... رُخسانہ ایک خاموش مجسمے کی طرح اسی جگہ کھڑی رہی...... کچھ دیر کے بعد عمران نے کروٹ بدلی...... اس کا تعویذ والا بازو اُوپر آ گیا...... عمران صرف بنیان پاجامہ پہنے سو رہا تھا...... اس کے ننگے بازو پر بندھا ہوا تعویذ صاف نظر آ رہا تھا...... اس وقت بدرُوح رُخسانہ کے پاس نہیں تھی، لیکن رُخسانہ کے دماغ پر ضرور اس کا قبضہ تھا اور بدرُوح عورت بیڈ روم کے باہر گاڑی کے پاس کھڑی اسے اپنے اشاروں پر چلا رہی تھی۔

وہ اللہ کے پاک نام والے تعویذ کے قریب آنے کی جرات نہیں کر سکتی تھی...... اس لئے وہ خود پیچھے رہی تھی...... اس نے رُخسانہ کے دماغ میں سرگوشی کی۔

"قینچی سے تعویذ کاٹ کر میرے پاس لے آؤ۔"

رُخسانہ بدرُوح کے طلسمی اثر میں تھی...... اس نے وہی کیا جو بدرُوح عورت اسے کہہ رہی تھی...... اس نے قینچی آگے بڑھائی اور بڑی احتیاط کے ساتھ عمران کے بازو پر بندھے ہوئے تعویذ کا دھاگہ کاٹ دیا...... عین اس وقت رُخسانہ کے ذہن میں بدرُوح کی سرگوشی کی آواز آئی۔

"تعویذ کو اُٹھا کر اپنے پرس میں رکھ لو۔"

رُخسانہ نے تعویذ اُٹھایا اور اسے اپنے پرس میں رکھ لیا...... بدرُوح نے سرگوشی کی۔

"اب کھڑکی کے راستے باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔"

رُخسانہ پلٹ کر کھڑکی کی طرف آئی...... کھڑکی اگرچہ بند تھی، مگر وہ بند کھڑکی میں سے باہر نکل گئی...... اس کی گاڑی درخت کے نیچے اندھیرے میں کھڑی تھی۔

رُخسانہ آہستہ آہستہ چلتی جیسے خواب میں چل رہی ہو، گاڑی میں آ کر ڈرائیو
سیٹ پر بیٹھ گئی...... بدرُوح عورت گاڑی کے اُوپر کافی بلندی پر درخت میں
تھی...... اس نے سرگوشی میں رُخسانہ کو حکم دیا۔

" گاڑی لے کر دریا کی طرف چلو۔"

رُخسانہ نے گاڑی سٹارٹ کی اور دریائے راوی کی طرف چل پڑی...... بدرُ
عورت گاڑی کے اُوپر کافی بلندی پر ساتھ ساتھ پرواز کر رہی تھی، چونکہ اللہ کے
نام والا تعویذ رُخسانہ کے پرس میں تھا، اس لئے وہ رُخسانہ کے قریب نہیں
تھی...... رُخسانہ کے دماغ پر بدرُوح عورت کے آسیبی اثرات کا قبضہ تھا...... وہ اُ
مرضی کے مطابق چلا رہی تھی...... گاڑی جب دریا کے پل پر آ گئی تو بدرُوح ع
نے رُخسانہ کو حکم دیا۔

" گاڑی ایک طرف کھڑی کر دو۔"

رُخسانہ نے گاڑی پل کی ایک جانب جنگلے کے پاس کھڑی کر دی...... بدرُ
عورت نے اس کے ذہن میں سرگوشی کی۔

"اب پرس میں سے تعویذ نکال کر دریا میں ڈال دو۔"

رُخسانہ کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے اور کہاں پر ہے...... اس
پرس کھول کر اس میں سے تعویذ نکالا اور اسے دریا میں ڈال دیا...... جیسے ہی تعویذ
لہروں میں گم ہوا بدرُوح عورت تیزی سے نیچے آ گئی اور رُخسانہ کے ذہن میں سر
میں کہا۔

"تم یہاں سے واپسی اسی شاپنگ پلازا کے باہر جا کر گاڑی کھڑی کرو گی جہاں
تم چلی تھیں۔"

رُخسانہ نے گاڑی سٹارٹ کی اور پل پر سے گاڑی کو موڑ کر اپنا رُخ شہر کی
کر لیا...... وہ شہر کی جگمگاتی سڑکوں پر اس طرح گاڑی لئے چلی جا رہی تھی جیسے

کے عالم میں گاڑی چلا رہی ہو...... وہ مال روڈ پر آ گئی اور پھر اس نے گاڑی شاپنگ پلازا کی
پارکنگ میں جا کر اسی جگہ کھڑی کر دی جہاں سے اسے بدرُوح نے اپنے قبضے میں کیا تھا۔

اچانک رُخسانہ کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کی آنکھ کھل گئی۔

اس نے دیکھا کہ وہ گاڑی میں بیٹھی ہے اور سٹیرنگ پر سر رکھے جیسے گہری نیند
سو رہی تھی...... اس نے چونک کر دیکھا کہ وہ اسی شاپنگ پلازا کے باہر پارکنگ میں ہے
جہاں اس کی گاڑی خراب ہو گئی تھی...... اس نے گھڑی پر وقت دیکھا...... وہ ٹھیک سوا نو
بجے رات شاپنگ پلازا سے باہر نکلی تھی اور اب ساڑھے نو بج رہے تھے...... اس نے
سوچا کہ اس کا مطلب ہے وہ پندرہ منٹ تک سوئی رہی تھی...... وہ بڑی حیران ہوئی کہ
آخر اسے سٹیرنگ پر سر رکھے کیسے نیند آ گئی...... پھر اسے خیال آیا کہ اس کی گاڑی
خراب ہو گئی تھی اور اس نے بونٹ اٹھا کر انجن کو ٹھیک کیا تھا اور بونٹ گراتے وقت اس
کی انگلی زخمی ہو گئی تھی...... اس نے اپنی انگلی کو دیکھا...... انگلی پر ایک جگہ خون جما ہوا
تھا...... اس نے انجن سٹارٹ کیا تو انجن سٹارٹ ہو گیا۔

رُخسانہ نے گاڑی آگے بڑھائی اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئی...... اسے کچھ یاد
نہیں تھا کہ بدرُوح عورت اس کے جسم میں داخل ہو کر اسے اپنی مرضی کے مطابق
چلاتی عمران کے بیڈ روم میں لے گئی تھی جہاں رُخسانہ نے بدرُوح عورت کے طلسمی اثر
کے تحت اس کا تعویذ اتار کر بدرُوح عورت کے کہنے کے مطابق دریائے راوی میں
بہا دیا تھا...... وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ اس کی گاڑی خراب ہو گئی تھی اور پھر وہ سٹیرنگ پر
سر رکھ کر سو گئی تھی اور پندرہ منٹ تک سوئی رہی تھی...... بدرُوح عورت نے اس
پندرہ منٹ میں جو کچھ کرنا تھا کر دیا تھا اور رُخسانہ کو خبر تک نہیں ہوئی تھی کہ اس دوران
اس نے عمران کے بیڈ روم میں جا کر اس کا تعویذ اتار کر دریا میں بہا دیا تھا...... اسے یہ
بھی یاد نہیں تھا کہ اس سے پہلے وہ عمران کے بنگلے میں اس کے ڈرائنگ روم میں بھی
جا کر اسے ملی تھی اور اس کے بازو سے تعویذ اتروانے میں ناکام رہی تھی...... اس کام

میں پندرہ منٹ گزرے تھے یا دو گھنٹے گزرے تھے...... یہ تمام کا تمام وقت جیسے اس کی زندگی میں کبھی آیا ہی نہیں تھا...... اس کا رُخسانہ کی زندگی سے جیسے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔

رُخسانہ کو ایک لمحے کے لئے بھی کسی قسم کی پریشانی نہیں تھی...... وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ شاپنگ پلازا میں شاپنگ کی غرض سے آئی تھی...... واپسی پر اس کی گاڑی میں کوئی نقص پیدا ہو گیا...... اس نے نقص دُور کرنے کی کوشش کی اور پھر اسے یہی یاد تھا کہ وہ سٹیرنگ پر سر رکھ کر سو گئی تھی اور پھر پندرہ منٹ بعد اس کی آنکھ کھلی...... اس نے انجن سٹارٹ کیا تو وہ سٹارٹ ہو گیا اور اب وہ اپنے گھر واپس جا رہی ہے...... گھر آ کر اس نے کھانا کھایا اور بیڈ روم میں آ کر بستر پر لیٹ کر کچھ دیر ایک ناول کا مطالعہ کرتی رہی اور اس کے بعد بڑے اطمینان سے سو گئی...... اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اس نے عمران کا تعویذ اتار کر اسے بدرُوح عورت کے جال میں پھنسا دیا ہے۔

عمران کو بھی علم نہیں ہو سکا تھا کہ سوتے میں کسی نے اس کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ جس نے اسے بدرُوح عورت کے آسیب سے بچایا ہوا تھا اتار دیا ہے اور اب وہ بدرُوح عورت کے رحم و کرم پر ہے...... وہ اسی طرح گہری نیند سو رہا تھا...... اس کے بیڈ روم کی بتی بجھی ہوئی تھی...... صرف روشن دان میں سے ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی اندر آ رہی تھی۔

بدرُوح عورت کے لئے اب میدان صاف تھا...... جیسے ہی رُخسانہ نے تعویذ پل پر سے دریا میں گرایا بدرُوح عورت پورے طور پر رُخسانہ کے جسم میں داخل ہو گئی اور اسے شاپنگ پلازا کے پارکنگ میں چھوڑ کر اس کے جسم سے نکل آئی اور ایک سیکنڈ سے بھی کم مدت میں عمران کے بیڈ روم میں پہنچ گئی۔

اس نے ایسی نظروں سے بستر پر سوئے ہوئے عمران کو دیکھا جیسے کوئی خونخوار درندہ اپنے مارے ہوئے شکار کو دیکھتا ہے...... بدرُوح عورت جانتی تھی کہ ایسا سنہری

موقع اسے دوبارہ نہیں مل سکے گا...... اسے جو کچھ کرنا تھا اسی وقت، اسی لمحے کر ڈالنا تھا...... عمران اس کی نجات کی، اس کی طاقت کی واپسی کی آخری اُمید تھی۔

بدرُوح عورت نے اپنے حلق سے ایک ڈراؤنی آواز نکالی...... اس آواز سے کمرے کے در و دیوار لرز اُٹھے...... عمران ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا اس نے اپنے سامنے خوفناک چہرے والی بدرُوح عورت کو کھڑے دیکھا تو خوف سے اس کا رنگ زرد ہو گیا...... اسے تعویذ کا خیال آ گیا...... اس نے بڑی ہمت کر کے بدرُوح عورت سے کہا۔

"منحوس بدرُوح! تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں...... میرے بازو پر خدا کے پاک نام والا تعویذ بندھا ہے۔"

بدرُوح عورت نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور بولی۔

"اگر تمہارے بازو پر تعویذ بندھا ہوا ہوتا تو میں اس کمرے میں داخل نہیں ہو سکتی تھی...... میرا یہاں موجود ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ جس تعویذ کی وجہ سے تم مجھ سے بچے ہوئے تھے وہ اب تمہارے پاس نہیں رہا۔"

عمران نے جلدی سے اپنے بازو کو دیکھا...... اس کے بازو پر سے تعویذ غائب ہو چکا تھا...... عمران سکتے میں آ گیا...... اس کا تعویذ کہاں چلا گیا؟ بدرُوح عورت نے اچانک اپنے تیز نوکیلے ناخنوں والے ہاتھوں کو عمران کی طرف کر کے زور سے جھٹکا...... اس کے ہاتھوں سے نیلی اور سرخ چنگاریاں نکل کر عمران کے جسم پر پڑیں...... عمران کا جسم لرزنے لگا...... لرزتے لرزتے اس کا رنگ گہرا نیلا ہو گیا...... اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں...... بدرُوح عورت نے لپک کر عمران کو کلائی سے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ لے کر کھڑکی کی طرف اُڑی اور غائب ہو گئی۔

دوسرے لمحے جب وہ ظاہر ہوئی تو اپنی آسیبی حویلی میں تھی...... عمران ایک آسیب زدہ انسان کی شکل میں اس کے سامنے کھڑا تھا...... عمران کی حالت یہ تھی کہ اس کی آنکھیں لہو کی طرح سرخ تھیں، جسم کا رنگ نیلا پڑ چکا تھا اور وہ اپنی جگہ پر کھڑا آہستہ

آہستہ اس طرح آگے پیچھے جھول رہا تھا جیسے نشے میں ہو...... بدروح عورت بھی اپنی اصلی خوفناک چڑیل کی شکل میں تھی...... سر کے بال جھاڑیوں کی مانند اُلجھے ہوئے تھے...... جسم سیاہ کالا تھا...... ہاتھوں کے ناخن چھریوں کی مانند نوکیلے اور باہر کو نکلے ہوئے تھے...... آنکھوں سے سرخ چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں...... اس نے وہاں ظاہر ہوتے ہی عمران کی طرف غضبناک نگاہوں سے دیکھا اور ہاتھ اُوپر اُٹھا کر اس کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم مجھ سے بھاگ نہیں سکو گے...... تم جہاں بھی ہو گے میں وہاں پہنچ کر تمہیں دبوچ لوں گی...... اب تم میرے غلام ہو...... میں جو کہوں گی تم وہی کرو گے۔"

عمران کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلی...... اس نے کہا۔

"کجلی! میں تمہارا غلام ہوں...... تم جو کہو گی میں وہی کروں گا۔"

بدروح عورت نے مکروہ قہقہہ لگا کر کہا۔

"اب تم سیدھے راستے پر آ گئے ہو...... غور سے سنو!"

تم ایک بار پھر اسی آسیبی کھنڈر کے تہہ خانے میں جاؤ گے جہاں جادوگرنی کی لاش کے ڈھانچے کے اندر میرا طلسمی پتلا ہے...... تم وہ پتلا لا کر مجھے دے دو گے...... میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ اس کے بعد میں تمہیں ہمیشہ کے لئے آزاد کر دوں گی۔"

عمران نے کہا۔

"میں تمہارا غلام ہوں...... تم جو کہو گی...... میں وہی کروں گا۔"

عمران کی آواز بدلی ہوئی تھی اور وہ اس طرح بول رہا تھا جیسے کسی نے اس کے اندر کوئی ٹیپ ریکارڈر کر کے فٹ کر رکھی ہو...... بدروح عورت نے کہا۔

اس بار اگر تم خالی ہاتھ واپس آئے تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی...... تمہارے سینے میں ہاتھ ڈال کر تمہارا دل نکال کر کھا جاؤں گی...... مین تم پر ایک ایسا

منتر پڑھ کر پھونکتی ہوں جو تمہیں جادوگرنی کی لاش کے طلسم سے محفوظ رکھے گا۔

بدروح عورت نے دونوں ہاتھ اُوپر اٹھائے اور ڈراؤنی آواز میں کالے جادو کا کوئی منتر پڑھ کر عمران کے جسم پر زور سے پھونک ماری...... عمران کا جسم زور زور سے لرزنے لگا...... اس کے جسم کا نیلا رنگ ایک دم سرخ ہو گیا...... پھر سیاہ ہو گیا...... اس کے بعد دوبارہ نیلا ہو گیا...... وہ بری طرح لرز رہا تھا...... اس کے منہ سے بڑی اذیت ناک آوازیں نکل رہی تھیں۔

یہ حالت دو تین منٹ تک رہی...... پھر عمران کا جسم ساکت ہو گیا۔

بدروح عورت نے کہا۔

"اب تم بے فکر ہو کر جادوگرنی کی لاش کے پاس جاؤ گے، اس کا طلسم تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

بدروح عورت نے عمران کی کلائی کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور عمران کے ساتھ خود بھی غائب ہو گئی...... ایک منٹ کے بعد وہ طلسمی پتلے والے آسیبی کھنڈر کے باہر خاردار جھاڑیوں کے پاس اندھیری رات کی ڈرا دینے والی تاریکی میں کھڑی تھی...... عمران اس کے پاس کھڑا تھا...... بدروح نے عمران کو حکم دیا۔

"میں اس جگہ کھڑی رہوں گی...... تم اندر جاؤ گے اور جیسا میں نے کہا ہے ویسے ہی کرو گے...... جاؤ۔"

عمران ایک سحر زدہ آدمی کی طرح کھنڈر کی شکستہ دیوار کی طرف چلنے لگا، جہاں کھنڈر کی دیوار میں جھاڑیوں میں چھپا ہوا خفیہ سرنگ کا دہانہ تھا، وہاں جھاڑیوں کو ہٹاتے ہوئے عمران کو پہلے کی طرح ایک جھٹکا لگا...... یہ اس کھنڈر کے اِرد گرد کئے ہوئے سینکڑوں برس پرانے طلسم کا اثر تھا، مگر عمران پر اس کا اثر بہت خفیف ہوا تھا۔

وہ سرنگ میں داخل ہو گیا...... سرنگ میں بھی طلسمی لہریں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں اور عمران کے جسم سے بار بار ٹکرا کر اسے جلا کر بھسم کرنے کی کوشش

کر رہی تھیں، مگر بدرُوح عورت کے منتر کی وجہ سے جو اس نے عمران کے جسم پر پھونکا تھا یہ لہریں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھیں...... سرنگ میں ایک زندہ لاش کی طرح چلتے ہوئے عمران اس تہہ خانے میں پہنچ گیا جہاں چبوترے پر جادوگرنی کی سرخ چادر میں ڈھکی ہوئی لاش کا ڈھانچہ پڑا تھا...... عمران اس کے قریب آیا تو اسے اُوپر تلے تین چار شدید جھٹکے لگے...... عمران گرتے گرتے بچا...... اس وقت عمران کے ذہن میں سوائے اس خیال کے اور کچھ نہیں تھا کہ اسے لاش کے ڈھانچے میں سے بدرُوح عورت کا طلسمی پتلا لا کر اسے دینا ہے۔

اس کا دل و دماغ پوری طرح بدرُوح عورت کے طلسمی اثر میں تھا...... عمران نے مکینیکل روبوٹ کی طرح ہاتھ آگے بڑھا کر لاش کے ڈھانچے پر سے چادر ہٹا دی...... ڈھانچے کی کھوپڑی کی آنکھوں کے سوراخ میں سے سرخ روشنی کی شعاعیں نکل کر عمران پر پڑیں...... عمران کو جیسے کسی نے پیچھے کی طرف دھکا دیا، مگر عمران اپنی جگہ پر کھڑا رہا...... اس نے دیکھا کہ لاش کے ڈھانچے کی پسلیوں کے اندر ایک سیاہ ڈبہ رکھا ہوا تھا...... یہی وہ ڈبہ تھا جس میں بدرُوح عورت کا طلسمی پتلا تھا۔

اس سے پہلے عمران نے ڈبے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا تو لاش کے ڈھانچہ نما ہاتھ نے اس کی کلائی کو پکڑ لیا تھا...... اس بار بھی جیسے ہی عمران نے ڈبے کی طرف ہاتھ بڑھایا...... لاش کا ہڈیوں والا ہاتھ اُوپر کو اُٹھا اور اس نے عمران کی کلائی کو پکڑنا چاہا مگر عمران اس دوران جلدی سے ڈبہ اُٹھا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا تھا...... اس نے ڈبے کو کھولا...... ڈبے کے کھلتے ہی تہہ خانے میں چیخوں کی آوازیں گونجنے لگیں...... یہ چیخیں ایسی تھیں جیسے بہت سی عورتیں واویلا کر رہی ہوں...... پہلی رات عمران پر دہشت طاری ہو گئی تھی اور وہ وہاں سے بھاگ اُٹھا تھا، مگر اس وقت وہ اپنی جگہ پر موجود رہا...... اس نے دیکھا کہ ڈبے کے اندر سیاہ لکڑی کا ایک چھوٹا سا پتلا پڑا تھا جس کے سینے اور سر میں لوہے کے باریک کیل آدھے آدھے دھنسے ہوئے تھے۔

عمران نے جلدی سے طلسمی پتلے کو ڈبے میں سے نکال کر مضبوطی سے اپنی مٹھی میں تھام لیا...... جیسے ہی اس نے طلسمی پتلے کو پکڑا پتلے کے سر میں سے ایک کیل اپنے آپ نکل کر عمران کے سر کے ساتھ ٹکرایا اور اس کی کھوپڑی میں گھس گیا...... اس وقت عمران کو زیادہ محسوس نہ ہوا...... وہ یہی سمجھا کہ کیل پتلے کے سر میں سے نکل کر اس کے سر سے ٹکرا کر دُور گر پڑا تھا، مگر کیل دُور نہیں گرا تھا بلکہ عمران کے سر میں کھوپڑی کے اندر گھس گیا تھا۔

پتلے کو اپنے قبضے میں لینے کے بعد عمران واپس پلٹا تو عورتوں کے واویلا اور چیخ و پکار کی آوازیں زیادہ بلند اور زیادہ ڈراؤنی ہو گئیں...... عمران کو ایسے لگ رہا تھا جیسے سینکڑوں چڑیلیں چاروں طرف سے عمران کی تکا بوٹی کرنے کے لئے آگے بڑھ رہی ہیں، لیکن عمران اپنے انجام سے بے خبر طلسمی پتلا اپنی مٹھی میں مضبوطی سے پکڑے تہہ خانے سے نکل گیا...... جب وہ کھنڈر میں سے باہر آیا تو رات کی گہری تاریکی میں اسے کچھ فاصلے پر بدرُوح عورت کھڑی نظر آئی...... اس کی آنکھوں سے سرخ روشنی نکل رہی تھی...... فضا میں عورتوں کی چیخ و پکار اور واویلا کی آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں۔

بدرُوح عورت نے عمران کی طرف اپنے بازو بڑھا کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم میرا پتلا لے آئے ہو...... میرے پاس آؤ...... پتلا مجھے دے دو۔"

عمران طلسم کے اثر میں ایک ایک قدم کر کے بدرُوح عورت کے سامنے آ گیا...... بدرُوح عورت نے کہا۔

"میرا پتلا مجھے دے دو۔"

عمران نے پتلا بدرُوح عورت کی طرف بڑھایا...... بدرُوح عورت نے جھپٹا مار کر عمران کے ہاتھ سے طلسمی پتلا چھین لیا...... جیسے ہی پتلا بدرُوح عورت کے قبضے میں آیا اس نے ایک ایسی ڈراؤنی چیخ کی آواز نکالی کہ رات کے سناٹے میں کھنڈر کے در و دیوار

اور ٹنڈ منڈ درخت لرز اُٹھے...... عمران بھی اپنی جگہ سے ہل گیا۔

بدرُوح عورت نے ایک وحشت ناک قہقہہ لگایا اور بولی۔

”تم نے میرا وہ کام کر دیا ہے جو صرف تم ہی کر سکتے تھے...... اب میں تمہیں اپ قبضے سے آزاد کرتی ہوں۔“

بدرُوح عورت نے دونوں بازو آسمان کی طرف اُٹھائے اور ایک منتر بلند آ میں پڑھ کر عمران پر پھونکا...... منتر کے پھونکتے ہی عمران کی آنکھیں جو سرخ ہو رہ تھیں اپنی اصلی حالت میں آگئیں اور عمران کا جسم اس کا دل و دماغ بدرُوح کے طل سے آزاد ہو گیا۔

منتر پھونکتے ہی بدرُوح عورت اپنا پتلا لے کر غائب ہو گئی تھی...... عمران اپ قدرتی حالت میں واپس آگیا تھا، مگر اس کا جسم خوف کے مارے کانپ رہا تھا...... اس نے خوف زدہ نظروں سے آسیبی کھنڈر کی طرف دیکھا...... اسے سب کچھ یاد تھا کہ اس نے تھوڑی دیر پہلے تہہ خانے میں سے جادوگرنی کی لاش میں سے طلسمی پتلا نکالا تھا او اسے بدرُوح عورت کے حوالے کیا تھا۔

اسے وہاں کھڑے کھڑے خوف محسوس ہو رہا تھا...... وہ جلدی جلدی چلتا ہو طلسم زدہ آسیبی کھنڈر کے علاقے سے نکل آیا...... رات خوفناک حد تک تاریک تھی...... عمران کو شہر کی طرف جانے والا راستہ معلوم تھا...... وہ ویران علاقے میں سے تیز تیز قدم اٹھاتا گزر رہا تھا...... دُور اسے دریا کے پل کی روشنیاں نظر آنے لگیں... اس نے اپنا رُخ دریا کے پل کی روشنیوں کی طرف کر لیا...... وہ ایک سوکھے خشک درخت کے قریب سے گزرنے لگا تو اچانک درخت کی سوکھی بے برگ شاخوں میں سے کوئی شے نیچے گرتی محسوس ہوئی۔

عمران ڈر کر دوسری طرف ہو گیا...... اس نے قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ اچانک ایک انسانی کھوپڑی جو ہوا میں معلق تھی اس کے سامنے آگئی...... عمران کے حلق سے

بے اختیار چیخ نکل گئی...... وہ ڈر کر دوسری طرف بھاگنے لگا تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے دونوں پاؤں دو دو چار چار من بھاری ہو گئے ہیں...... وہ کوشش کے باوجود اپنے پاؤں نہ اُٹھا سکا...... مارے دہشت کے اس کا جسم سرد پڑ گیا...... انسانی کھوپڑی اس سے پانچ فٹ کے فاصلے پر فضا میں لٹک رہی تھی...... کھوپڑی کی آنکھوں کے سوراخوں سے سرخ شعاعیں نکل رہی تھیں...... عمران نے فوراً اس کھوپڑی کو پہچان لیا...... یہ تہہ خانے والی لاش کی کھوپڑی تھی...... عمران کا حلق خشک تھا...... ہونٹ خشک تھے...... وہ سہمی ہوئی آنکھوں سے کھوپڑی کو دیکھ رہا تھا، جو آہستہ آہستہ آگے پیچھے ہو رہی تھی...... پھر کھوپڑی کی آواز آئی۔

”میں جادوگرنی شکتی ہوں...... تم نے بدرُوح کجلی کا پتلا اس کے حوالے کر کے اچھا نہیں کیا...... تم ایک ایسی مصیبت میں پھنس گئے ہو کہ جس سے تمہیں کوئی نہیں نکال سکے گا۔“

یہ کہہ کر کھوپڑی غائب ہو گئی۔

عمران نے خدا کا شکر ادا کیا کہ یہ بلا اس کے راستے سے دفع ہو گئی ہے...... اس نے پل کی روشنیوں کی طرف دوڑنا شروع کر دیا...... جب وہ دریا کے پل پر پہنچا تو اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا...... وہ پل پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اور سانس درست کرنے لگا...... اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ رات کتنی گزر چکی ہے...... پل پر کوئی ٹریفک نہیں تھی، پھر اسے پیچھے کی طرف سے ایک گاڑی کی روشنی دکھائی دی...... یہ ایک ٹرک تھا...... عمران زور زور سے ہاتھ ہلانے لگا...... ٹرک اس کے قریب آ کر رُک گیا، ڈرائیور نے کھڑکی میں سے سر نکال کر پوچھا۔

”کون ہو تم؟“

عمران نے کہا۔

”آپ کی بڑی مہربانی ہو گی مجھے شہر تک لے چلیں۔“

ڈرائیور نے کہا۔

"آ جاؤ۔"

عمران آگے سے ہو کر ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا..... کلینر ٹرک کے اوپر سو رہا تھا..... ٹرک شہر کی طرف چل پڑا..... ڈرائیور نے پوچھا۔

"تم رات کے ڈھائی بجے یہاں کیا کر رہے تھے؟"

عمران نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"ایک دوست کے گھر گیا ہوا تھا..... وہاں دیر ہو گئی۔"

ڈرائیور بولا۔

"میں تمہیں سٹیشن تک ہی لے جا سکتا ہوں۔"

عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے..... وہاں سے میں کوئی رکشا لے لوں گا۔"

ٹرک ڈرائیور نے عمران کو ریلوے سٹیشن کے قریب اتار دیا..... عمران نے سڑک پر اتر کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا..... اس کا بٹوہ جیب میں ہی تھا..... بٹوے میں کچھ پیسے موجود تھے..... عمران نے ایک خالی ٹیکسی لی اور اپنی کوٹھی سے چند قدم پیچھے ہی اتر گیا..... وہ کوٹھی کی عقبی دیوار پھلانگ کر دبے پاؤں اپنے بیڈ روم کے برآمدے والی سیڑھیوں میں آیا اور سیڑھیاں چڑھ کر عقبی دروازے سے اپنے بیڈ روم میں آ کر بے دم سا ہو کر پلنگ پر گر پڑا..... ابھی تک اس پر خوف طاری تھا، لیکن اسے یہ تسلی ضرور تھی کہ بدروح عورت سے اس کا پیچھا چھوٹ چکا ہے، لیکن جادوگرنی شکتی کی کھوپڑی نے آ کر اسے جو کچھ کہا تھا اس کی وجہ سے عمران سخت پریشان تھا..... جادوگرنی شکتی کی کھوپڑی نے اسے خبردار کیا تھا کہ طلسمی پتلا بدروح عورت کجلی کو دینے کے بعد وہ ایک بھاری مصیبت میں پھنس چکا ہے۔

عمران نے اُٹھ کر باتھ روم میں منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے..... آئینے

میں اپنی شکل دیکھی..... اس کی شکل بالکل نارمل تھی..... اچانک عمران کو خیال آیا کہ جب اس نے لاش کے ڈھانچے میں سے ڈبہ نکال کر کھولا تھا اور طلسمی پتلے کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا تو پتلے کے سر اور سینے پر جو کیل آدھے آدھے ٹھکے ہوئے تھے ان میں سے ایک کیل اپنے آپ نکل کر اس کے سر میں آ کر گھس گیا تھا..... عمران نے بالوں کو ہٹا کر آئینے میں اپنے سر کو اچھی طرح سے دیکھا..... وہاں کسی کیل کا نشان تک نہیں تھا..... اس نے سر میں انگلیاں پھیریں..... اسے کسی جگہ کیل ٹھکا ہوا محسوس نہ ہوا۔ اس نے اسے بھی محض اپنا وہم یا جادوگرنی کی لاش کے ڈھانچے کی شعبدہ بازی سمجھا اور اسے بھول گیا..... اس کے بعد وہ بستر پر آ کر لیٹ گیا..... اس نے آنکھیں بند کر لیں، مگر نیند اس کی آنکھوں سے غائب تھی..... اس کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں..... بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے کبھی آسیبی کھنڈر والی لاش کا ڈھانچہ آ جاتا..... کبھی شکتی جادوگرنی کی کھوپڑی سامنے آ کر آہستہ آہستہ جھولنے لگتی..... اس نے ایک بار پھر اپنے سر پر اس جگہ انگلی پھیری جہاں طلسمی پتلے کا کیل اُچھل کر لگا تھا اور اسے باقاعدہ سر میں گھستا ہوا محسوس ہوا تھا..... عمران کی اُنگلی ایک جگہ رُک گئی..... یہاں سر میں ایک چھوٹا سا کھرنڈ بنا ہوا تھا..... وہ ڈر گیا کہ کہیں یہ کیل کے گھسنے کا زخم تو نہیں ہے..... وہ جلدی سے اُٹھ کر باتھ روم میں گیا..... بتی روشن کر کے آئینے میں اپنے سر کو غور سے دیکھا..... واقعی اس کے سر میں ایک جگہ کھرنڈ سا اُبھرا ہوا تھا..... پہلے یہ کھرنڈ بالکل نہیں تھا۔

عمران پر خوف طاری ہو گیا۔

کہیں پتلے کا منحوس کیل اس کی کھوپڑی کے اندر نہ چلا گیا ہو، اسی خوف کے عالم میں وہ واپس اپنے پلنگ پر آ کر لیٹ گیا اور نہ جانے کب اُسے نیند آ گئی اور وہ سو گیا۔

صبح دس بجے اس کی آنکھ کھلی..... اس کی ممی اسے جگا رہی تھی۔

"عمران! کیا بات ہے، آج کالج نہیں جاؤ گے..... رات کو دیر سے سوئے تھے کیا؟"

عمران آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں ممی...... رات کو دیر تک پڑھتا رہا تھا۔"

جلدی جلدی تیار ہو کر اس نے ناشتہ کیا اور موٹر سائیکل لے کر کالج پہنچ گیا...... اس کا پیریڈ گیارہ بجے تھا...... رُخسانہ کا پیریڈ بھی خالی تھا...... وہ کالج کے لان کی سیڑھیوں میں اپنی دو تین سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی...... عمران کو دیکھ کر اس کے پاس آگئی۔

"کیسے ہو عمران؟"

عمران نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہوں۔"

"تمہاری آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں...... لگتا ہے تم رات بھر جاگتے رہے ہو؟"

رُخسانہ نے کہا...... عمران بولا۔

"بس ایک ناول پڑھتا رہا رات کو...... دو بجے سویا۔"

رُخسانہ نے قریب ہو کر کہا۔

"سچ سچ بتاؤ...... کہیں وہ بدرُوح پھر تو نہیں آگئی تھی؟"

عمران بولا۔

"وہ کیسے آسکتی ہے میرے قریب...... میرے...... میرے بازو پر تعویذ بندھا ہے...... وہ تو میرے سائے سے بھی دُور بھاگتی ہوگی۔"

حالانکہ عمران کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ اس کے بازو کا تعویذ کسی طریقے سے بدرُوح عورت نے غائب کر دیا تھا، مگر یہ بات وہ رُخسانہ کو نہیں بتانا چاہتا تھا...... دوسری طرف رُخسانہ کو بھی یہ یاد نہیں تھا کہ اس نے دو دن پہلے رات کو خود عمران کے بیڈ روم میں جا کر اس کے بازو سے تعویذ اتارا تھا اور پھر بدرُوح عورت کی ہدایت پر اسے دریا میں بہا دیا تھا۔

عمران کو یقین تھا کہ بدرُوح عورت کو اس نے اس کا پتلا لا کر دے دیا ہے اور اب اس سے اس کا پیچھا چھوٹ گیا ہے، چنانچہ اب اسے دوبارہ بزرگ عامل سے تعویذ لے کر باندھنے کی ضرورت نہیں رہی...... خود بدرُوح عورت نے اپنا طلسمی پتلا لینے کے بعد عمران سے کہا تھا کہ آج کے بعد میں نے تمہیں آزاد کر دیا ہے، اب مجھے تمہارے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہے...... اس وجہ سے عمران نے رُخسانہ کو تعویذ کے غائب ہونے اور طلسمی پتلا بدرُوح عورت کے حوالے کرنے اور پھر پتلے کے سر کا کیل جو اُڑ کر عمران کے سر میں آکر دھنس گیا تھا اس کے بارے میں اور جادُوگرنی شکتی نے اسے جو یہ بری خبر سنائی تھی کہ طلسمی پتلا بدرُوح عورت کے حوالے کرنے کے بعد وہ ایک خوفناک مصیبت میں پھنس گیا ہے...... عمران نے رُخسانہ کو ان میں سے کوئی بات نہیں بتائی تھی...... اب وہ اس کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتا تھا، کیونکہ بدرُوح عورت اپنی تمام نحوستوں اور آسیبی آفتوں کے ساتھ اس کے خیال میں اس کی زندگی سے نکل چکی تھی۔

دوسری طرف بدرُوح عورت کے قبضے میں اس کا طلسمی پتلا آجانے کی وجہ سے اس کی ساری طاقت اسے واپس مل گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے پرانے دشمن کنڈلا جادُوگر کی قید سے بھی آزاد ہو گئی تھی...... اب اسے من مانی کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا...... طلسمی طاقت کے ملتے ہی بدرُوح عورت کے اندر کی انسان دشمن اور انسانوں کے خون کی پیاسی چڑیل بیدار ہو گئی...... اب اسے روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں تھا...... ایک ہی اس کا دشمن تھا جس کا نام کنڈلا جادُوگر تھا اور جو آج سے تین سوا تین سو سال پہلے مر چکا تھا...... آج کے سائنسی زمانے میں جادُوگری اور طلسم کی داستانیں پرانی ہو چکی تھیں...... پہلے کی طرح کے خطرناک جادُوگر نہیں ہوتے تھے۔

چنانچہ بدرُوح عورت اپنے آپ کو ساری دُنیا کی چڑیلوں اور بدرُوحوں اور جن بھوتوں کی بے تاج ملکہ سمجھنے لگی تھی اور وہ کسی حد تک حق بجانب بھی تھی، کیونکہ اب

اسے کوئی بزرگ عامل ہی خدا کے پاک نام کی مدد سے نیست و نابود کر سکتا تھا اور بدرُوح عورت اب کسی کے ہاتھ آنے والی نہیں تھی...... اپنی طاقت واپس مل جانے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ اس کی درندگی واپس آگئی تھی بلکہ وہ پہلے سے سوگنا زیادہ ہوشیار اور چالاک بھی ہوگئی تھی...... وہ اگر ڈرتی تھی تو صرف نمازی پرہیزگار انسان سے...... مسجد سے اور مسجد سے بلند ہوتی اذان کی آواز سے اور اس نے اپنے آپ کو ان چیزوں سے دُور رکھا ہوا تھا...... وہ نہ تو کبھی کسی نمازی پرہیزگار انسان کے قریب پھٹکتی تھی اور نہ کسی مسجد کے قریب سے گزرتی تھی۔

اس نے اپنی درندگی کی بھوک مٹانے کے لئے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی آسیبی حویلی چھوڑ کر شہر سے باہر رنجیت سنگھ راجہ کے زمانے کی ایک شکستہ حال پرانی سرائے کو اپنا مسکن اور ٹھکانہ بنالیا...... اس پرانی سرائے میں راجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں دوسرے شہروں سے آنے والے مسافر آکر ٹھہرا کرتے تھے، پھر اس سرائے میں ایک ہندو عورت کا کسی نے خون کر دیا...... اس ہندو عورت کی بدرُوح نے اپنے خون کا بدلہ لینے کے لئے سرائے میں ٹھہرنے والے مسافروں کو قتل کرنا شروع کر دیا...... ہندو عورت کی بدرُوح ہر ہفتے کی رات کو کسی ایک مسافر کا سوتے میں پیٹ پھاڑ کر اس کا کلیجہ نکال کر کھا جاتی، اس کے بعد مسافروں نے خوف کے مارے اس سرائے میں آنا چھوڑ دیا اور یہ سرائے اس زمانے میں ہی اُجڑ گئی۔

آج بھی اس کے بارے میں مشہور تھا کہ کبھی کبھی ہفتے کی رات کو آدھی رات گزرنے کے بعد کسی بدرُوح عورت کے رونے اور چیخوں کی آواز سنائی دیا کرتی ہے...... یہ سرائے ویران اور خالی پڑے پڑے بوسیدہ اور شکستہ ہوگئی تھی...... اس کی اکثر کوٹھڑیوں کی چھتیں ڈھے گئی تھیں...... یہ دو منزلہ سرائے تھی جس کے زیر زمین تہہ خانے بھی تھے، مگر آج تک کوئی ان تہہ خانوں میں نہیں گیا تھا...... لوگ خوف کے مارے اس سرائے کے قریب سے بھی نہیں گزرتے تھے...... اس وجہ سے

بدرُوح عورت نے اس ویران سرائے کو اپنا ٹھکانہ بنایا تھا کہ لوگ اس طرف آتے ہوئے ڈرتے ہیں، چنانچہ وہ اکیلی رہ کر اپنی شیطانی سرگرمیاں جاری رکھ سکتی تھی۔

بدرُوح عورت جانتی تھی کہ اس کا طلسمی پتلا اس کی سب سے بڑی طاقت اور اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے...... اس پتلے میں اس کی ساری طلسمی طاقت اور اسُ کی جان تھی...... اگر وہ کسی عامل کے یا کسی دوسری بدرُوح یا کنڈلا جادُوگر کی ہی بدرُوح کے ہاتھ آگیا تو اس دفعہ کنڈلا جادُوگر اس کو زمین کے نیچے پاتال کی گہرائیوں میں ایسی جگہ غرق کر دے گا جہاں سے وہ قیامت تک باہر نہ نکل سکے گی، چنانچہ بدرُوح کجلی کسی ایسی جگہ اپنے پتلے کو چھپانا چاہتی تھی جہاں کسی بدرُوح کی بھی نظر نہ پڑ سکے...... اس نے آنکھیں بند کر کے ہندوستان اور پاکستان کے تمام شہروں، جنگلوں اور ویرانوں اور پرانے قلعے اور اُجڑی ہوئی حویلیوں پر نگاہ ڈالی...... آخر اسے ایک جگہ ایسی لگی جہاں وہ اپنا پتلا چھپا سکتی تھی...... اس نے پتلا اپنے سینے کے ساتھ لگایا اور غائب ہوگئی۔

غائب ہونے کے بعد وہ ہندوستان کے جنوب میں واقع ملک سری لنکا کے گھنے جنگل میں واقع مہاتما بدھ کے زمانے کی ایک پرانی گپھاہ میں پہنچ گئی...... گپھاہ کسی دور دراز جنگل میں واقع ایسی کوٹھڑی کو کہتے ہیں جہاں پرانے زمانے میں بدھ مت کو ماننے والے جوگی بھکشو لوگ عبادت کیا کرتے تھے...... یاد رہے کہ مہاتما بدھ کے ماننے والے جوگی کو بھکشو کہتے ہیں، جس گپھاہ کو بدرُوح عورت کجلی نے پتلا چھپانے کے لئے چنا تھا وہ چار پانچ سو سال پرانی تھی اور اس کی پتھریلی دیواروں اور چھت پر گھاس اُگ رہی تھی...... اس گپھاہ کے اندر زمین کے نیچے ایک کوٹھڑی زمین کھود کر بنائی گئی تھی...... اس کوٹھڑی میں سوائے تاریکی اور اندھیرے کے اور کچھ نہیں تھا...... اس اندھیرے میں سانپ اور زہریلے بچھو ہر وقت رینگتے رہتے تھے...... یہاں کسی انسان کا گزرنا ممکن تھا...... بدرُوح عورت اپنا پتلا لے کر ویران گپھاہ کی زمین دوز کوٹھڑی میں آگئی۔

آسیبی بدرُوح کی موجودگی کا احساس کرتے ہی وہاں جو سانپ اور بچھو رینگ رہے تھے وہ ڈر کر بھاگ گئے...... بدرُوح عورت نے کوٹھڑی کے کونے میں زمین کھود کر ایک گڑھا بنایا اور اس میں اپنا پتلا دفن کر دیا، چونکہ اس پتلے پر طلسم پھونکا گیا تھا، اس وجہ سے اس کو نہ تو زنگ لگ سکتا تھا نہ مٹی اس کی لکڑی کو کھا سکتی تھی...... یہ پتلا صدیوں تک ویسے کا ویسا ہی رہ سکتا تھا...... اس کے بعد بدرُوح عورت نے گپھاہ کے باہر آ کر اس کے اِرد گرد بڑے خطرناک طلسم کا ایک حصار یعنی دائرہ کھینچا اور اپنے سرائے والے مسکن میں واپس آ گئی۔

اب وہ بے فکر تھی کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا...... کوئی بڑے سے بڑا جادُوگر بھی اس کی طاقت نہیں چھین سکتا، چنانچہ بدرُوح عورت نے اپنی درندگی اور بربریت کی سرگرمیاں پھر سے شروع کر دیں، اس زمانے سے ہی اس کی عادت تھی کہ وہ ہر منگل کی رات کو کسی ہندو عورت یا مرد کا مردہ کھا کر اپنی بھوک مٹایا کرتی تھی...... وہ منگل کی شام کو شمشان بھومی یعنی جہاں ہندو لوگ اپنے مردے جلاتے تھے جا کر بیٹھ جاتی...... جب کوئی ارتھی مردے کو لے کر آتی اور مردے کو مچان پر رکھ کر چتا کی لکڑیوں سے ڈھانپ دیا جاتا اور آگ لگائی جاتی تو بدرُوح عورت چتا کے اندر گھس کر سارے مردے کو کھا جاتی اور صرف ہڈیاں وہاں چھوڑ کر چلی جاتی۔

دوسرے روز مردے کے رشتے داروں کو چونکہ مردے کی جلی ہوئی ہڈیاں بجھی ہوئی چتا میں مل جاتی تھیں اس لئے کسی کو کبھی شک نہیں ہوتا تھا کہ ان کے مردے کو ایک بدرُوح کھا کر ہڈیاں وہاں پھینک گئی ہے...... ایک طویل مدت تک بدرُوح عورت اس مکروہ فعل پر عمل کرتے ہوئے اپنی بھوک ہندوؤں کے مردوں کو کھا کھا کر مٹاتی رہی...... پھر پاکستان بن گیا اور جس علاقے میں بدرُوح عورت کو کنڈلا جادُوگر نے اس کی طلسمی طاقت چھین کر اور اس کے پتلے پر قبضہ کر کے ایک خاص حدود کے اندر قید کر رکھا تھا، وہ علاقے پاکستان میں آ گیا اور ہندو لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے

ہندوستان چلے گئے...... اس کے ساتھ ہی اس ہندو عورت کی بدرُوح کی ہندو مردے کھانے کی بھوک بھی جیسے سو گئی، چونکہ شمشان اور مرگھٹ باقی نہیں رہے تھے اس لئے بدرُوح ہندو عورت نے بھی ہر منگل کی رات کو مردہ کھانا چھوڑ دیا...... اب اس نے اپنی ساری توجہ اپنی طلسمی طاقت واپس حاصل کرنے اور کنڈلا جادُوگر کی قید سے رہائی حاصل کرنے کی طرف لگا دی...... وہ جانتی تھی کہ کنڈلا جادُوگر بہت خطرناک جادُوگر تھا اور اس کے جادُو کا توڑ کسی کے پاس نہیں ہے اور اس نے اپنی ایک دشمن جادُوگرنی کو قتل کر کے اس کی لاش کے اندر پتلا ایک ڈبے میں بند کر کے رکھ دیا ہے اور جس کھنڈر کے تہہ خانے میں یہ پتلا چھپایا گیا ہے اس کے اِرد گرد کنڈلا جادُوگر نے جو طلسمی حصار کھینچ دیا ہے اس میں سے خود بدرُوح عورت بھی نہیں گزر سکتی تھی...... وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس طلسمی حصار میں سے آسانی سے گزر کر اس کے پتلے تک صرف وہی شخص پہنچ سکتا ہے جو چاند گرہن کی رات کو پیدا ہوا ہو اور اس کے بائیں بازو پر چاند گرہن کے دو چھوٹے دائروں کے نشان بنے ہوئے ہوں۔

چاند گرہن کی رات کو تو ہزاروں انسان جنم لیتے ہیں، لیکن وہ جانتی تھی کہ ایسا سینکڑوں سالوں میں کبھی ایک بار ہی ہوتا ہے کہ اس رات کو پیدا ہونے والے انسان کے بائیں بازو پر اوپر نیچے چاند گرہن کے دو چھوٹے دائروں کے نشان بھی بن گئے ہوں...... صرف ایسا آدمی ہی بدرُوح عورت کا پتلا تہہ خانے سے لا سکتا تھا۔

کئی برسوں کی تلاش کے بعد محض اتفاق سے آخر بدرُوح عورت کو عمران کی شکل میں ایسا آدمی مل گیا...... عمران کے بائیں بازو کے نیچے اوپر تلے چاند گرہن کے دو دائروں کی شکل میں نشان بنے ہوئے تھے، چنانچہ اس نے عمران کو اپنے قابو میں کیا اور اس کی مدد سے طلسمی پتلا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ طلسمی پتلا اپنے قبضے میں کرنے اور اسے سری لنکا کی ایک گمنام ویران گپھاہ میں چھپانے کے بعد بدرُوح عورت کے مردے کھانے کی ہوس اس کی طلسمی طاقت کی واپسی کے فوراً بعد بیدار ہو گئی تھی۔

جس علاقے میں وہ رہتی تھی وہاں ہندو بہت کم تعداد میں رہتے تھے...... اسے چونکہ شروع ہی سے ہندو مردے کھانے کی عادت تھی اس لئے بدرُوح عورت ہر منگل کی رات کو اس علاقے کی طرف نکل جاتی جہاں ہندو لوگوں کی مختصر سی آبادی تھی، وہاں وہ مردے جلانے والے مرگھٹ میں جا کر بیٹھ جاتی...... جب کسی مردے کی ارتھی وہاں آتی اور مردے کو چتا میں رکھ کر اس کے اُوپر لکڑیاں چن کر آگ دکھائی جاتی تو بدرُوح عورت لکڑیوں کے اندر گھس کر ہندو کے مردے کو کھا جاتی اور اس کی ہڈیاں وہیں پھینک کر واپس اپنی رنجیب سنگھ کے زمانے کی ویران سرائے میں آ جاتی۔

لیکن ایک تو وہاں غیر مسلم تھوڑی تعداد میں تھے، دوسرے ہر ہفتے کسی غیر مسلم کی ارتھی کا شمشان بھومی میں آنا یقینی نہیں تھا...... کسی ہفتے کوئی ہندو نہیں بھی مرتا تھا، مگر بدرُوح عورت کو ہر ہفتے بلکہ کبھی کبھی ہفتے میں دو مردوں کو ہڑپ کرنا ضروری تھا...... خاص طور پر جب سے اس نے غیر مسلموں کے مردوں کو اپنی خوراک بنانا شروع کیا تھا، اس کی بھوک اور چمک اُٹھی تھی...... جب غیر مسلموں کے مردوں کا ہفتے میں دو بار میسر آنا مشکل ہو گیا تو بدرُوح عورت نے قبرستانوں میں دفنانے کی خاطر لے جاتے مردوں کو اپنا شکار بنانا شروع کر دیا۔

شہر میں تین چار قبرستان تھے...... اتنے بڑے شہر میں روز کوئی نہ کوئی میت ہو جاتی تھی...... بدرُوح عورت اتنی احتیاط کرتی کہ جب میت کو قبر میں دفنا دیا جاتا تو اس کے بعد وہ رات کے وقت قبرستان میں آتی...... قبر میں دونوں ہاتھ ڈال کر مردے کو باہر نکالتی اور اسے ہڑپ کر کے قبر کو پہلے کی طرح بند کر کے چلی جاتی...... کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی کہ ان کا مردہ قبر میں غائب ہو گیا ہے...... اتفاق سے ایک بار ایسا ہوا کہ مردے کے لواحقین نے مخالف پارٹی پر الزام لگایا کہ انہوں نے ہمارے آدمی کو زہر دے کر مار دیا ہے...... عدالت کی طرف سے وہ قبر کشائی کا حکم لے کر قبرستان میں آئے...... قبر کھولی گئی تو مردہ غائب تھا...... شہر میں جنگل کی آگ کی

طرح یہ خبر پھیل گئی...... اسی ہفتے ایک اور قبر کو پولیس نے مجسٹریٹ کی موجودگی میں پوسٹ مارٹم کے لئے کھلوایا تو اس قبر کا مردہ بھی غائب تھا۔

لوگوں نے احتیاط کے طور پر اپنے عزیز و اقارب کی میتوں کو امانت کے طور پر دفن کرنا شروع کر دیا...... وہ میت کو ایک ہفتے کے لئے امانتاً دفن کر دیتے...... ایک ہفتے بعد قبر دوبارہ کھولی جاتی تو میت غائب ہوتی...... شہر میں شور مچ گیا...... اخباروں نے ان واقعات کو خوب اُچھالا...... قبرستانوں میں پولیس کا پہرہ بٹھا دیا گیا، مگر اس کے باوجود قبروں میں سے میتیں غائب ہوتی رہیں، کیونکہ بدرُوح عورت جب مردہ کھانے آتی تھی تو وہ کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔

پولیس سرگرمی سے تفتیش کر رہی تھی کہ یہ کون لوگ ہیں جو قبروں میں سے مردے نکال کر لے جاتے ہیں...... پولیس نے تفتیش کے دوران ایک بات خاص طور پر نوٹ کی کہ جن جن قبروں کے مردے غائب ہوئے تھے ان میں سے کسی قبر کا کوئی کتبہ نہیں تھا، یعنی اس قبر کے سرہانے کی طرف اللہ کا نام یا کلمہ پاک نہیں لکھا ہوا تھا، جن قبروں پر کتبے لگے ہوئے تھے اور ان کتبوں پر قرآنی آیات یا اللہ کا نام یا کلمہ پاک لکھا ہوا تھا ان قبروں کو کھلوا کر دیکھا گیا تو ان کی میتیں صحیح سلامت پائی گئیں۔

جب اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی کہ جن قبروں کے مردے غائب ہوئے ہیں ان پر اللہ پاک کا نام یا کلمہ پاک نہیں لکھا ہوا تھا تو لوگوں نے اپنے عزیز و اقارب کی قبروں پر اللہ پاک اور کلمہ پاک کے نام کے کتبے لگوانے شروع کر دیئے...... اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بدرُوح عورت کا قبرستان میں سے بھی گزرنا بھی ممکن ہو گیا...... ایک رات کو وہ اپنی بھوک مٹانے کے لئے قبرستان کی طرف گئی...... قبرستان کے قریب پہنچتے ہی اسے زبردست جھٹکا لگا اور وہ زمین سے پچاس فٹ اُوپر اُچھل کر ایک میل دُور زمین پر پٹخ دی گئی...... بدرُوح عورت فوراً سمجھ گئی کہ یہ اللہ کے پاک نام اور اس کے پاک کلام کا اثر ہے اور اگر اب اس نے کسی قبرستان کا رُخ کیا تو وہ جل کر راکھ ہو جائے گی۔

اب بدرُوح عورت کے سامنے اور کوئی راستہ نہیں تھا...... اپنی درندگی کی بھوک مٹانے کے لئے اس نے زندہ انسانوں پر حملے شروع کر دیئے...... اس کا پہلا شکار ایک اعلیٰ گھرانے کی خوب صورت لڑکی تھی جو شہر کے ایک بیوٹی پارلر میں ایک شادی پر شریک ہونے کی خاطر میک اپ کروانے کے لئے گئی تھی...... بدرُوح عورت نے اس کا تعاقب شروع کر دیا...... لڑکی بیوٹی پارلر میں جا کر سنگھار میز کے سامنے بیٹھ گئی اور آئینے میں اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بیوٹی پارلر کی مالکہ سے کہا۔

"میرے بال ایسے بنا دو کہ شادی کی پارٹی میں سب دیکھ کر حیران رہ جائیں۔"

بیوٹی پارلر کی مالکہ نے لڑکی کو ایک کتاب دے کر کہا۔

"اس میں سے اپنی پسند کے بالوں کا ڈیزائن دیکھ لیں...... میں ویسے ہی بنا دوں گی۔"

یہ کہہ کر بیوٹی پارلر کی مالکہ ضروری سامان لینے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

لڑکی کتاب کھول کر بالوں کے مختلف ڈیزائن دیکھنے لگی...... اس وقت کمرے میں اور کوئی نہیں تھا مگر بدرُوح عورت وہاں موجود تھی اور لڑکی کے قریب کھڑی اسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی...... اس کی غیر انسانی وحشیانہ بھوک زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ لڑکی اپنے موڈ میں گنگناتی ہوئی کتاب کے ورق اُلٹ رہی تھی کہ بدرُوح عورت نے اچانک لڑکی کی نازک گردن کو دبوچ لیا اور اسے ایک جھٹکا دیا...... لڑکی کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی...... بدرُوح عورت نے لڑکی کا سینہ کھول کر اس کی پسلیوں میں ہاتھ ڈال کر سب سے پہلے اس کا دل نکال کر کھایا...... اس کے بعد دو تین سیکنڈ میں اس کے جسم کا سارا گوشت ہڑپ کر گئی اور غائب ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد بیوٹی پارلر کی مالکہ اندر آئی تو سنگھار میز کے سامنے کرسی پر خوب صورت زندہ لڑکی کی بجائے ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا تھا...... بیوٹی پارلر کی مالکہ چیخ مار کر وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑی...... شہر میں ہر ہفتے اسی قسم کی وارداتیں ہونے لگیں تو ایک کھلبلی سی مچ گئی...... پولیس نے رات کے علاوہ دن کے وقت بھی گشت لگانا شروع

کر دی، مگر ان احتیاطی تدابیر کے باوجود بدرُوح کی خونی وارداتوں میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی...... شہر میں ہر ہفتے دو خون ہو جاتے...... ایک بزرگ نے اخبار میں بیان چھپوا دیا کہ یہ کسی بدرُوح کی وجہ سے ہو رہا ہے...... لوگوں کو چاہیئے کہ وہ ہر وقت اللہ کے پاک نام کا تعویذ اپنے بازو پر باندھے رکھیں۔

لوگوں نے ایسا ہی کیا، چنانچہ اب بدرُوح عورت کے لئے زندہ انسانوں کے قریب جانا بھی ناممکن ہو گیا...... جیسے ہی رات یا دن کے وقت وہ اپنی بھوک مٹانے کے لئے کسی زندہ انسان کے قریب جاتی اسے ایک زبردست جھٹکا لگتا اور وہ زمین سے دس فٹ اُوپر کو اُچھل کر کئی سو فٹ دُور جا گرتی...... وہ سمجھ گئی کہ یہ اللہ کے پاک نام کا اثر ہے...... وہ ڈر گئی کہ اس طرح وہ جل کر راکھ ہو سکتی ہے، چنانچہ اس کا یہ دروازہ بھی بند ہو گیا...... بدرُوح عورت پیچ و تاب کھا کر رہ گئی، مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی، لیکن وہ اپنی وحشیانہ بھوک کے ہاتھوں مجبور تھی۔

اب اس نے یہ کرنا شروع کر دیا کہ وہ ہفتے میں ایک دو بار رات کو بارڈر کراس کر کے انڈیا کے کسی شہر چلی جاتی اور وہاں کسی زندہ انسان کو ہڑپ کر کے اسے ہڈیوں کا پنجر بنا کر واپس آ جاتی۔

اس دوران میں رُخسانہ اور عمران بھی غافل نہیں تھے...... عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ خونی وارداتیں سوائے بدرُوح عورت کے اور کوئی نہیں کر سکتا...... اس نے اور رُخسانہ نے بھی بدرُوح عورت کے ڈر کے مارے کہ کہیں وہ دوبارہ ان پر حملہ نہ کر دے اپنے اپنے بازو پر اللہ کے پاک نام کا تعویذ باندھ لیا تھا۔

انڈیا میں بدرُوح عورت نے عورتوں اور بچوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنانا شروع کر دیا...... انڈیا میں بھی کھلبلی مچ گئی...... ہر ہفتے کسی نہ کسی شہر میں کوئی عورت یا بچہ بیٹھے بیٹھے ایک دم ہڈیوں کا پنجر بن کر گر پڑتا...... وہاں بھی جوگیوں، سادھوؤں اور مندروں کے پجاریوں نے پوجا پاٹھ اور جادو ٹونا شروع کر دیا، مگر اس کا بدرُوح پر کوئی اثر نہ پڑا اور

اس کی وارداتیں جاری رہیں...... اس کے باوجود بدرُوح عورت کو اس بات کا خطرہ ضرور تھا کہ کہیں کوئی سادھو یا پجاری پرانی جادو کی کتابوں میں سے کوئی ایسا منتر نکال کر نہ لے آئے کہ جس کے پھونکنے سے بدرُوح عورت کی ساری طاقت ایک دم سے ختم ہو جائے...... کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ہندوؤں کی پرانی کتابوں میں ایسے طلسمی منتر موجود ہیں جو چڑیلوں اور بدرُوحوں کو اپنے قبضے میں کر سکتے ہیں، چنانچہ اس خوف کی وجہ سے بدرُوح عورت انڈیا میں وارداتیں کر کے ایک دو زندہ انسانوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنانے کے بعد بارڈر کراس کر کے واپس شہر سے باہر والی اپنی رنجیت سنگھ کی ویران سرائے میں آجاتی تھی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس ملک میں کوئی جوگی سادھو یا مندر کا پجاری نہیں آئے گا، جبکہ انڈیا میں قدم قدم پر اسے ان جوگیوں سادھوؤں اور پجاریوں سے خطرہ تھا۔

انڈیا میں جب ہر ہفتے ایک دو انسانوں کا پراسرار طریقے سے خون ہونے لگا تو وہاں کے اخباروں نے بھی شور مچا دیا...... پولیس حرکت میں آگئی، مگر پولیس اس پراسرار قاتل کا سراغ نہ لگا سکی، جو زندہ انسان کو ہڑپ کر کے اس کا ہڈیوں کا پنجر چھوڑ جاتا تھا...... اس کے ساتھ ہی انڈیا کے تمام مندروں اور ٹھاکر دواروں میں خصوصی پوجا پاٹھ شروع ہو گئی...... ہندو جیوتشیوں نے فوراً حساب لگا کر بتا دیا کہ یہ کوئی بھٹکی ہوئی بری آتما (بدرُوح) ہے جو چڑیل بن کر انسانوں کو کھا جاتی ہے...... انڈیا کے ہر شہر کے جیوتشیوں اور پجاریوں نے ویدوں میں سے خاص منتر نکال کر شہر کی چار دیواری کے گرد پھونک دیئے جس کے نتیجے میں بدرُوح عورت کے لئے انڈیا کے شہروں میں جا کر انسانوں کو اپنا شکار بنانا ناممکن ہو گیا۔

مجبور ہو کر بدرُوح عورت نے اپنی وارداتوں کو جس ملک میں رہتی تھی اسی ملک میں محدود کر دیا...... یہاں اقلیتوں کے غیر مسلموں کے مردے اسے ہر ہفتے نہیں مل سکتے تھے، چنانچہ اس نے زندہ غیر مسلموں پر حملے شروع کر دیئے، کیونکہ غیر مسلموں

نے اپنے بازو پر اللہ کے پاک نام کا تعویذ نہیں باندھا ہوتا تھا...... یہ صورت حال کسی بھی شہر کے لئے انتہائی تشویش کا باعث تھی...... قتل کی ان پراسرار وارداتوں نے لوگوں کا جینا حرام کر دیا...... رُخسانہ کو عمران نے بدرُوح کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا کہ اس نے اس کا طلسمی پتلا واپس کر دیا، جس کی وجہ سے اس کی طاقت اسے واپس مل گئی ہے اور وہ بے گناہ لوگوں کا قتل عام کر رہی ہے...... رُخسانہ نے عمران سے کہا۔

”ہمیں لوگوں کو اس بدرُوح کے ظلم سے نجات دلانی چاہئے، کیونکہ صرف ہم ہی جانتے ہیں کہ یہ کام بدرُوح عورت کا ہے۔“

عمران کہنے لگا۔

”لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں۔“

رُخسانہ نے کہا۔

”اگرچہ یہ بدرُوح عورت مسلمانوں کے نزدیک نہیں آسکتی کیونکہ ہر مسلمان مرد عورت، بوڑھے اور بچے نے اپنے بازو پر اللہ کے پاک نام کا تعویذ باندھ رکھا ہے اور پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنا رہی ہے، لیکن پاکستان کی اقلیتوں کی حفاظت بھی ہمارا فرض ہے...... پاکستان کے غیر مسلم بھی انسان ہیں اور پاکستانی شہری ہیں...... ہمیں انہیں اس عذاب سے نکالنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہئے۔“

عمران گہری سوچ میں تھا...... اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا...... آخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی...... اس نے رُخسانہ سے کہا۔

”ایک ترکیب ہو سکتی ہے...... میرا مطلب ہے ایک کوشش کی جاسکتی ہے۔“

”وہ کیا؟“ رُخسانہ نے پوچھا۔

عمران بولا۔

”آسیبی کھنڈر میں جو جادوگرنی کی لاش کا ڈھانچہ پڑا ہے اور جس کے اندر سے میں نے طلسمی پتلا نکال کر بدرُوح عورت کو دیا تھا، وہ جادوگرنی ہماری مدد کر سکتی ہے۔“

رُخسانہ نے کہا۔

"وہ کیوں مدد کرے گی؟ وہ تو خود ایک بدرُوح ہے۔"

عمران کہنے لگا۔

"مجھے یقین ہے کہ جادُوگرنی کی لاش کو بدرُوح عورت کا بنی نوع انسان کو اس بے دریغ سے قتل کرنا سخت ناپسند ہے۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟" رُخسانہ نے سوال کیا۔

عمران نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ جب میں پہلی بار جادُوگرنی کی لاش کی پسلیوں میں رکھا ہوا بدرُوح عورت کا پتلا نکالنے لگا تھا تو لاش کے ہاتھ نے میری کلائی پکڑ لی تھی، جیسے وہ مجھے طلسمی پتلا لے جانے سے منع کر رہی تھی...... دوسری بات یہ ہے کہ جب میں پتلا بدرُوح عورت کو دے کر واپس گھر آ رہا تھا تو دریا کے کنارے ایک درخت کے قریب مجھے جادُوگرنی کی لاش کی کھوپڑی نے آ کر کہا تھا کہ عمران تم نے بدرُوح کو اس کا پتلا واپس کر کے اچھا نہیں کیا...... اب تم خود ایک بھاری مصیبت میں پھنس گئے ہو...... صاف ظاہر ہے کہ جادُوگرنی جانتی تھی کہ اپنی طلسمی طاقت واپس مل جانے کے بعد بدرُوح عورت دنیا میں تباہی پھیلادے گی، جس کے جادُوگرنی سخت خلاف تھی۔"

رُخسانہ کہنے لگی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو، لیکن جادُوگرنی کی لاش بھی ایک بدرُوح ہی ہے اور پھر اس نے تمہیں خبردار بھی کیا ہے کہ تم کسی بھاری مصیبت میں پھنس گئے ہو...... کیا معلوم تم اس کے پاس جاؤ اور الٹا وہ تمہیں چمٹ جائے یا کوئی دوسری مصیبت تم پر نازل ہو جائے...... نہیں نہیں...... میں تمہیں آسیبی کھنڈر میں جانے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

لیکن عمران نے آسیبی کھنڈر میں جا کر جادُوگرنی کی لاش سے ملاقات کرنے اور

اس سے بنی نوع انسان کی سلامتی کی خاطر مدد لینے کا فیصلہ کر لیا تھا...... اس نے رُخسانہ کو نہ بتایا اور ایک رات چپکے سے گھر سے موٹر سائیکل لے کر نکلا اور سیدھا شہر سے باہر آسیبی کھنڈر کے پاس آ گیا۔

رات کا اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا...... ہو کا عالم تھا...... کھنڈر کے در و دیوار اندھیرے میں بڑے ڈراؤنے لگ رہے تھے، چونکہ عمران نے اپنے بازو پر اللہ کے پاک نام کا تعویذ باندھ رکھا تھا اس لئے اسے کوئی فکر نہیں تھا...... موٹر سائیکل اس نے آسیبی کھنڈر کی ایک طرف درخت کے نیچے کھڑی کر دی اور کھنڈر کی اس دیوار کی طرف بڑھا جہاں کھنڈر کے اندر جانے کا خفیہ راستہ تھا...... اس نے جھاڑیوں کو ایک طرف ہٹانے کے لئے ہاتھ لگایا تو اسے ایک بار پھر وہی جھٹکا سا لگا...... یہ اس کھنڈر کے اردگرد کھینچے گئے طلسمی حصار کا اثر تھا جو آج سے سینکڑوں برس پہلے بدرُوح عورت کے دشمن جادُوگر کنڈلا نے کھینچ رکھا تھا، مگر عمران کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکتا تھا، کیونکہ اب اس کے بازو پر اللہ کے پاک نام کا تعویذ بھی تھا...... وہ جھاڑیوں کو ہٹانے کے بعد خفیہ سرنگ میں داخل ہو گیا...... وہ جانتا تھا کہ جادُوگرنی کی لاش کا تہہ خانہ کہاں ہے......

تھوڑی ہی دیر بعد وہ تہہ خانے میں جادُوگرنی کی لاش والے چبوترے کے پاس کھڑا تھا۔

جادُوگرنی کی لاش سرخ کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی...... عمران کو دل میں ہلکا ہلکا خوف بھی محسوس ہو رہا تھا...... اسے جادُوگرنی کی لاش کی پیش گوئی بھی یاد تھی جب اس نے عمران سے کہا تھا کہ عمران! تم خود ایک بھاری مصیبت میں پھنس گئے ہو، لیکن عمران بنی نوع انسان کی سلامتی کے جذبے میں سرشار تھا...... وہ انسانیت کو بدرُوح عورت کے خونی عزائم سے ہر صورت میں نجات دلانے کا خواہشمند تھا...... کچھ اس خیال سے بھی عمران اس بدرُوح کو ختم کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا کہ خود اس نے بدرُوح عورت کو اس کا پتلا دے کر اس کی طاقت اسے واپس کر دی تھی، چنانچہ اس بدرُوح کی درندہ صفت سرگرمیوں کا وہ خود کو بھی ذمے دار سمجھتا تھا...... اس اعتبار سے بھی اب اس

کا فرض بن گیا تھا کہ وہ بنی نوع انسان کو اس بدرُوح کی تباہ کاریوں سے نجات دلائے۔

جادُوگرنی کی لاش سرخ چادر سے ڈھکی ہوئی اس کے سامنے چبوترے پر پڑی تھی...... عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جادُوگرنی کی لاش سے آواز آئی۔

"میں جانتی ہوں کہ تم کیوں آئے ہو، میں یہ بھی جانتی تھی کہ تم ضرور آؤ گے۔"

عمران نے کہا۔

• "اگر تم سب کچھ جانتی ہو تو خدا کے لئے بے گناہ انسانوں کو اس قاتل بدرُوح سے بچانے کی کوئی ترکیب بتاؤ...... میرا ضمیر مجھے کچوکے لگا رہا ہے، کیونکہ میں نے بدرُوح کی طاقت اسے واپس کی تھی...... اگر میں اسے اس کا طلسمی پتلا واپس نہ دیتا تو اس بے دردی سے انسانوں کا قتل عام نہیں کر سکتی تھی۔"

جادُوگرنی کی لاش نے کہا۔

"جب تم پہلی بار میری لاش میں رکھا ہوا طلسمی پتلا نکالنے لگے تھے تو میں نے اس لئے تمہارا ہاتھ پکڑ لیا تھا، کیونکہ میں جانتی تھی کہ تم انسانوں کی تباہی کا دروازہ کھولنے لگے ہو، مگر تم ڈر کر بھاگ گئے تھے...... میرا خیال تھا کہ تم واپس نہیں آؤ گے، لیکن دوسری بار جب تم پتلا لینے آئے تو اس بدرُوح عورت نے تم پر ایک ایسا منتر پھونک رکھا تھا کہ جس کا توڑ میرے پاس بھی نہیں تھا، چنانچہ میں تمہیں نہ روک سکی اور تم نے پتلا نکال کر بدرُوح کے حوالے کر دیا۔"

عمران نے کہا۔

"جو ہونا تھا وہ ہو گیا...... تم خود بہت بڑی جادُوگرنی ہو...... مجھے کوئی ایسی ترکیب بتاؤ کہ میں اس بدرُوح کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دوں۔"

جادُوگرنی کی لاش نے کہا۔

"صرف تم ہی ایک شخص ہو جو ایسا کر سکتے ہو، لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں ہے...... بدرُوح عورت تمہارے اور میرے ہم سب کے ہاتھ سے نکل چکی ہے

اس کے پاس برائی کی اتنی طاقت آچکی ہے کہ تمہیں اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔"

عمران نے کہا۔

"اگر تم یہ کہتی ہو کہ صرف میں ہی ایک ایسا شخص ہوں جو بدرُوح عورت کا خاتمہ کر سکتا ہوں تو اس کا مطلب کیا ہے؟ مجھ میں ایسی کون سی خاص بات ہے کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں...... اگر تم صحیح کہہ رہی ہو تو مجھے بتاؤ میں اس بدرُوح کو کیسے نیست و نابود کر سکتا ہوں۔"

جادُوگرنی کی لاش بولی۔

"تمہیں یاد ہو گا جب تم نے میری پسلیوں میں سے طلسمی پتلا نکال کر اس پر ہاتھ پھیرا تھا تو پتلے کے سر میں ٹھکے طلسمی کیل تھے ان میں سے ایک کیل اُڑ کر تمہارے سر میں گھس گیا تھا...... تم نے گھبرا کر اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تھا مگر تمہیں وہاں کوئی کیل نہیں ملا تھا۔"

عمران بولا۔

"ہاں مجھے یاد ہے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا وہم تھا...... حقیقت میں کوئی کیل میرے سر میں نہیں لگا تھا...... اگر میرے سر میں کیل گھستا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجھے اس کی خبر نہ ہوتی۔"

جادُوگرنی کی لاش نے کہا۔

"اگر تمہیں خبر ہو جاتی تو پھر پتلے کے طلسمی کیل اور عام کیل میں فرق ہی کیا رہ جاتا...... وہ کیل تمہارے سر میں لگتے ہی اندر دھنس گیا تھا...... اپنے سر میں اس جگہ انگلی لگاؤ...... تمہیں وہاں ایک کھرنڈ بنا ہوا محسوس ہو گا۔"

عمران نے اپنے سر پر جہاں اس روز اسے محسوس ہوا تھا کہ جیسے پتلے میں سے کیل نکل کر لگا ہے انگلی لگائی تو اسے وہاں کھرنڈ بنا ہوا محسوس ہوا...... یہ کھرنڈ اس نے اس رات اپنے بیڈروم میں بھی جانے کے بعد آئینے میں دیکھا تھا...... اس نے کہا۔

"ہاں...... ایک کھرنڈ ضرور موجود ہے، لیکن یہ کسی دوسری چوٹ کا نشان بھی ہو سکتا ہے۔"

جادوگرنی کی لاش بولی۔

"نہیں...... یہ اسی پتلے کے کیل کا کھرنڈ ہے۔"

"مگر وہ کیل کہاں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

جادوگرنی کی لاش نے کہا۔

"وہ طلسمی کیل اس وقت تمہارے جسم کے اندر تمہارے خون کے ساتھ گردش کر رہا ہے، مگر تمہیں اس کا احساس نہیں ہو رہا۔"

عمران کچھ خوف زدہ سا ہو گیا...... اس نے کہا۔

"میرے خدا! اس کا مطلب ہے کہ یہ کیل مجھے بھی ہلاک کر سکتا ہے۔"

جادوگرنی کی لاش بولی۔

"نہیں...... بلکہ اس طلسمی کیل کی وجہ سے تمہارے اندر طلسمی پتلے کی آدھی طاقت آ گئی ہے...... قدرت نے تمہیں خود اس بدرُوح سے محفوظ رکھنے اور بنی نوع انسان کو اس کے ظلم و ستم سے بچانے کا انتظام کر دیا ہے...... اگر یہ طلسمی کیل تمہارے جسم میں داخل نہ ہوتا تو بے گناہ انسانوں کو اس بدرُوح کے عذاب سے بچانا کسی انسان تو کیا کسی بڑے سے بڑے جادوگر کے بھی بس میں نہیں تھا۔"

عمران کا ڈر خوف یہ سن کر دُور ہو گیا...... اس نے کہا۔

"مجھے بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں اور اس درندہ چڑیل سے معصوم لوگوں کو بچانے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

جادوگرنی کی لاش نے کوئی جواب نہ دیا...... تہہ خانے میں ایک دہشت ناک سناٹا طاری ہو گیا۔

جادوگرنی کی لاش کی خاموشی سے گھبرا کر عمران نے کہا۔

"کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟"

جادوگرنی کی لاش نے جواب دیا۔

"میں تمہاری آواز سن رہی ہوں۔"

عمران نے کہا۔

"میں نے تم سے ایک سوال کیا تھا...... مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

جادوگرنی کی لاش بولی۔

"سب سے پہلے تو یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو تم نے جو طلسمی پتلا بدرُوح کو دے کر گناہ کیا ہے اور اس کی وجہ سے خلق خدا پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے تمہیں ہر حال میں اس کا کفارہ ادا کرنا ہو گا...... تمہاری نجات بھی اسی میں ہے۔"

عمران نے کہا۔

"مجھے اس کا احساس ہے...... میں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنے کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔"

جادوگرنی کی لاش بولی۔

"تو سنو...... سب سے پہلے تمہیں وہ خفیہ جگہ تلاش کرنی ہو گی جہاں بدرُوح

عورت نے اپنا طلسمی پتلا چھپایا ہوا ہے...... اس کے بعد تمہیں اس پتلے کو اپنے قبضے میں کر کے اسے وہیں، اسی جگہ آگ لگا کر راکھ کر دینا ہوگا۔"

عمران نے پوچھا۔

"کیا طلسمی پتلے کے جل جانے کے بعد بدروح عورت کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

جادوگرنی کی لاش نے کہا۔

"یہ بعد میں دیکھا جائے گا...... مجھے اتنا معلوم ہے کہ اگر اس پتلے کو جلا دیا گیا تو بدروح کی آدھی سے زیادہ طاقت ختم ہو جائے گی اور وہ اتنی آسانی سے بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتار سکے گی۔"

عمران نے کہا۔

"تمہارے خیال میں بدروح عورت نے طلسمی پتلا کہاں چھپایا ہوا ہے۔"

جادوگرنی کی لاش نے کہا۔

"اگر مجھے اس کا علم ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتا دیتی...... میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ یہ بدروح بڑی زبردست طلسمی طاقت رکھتی ہے...... اس کے پاس ایسے ایسے خطرناک منتر ہیں کہ جن کا توڑ آج کے زمانے میں بھی اور پرانے زمانے کے بھی کسی جادوگر کے پاس نہیں ہے...... یہ سراغ تمہیں خود لگانا ہوگا کہ اس بدروح نے اپنا پتلا کہاں چھپایا ہوا ہے۔"

عمران نے کہا۔

"تم جادوگرنی ہو کر پتلے کا سراغ نہیں لگا سکتی ہو...... میں کیسے پتہ کروں گا؟"

جادوگرنی نے کہا۔

"تم بھول گئے ہو کہ طلسمی پتلے کا ایک کیل تمہارے جسم میں موجود ہے جس کی وجہ سے تمہارے اندر بدروح عورت کی آدھی طاقت پیدا ہو چکی ہے...... اس کی وجہ سے ایک تو تم پر کسی طلسم کا اثر نہیں ہوگا...... دوسرے تمہارے بازو پر اللہ کے پاک

کا تعویذ بندھا ہوا ہے...... یہ تعویذ تمہیں ہر قسم کے آسیب سے محفوظ رکھے گا۔"

عمران نے کہا۔

"یہ تو میں مانتا ہوں، لیکن مجھے کم از کم تھوڑا سا اشارہ تو مل جانا چاہئے کہ پتلا کس جگہ کس مقام پر ہوگا۔"

جادوگرنی کی لاش ایک لمحے کے لئے چپ ہو گئی...... تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگی۔

"میں کچھ سراغ لگانے کی کوشش کرتی ہوں، اس کے لئے مجھے تین سو سال واپس جا کر اپنے گورو جادوگر سے مشورہ کرنا ہوگا۔"

عمران نے کہا۔

"کیا کنڈلا جادوگر ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا؟ وہ تو اس بدروح عورت کا دشمن تھا...... اسی نے اس کا پتلا بنا کر اسے ہمیشہ کے لئے صندوق میں بند کر دیا تھا۔"

جادوگرنی کی لاش بولی۔

"اور تم نے نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ کر اس بدروح عورت کو نہ صرف آزاد کر دیا تھا بلکہ اس کو اس کا پتلا واپس دے کر اسے اس کی طلسمی طاقت بھی واپس کر دی تھی۔"

عمران نے ندامت کے احساس کے ساتھ کہا۔

"میں اپنے گناہ پر شرمسار ہوں میں اپنے اس گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔"

جادوگرنی کی لاش بولی۔

"یہ تمہارا فرض ہے...... تم نے کنڈلا جادوگر کی بات کی تھی...... طلسمی پتلا واپس مل جانے کے بعد یہ بدروح اب کنڈلا جادوگر کے ہاتھ سے بھی نکل چکی ہے...... وہ بھی یہی کہے گا کہ بدروح کجلی کا پتلا جلا کر بھسم کر دو...... خود بخود اس کی طاقت ختم ہو جائے گی۔"

عمران خاموش ہو گیا۔

جادُوگرنی کی لاش کہنے لگی۔

"میں آج رات کے پچھلے پہر تین سو سال پیچھے کے زمانے میں اپنے گورو جادُوگر کے پاس جاؤں گی اور اس سے پتلے کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گی...... تم کل رات کو اسی وقت میرے پاس آنا...... اب تم واپس چلے جاؤ اور سنو...... تمہارے اور میرے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں ان کا ذکر کسی سے نہ کرنا...... اپنی منگیتر سے بھی نہ کرنا۔"

عمران نے کہا۔

"تم مطمئن رہو...... میں کسی سے ذکر نہیں کروں گا۔"

دوسرے روز اسے رُخسانہ کالج میں ملی لیکن عمران نے اس سے جادُوگرنی کی لاش سے ملاقات کا کوئی ذکر نہ کیا...... وہ بے چینی سے رات کا انتظار کرنے لگا...... اسے یقین تھا کہ جادُوگرنی کی لاش اپنے گورو جادُوگر سے مشورہ کرنے کے بعد واپس آ گئی ہو گی اور طلسمی پتلا بدرُوح عورت نے جہاں چھپایا ہوا ہے اس کا کچھ نہ کچھ پتہ ضرور لگ جائے گا...... دن گزر گیا۔

رات کو عمران گھر والوں سے یہ کہہ کر نکل گیا کہ وہ اپنے ایک دوست کی سالگرہ کی پارٹی پر جا رہا ہے، ہو سکتا ہے اسے دیر ہو جائے...... موٹر سائیکل لے کر وہ سیدھا آسیبی کھنڈر میں پہنچ گیا...... موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی کرنے کے بعد وہ خفیہ سرنگ کے ذریعے کھنڈر کے تہہ خانے میں آ گیا...... چبوترے پر جادُوگرنی کی سرخ چادر سے ڈھکی ہوئی لاش اسی طرح پڑی تھی...... عمران نے قریب جا کر آہستہ سے کہا۔

"میں آ گیا ہوں۔"

جادُوگرنی کی لاش نے کوئی حرکت نہ کی...... صرف اس کی آواز آئی۔

"میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔"

عمران نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ "کیا کچھ پتہ چلا؟"

جادُوگرنی کی لاش نے کہا۔

"بدرُوح کجلی کے طلسمی پتلے کا کھوج لگانا کوئی آسان کام نہیں ہے...... یہاں تک کہ میرے گورو مہاراج کو بھی پرانی پوتھیاں کھول کھول کر حساب لگانا پڑا۔"

"پھر...... کیا پتہ چلا؟" عمران نے بے تاب ہو کر پوچھا۔

جادُوگرنی کی لاش کہنے لگی۔

"گورو مہاراج کی آتما کو اس زمانے کے تمام جادُوگروں اور بدرُوحوں کے ٹھکانوں اور ان کی خفیہ طاقتوں کا علم ہے، لیکن انہیں بدرُوح عورت کجلی کے طلسمی پتلے کا سراغ لگانے میں بڑی محنت کرنی پڑی...... پھر بھی انہیں صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے کہ بدرُوح عورت کجلی نے اپنی طاقت والا پتلا ہندوستان کے جنوب میں واقع ملک سری لنکا کے کسی جنگل میں چھپایا ہوا ہے۔"

عمران بولا۔

"ملک سری لنکا میں تو کتنے ہی جنگل ہیں...... یہ کیسے پتہ چلے گا کہ طلسمی پتلا کس جنگل میں ہے اور کہاں ہے۔"

جادُوگرنی کی لاش کہنے لگی۔

"تم انسان بڑے بے صبرے ہوتے ہو...... دوسرے کی بات صبر سے نہیں سنتے۔"

عمران ایک دم چپ ہو گیا...... جادُوگرنی کی لاش بولی۔

"میرے گورو مہاراج نے اس خاص جنگل کا ایک اشارہ دیا ہے...... اشارہ یہ ہے کہ اس جنگل میں برگد کے چھ سات گھنے درخت ساتھ ساتھ اُگے ہوئے ہیں...... ان درختوں کے بارے میں وہاں کے لوگوں میں مشہور ہے کہ ان درختوں میں چڑیلیں رہتی ہیں، چنانچہ اس جنگل کو چڑیلوں والا جنگل کہتے ہیں۔"

عمران کچھ پوچھنے لگا، مگر خاموش ہی رہا...... جادُوگرنی کی لاش نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"تم چڑیلوں والے جنگل میں برگد کے چھ درختوں کے پاس جاؤ گے...... تمہیں بڑی جرات اور حوصلے سے کام لینا ہوگا...... جب تم وہاں پہنچو گے تو تمہیں چڑیلوں کی بڑی ڈراؤنی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں گی، مگر تمہیں ڈر کر بھاگنا نہیں ہوگا...... تمہیں اسی جگہ کھڑے رہنا ہوگا...... جب چڑیلوں کی چیخیں تمہارے بہت قریب آجائیں تو تم نے بلند آواز میں کہنا ہوگا...... اگر تم میں کوئی راکھشنی ہے تو وہ عورت کے رُوپ میں سامنے آئے...... میں اس کے لئے گوزودیویا تجلی کا ایک پیغام لایا ہوں...... یہ سن کر راکھشنی چڑیل عورت کے رُوپ میں تمہارے سامنے آجائے گی...... عورت کے رُوپ میں تمہیں اس لئے بلانا ہوگا کہ اس آسیبی برگد کی چڑیلیں اتنی ڈراؤنی شکل والی ہیں کہ انسان انہیں دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑے گا...... جب راکھشنی چڑیل تمہارے سامنے آجائے تو تم اسے ایک سیاہ مہرہ دو گے۔"

عمران نے پوچھا۔

"وہ مہرہ میں کہاں سے لاؤں گا؟"

جاؤگرنی کی لاش بولی۔

"اپنی مٹھی بند کرو۔"

عمران نے اپنی مٹھی بند کرلی...... جاؤگرنی کی لاش نے کہا۔

"اب اسے کھولو۔"

عمران نے مٹھی کھولی تو اس میں سیاہ رنگ کا ایک مہرہ تھا...... لاش نے کہا۔

"یہ مہرہ تم راکھشنی چڑیل کو دے دینا...... وہ تم سے پوچھے گی تم یہاں کس لئے آئے ہو...... تب تم اسے بتاؤ گے کہ تم بدرُوح کجلی کے طلسمی پتلے کی تلاش میں آئے ہو...... تمہیں اس پتلے کی ضرورت ہے، اس کے بعد راکھشنی چڑیل تمہیں طلسمی پتلا حاصل کرنے میں تمہاری مدد کرے گی، ہوسکتا ہے یہ کام راکھشنی چڑیل کے لئے بھی مشکل ہو، لیکن وہ تمہیں طلسمی پتلے تک پہنچنے کا کوئی راستہ ضرور بتادے گی۔"

عمران سوچ میں پڑ گیا...... جاؤگرنی کی لاش نے پوچھا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟ کہیں تم اس خطرناک مہم پر جانے سے گھبرا تو نہیں رہے؟"

عمران بولا۔

"میں بالکل نہیں گھبرا رہا، لیکن سری لنکا کے ملک میں داخل ہونے کے لئے مجھے سب سے پہلے انڈیا میں سے گزرنا ہوگا...... انڈیا کا پاسپورٹ اور ویزا لینا ہوگا، اس کے بعد سری لنکا کے ملک کا ویزا لینا ہوگا...... اس میں کافی وقت لگ جائے گا...... اتنی دیر میں بدرُوح عورت نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گی۔"

جاؤگرنی کی لاش نے کہا۔

"اس کی تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں...... میرے پاؤں کی طرف سے چادر ہٹاؤ...... وہاں تمہیں ایک لفافہ ملے گا...... اس لفافے میں تمہارا پاسپورٹ ہوگا، جس پر انڈیا اور سری لنکا کے ملکوں کے ویزے لگے ہوئے ہوں گے۔"

عمران نے ہچکچاتے ہوئے لاش کے پاؤں کی جانب ایک طرف سے سرخ چادر ہٹائی تو وہاں بادامی رنگ کا ایک لفافہ پڑا تھا...... اس نے لفافہ کھول کر دیکھا...... اس میں اس کا پاسپورٹ تھا...... پاسپورٹ پر اس کی تصویر بھی لگی ہوئی تھی اور تصویر کے نیچے اس کا نام بھی لکھا تھا اور اس کے دستخط بھی تھے...... پاسپورٹ کے اندر انڈیا اور سری لنکا کے ویزے بھی لگے ہوئے تھے...... یہ تین تین ماہ کی مدت کے ویزے تھے، اسی لفافے میں انڈیا اور سری لنکا کی کرنسی کے کافی نوٹ بھی موجود تھے۔

جاؤگرنی کی لاش نے کہا۔

"تمہارے اس پاسپورٹ کا تمہارے ملک پاکستان کے آفس میں کوئی ریکارڈ نہیں ہے، مگر یہ جعلی پاسپورٹ بھی نہیں ہے۔"

عمران یہ سب کچھ دیکھ کر بڑا حیران ہوا...... پھر وہ سمجھ گیا کہ ان بدرُوحوں کے لئے اس قسم کی شعبدہ بازی بعید از امکان نہیں ہیں۔ اس نے لفافہ بند کر کے اپنی جیکٹ

کی جیب میں رکھ لیا...... جادوگرنی کی لاش کہنے لگی۔

"اب تمہیں دیر نہیں کرنی چاہئے...... جتنی جلدی ہو سکے اپنی مہم پر نکل پڑو تاکہ بدرُوح کجلی مزید اپنا خونی کھیل نہ کھیل سکے۔"

عمران نے کہا۔

"انڈیا ہمارا دشمن ملک ہے...... اگر فرض کیا انڈیا میں پولیس نے مجھ پر جاسوس ہونے کا الزام لگا کر مجھے گرفتار کر لیا تو میں تو کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔"

جادوگرنی کی لاش نے کہا۔

"اول تو تمہارے اندر بدرُوح کجلی کی آدھی طاقت موجود ہے...... ممکن ہے اسے استعمال نہ کر سکو...... اگر ایسی بات ہو گئی تو میں تمہاری مدد کو پہنچ جاؤں گی۔"

عمران جانے لگا تو جادوگرنی کی لاش نے اسے روک لیا اور بولی۔

"ایک بات کا مجھے ڈر ہے...... ہو سکتا ہے راکھشنی چڑیل تمہاری مدد کے لئے شرط لگا دے کہ تمہارے پاس بدرُوح کجلی کی جو آدھی طاقت ہے وہ مجھے دے دو تو کوئی اعتراض نہ کرنا...... اسے بدرُوح کجلی کی آدھی طاقت دے دینا۔"

عمران بولا۔

"میں اسے آدھی طاقت کس طرح دوں گا؟"

لاش بولی۔

"جب تم راکھشنی کی شرط مان جاؤ گے تو وہ یہ طاقت تمہارے اندر سے خود بخود نکال لے گی اور تمہیں کچھ محسوس نہیں ہوگا...... یہ میں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ ہمیں ہر قیمت پر بدرُوح کجلی کا پتلا حاصل کر کے اسے جلا کر بھسم کرنا ہے۔"

عمران نے کہا۔

"میں تمہارے کہنے پر عمل کروں گا۔"

لاش نے کہا۔

"اچھی بات ہے...... اس میں انسانوں کی بھلائی ہے اور اسی طرح سے تم اپنے گناہ کا کفارہ ادا کر سکتے ہو...... اب جاؤ اور کل ہی اپنی مہم پر روانہ ہونے کی کوشش کرنا۔"

عمران خاموشی سے تہہ خانے سے نکل گیا۔

کھنڈر کے باہر آ کر وہ موٹر سائیکل پر بیٹھا اور اسے سٹارٹ کر کے رات کی تاریکی میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا...... سارا راستہ اس کا ذہن یہی سوچتا رہا کہ وہ جس خطرناک مہم پر جانے والا ہے کیا اس میں کامیاب ہو کر واپس آ سکے گا؟ سری لنکا کے بارے میں اس کی معلومات صرف اتنی ہی تھیں کہ وہ پاکستان کا دوست ملک ہے اور یہ کہ وہاں بڑے گھنے جنگل ہیں اور بڑی بارشیں ہوتی ہیں...... اس کے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ انڈیا میں سے گزر کر سری لنکا جانے کی بجائے بہتر ہوتا اگر وہ ہوائی جہاز یا سمندری جہاز کے ذریعے براہ راست سری لنکا پہنچ جاتا، مگر جادوگرنی کی لاش نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ انڈیا میں سے ہو کر سری لنکا جائے، اس لئے اس نے جو پاسپورٹ اسے دیا تھا اس پر انڈیا کا ویزا لگا ہوا تھا۔

شاید اس میں کوئی مصلحت تھی جس کا عمران کو علم نہیں تھا۔

بہر حال اس نے براستہ انڈیا ہی سری لنکا جانے کا فیصلہ کر لیا...... دوسرے روز وہ کالج جانے کی بجائے سیدھا اپنے ایک دوست کے پاس ہوسٹل میں آ گیا...... یہاں اس نے دوست کو کہا۔

"میں ایک خفیہ مشن پر انڈیا جا رہا ہوں...... ابھی کسی کو بھی اس مشن کے بارے میں نہیں بتا سکتا...... تمہیں صرف اتنا ہی بتا دیتا ہوں کہ یہ مشن خلق خدا کی بھلائی کا مشن ہے...... میں اپنے گھر والوں سے چوری جا رہا ہوں...... میں نے رُخسانہ کو بھی نہیں بتایا کہ میں جا رہا ہوں...... تم بھی کسی سے اس بارے میں ذکر نہ کرنا۔"

اپنے دوست کے ہوسٹل کے کمرے میں ہی عمران نے مہم کی تیاری کے سلسلے میں جن چیزوں کی ضرورت اسے پڑ سکتی تھی وہ اس نے منگوا کر اپنے ٹورسٹ بیگ میں

رکھ لیں...... ایک فالتو پتلون اور دو قمیضیں بھی رکھ لیں...... وہیں بیٹھ کر اس نے اپنے ڈیڈی ممی کے نام ایک خط لکھ کر اپنے دوست کو دے دیا کہ اس کے جانے کے بعد ڈاک میں ڈال دے...... خط میں اس نے یہی لکھا کہ مجھے اچانک ایک جگہ جانا پڑ گیا ہے...... ابھی میں کچھ نہیں بتا سکتا...... واپس آکر سب کچھ بتا دوں گا...... آپ فکر نہ کریں...... یہ ایک نیکی کا کام ہے جو میں کرنے جا رہا ہوں۔

• عمران نے اپنے دوست کو الوداع کہا اور ایک بس میں سوار ہو کر واہگہ بارڈر پر پہنچ گیا...... تمام ضروری کاغذات اس کے پاس مکمل حالت میں موجود تھے...... وہ بارڈر کراس کر کے انڈیا کی سرزمین میں داخل ہو گیا...... راکھشنی چڑیل کی فرمائش پر اسے دیا جانے والا سیاہ مہرہ عمران نے سنبھال کر اپنے پاس رکھ لیا تھا...... ایک دن دلی میں رہنے کے بعد وہ جنوب کی طرف روانہ ہوا اور بھارت کے صوبے تامل ناڈو کا بارڈر کراس کر کے ایک بحری جہاز میں سوار ہو گیا جس نے اسے سری لنکا کی شمالی بندرگاہ منار اتار دیا...... یہاں کے کسٹم حکام کو بھی اس نے یہی بتایا کہ وہ انڈیا اور سری لنکا کے ممالک کی سیر کرنے کے لئے آیا ہے۔

عمران دوپہر کے وقت سری لنکا کی بندرگاہ منار پہنچا تھا...... جادوگرنی کی لاش نے کہا تھا کہ آسیبی برگد کے درختوں والا علاقہ لنکا کے شمال میں ہی واقع ہے اور وہاں کے لوگ اس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں، اس لئے وہاں لوگوں سے تمہیں اس جنگل کا پتہ چل جائے گا...... عمران کو بھوک بھی لگی ہوئی تھی۔ منار کی بندرگاہ چھوٹی سی تھی...... سامنے ناریل کے درختوں کے سائے میں ایک دو لکڑی کے کھوکھا نما ہوٹل تھے جہاں ریکارڈنگ ہو رہی تھی اور کچھ مقامی لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور چائے پی رہے تھے...... ایک میز پر ایک نوجوان لڑکا بیٹھا چائے پی رہا تھا...... اس نے سری لنکا کے عام لوگوں کی طرح کمر تک قمیض کے اوپر لہنگا باندھ رکھا تھا...... رنگ گہرا سانولا تھا... صورت شکل سے وہ سری لنکا کا باشندہ لگ رہا تھا...... عمران اس کے پاس

جا کر بیٹھ گیا۔

اس نے کھانے کا آرڈر دیا اور پاس بیٹھے لڑکے سے انگریزی میں باتیں شروع کر دیں...... جنوبی ہند اور لنکا میں انگریزی زبان عام بولی جاتی ہے...... عمران نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ میں ٹورسٹ ہوں اور پاکستان سے سری لنکا کی سیاحت کرنے آیا ہوں...... اتفاق سے وہ لڑکا بھی مسلمان تھا...... اس کا نام عبدالسلام تھا...... وہ یہیں گودی میں کام کرتا تھا...... وہ عمران سے مل کر بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا۔

"مجھے پاکستان دیکھنے کا بڑا شوق ہے...... پاکستان ہمارا دوست ملک ہے۔"

عمران نے اسے دعوت دی کہ وہ پاکستان آئے تو اس کے پاس آکر قیام کرے...... اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد عمران نے لنکا کے جنگلوں اور سرسبز وادیوں کی بات چھیڑ دی۔

"سری لنکا بڑا خوبصورت اور سرسبز ملک ہے...... یہاں کے جنگل دُنیا بھر میں مشہور ہیں۔"

باتوں ہی باتوں میں عمران کہنے لگا۔

"سنا ہے یہاں ایک جنگل ہے جہاں برگد کے چھ سات درخت ساتھ ساتھ اُگے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان درختوں میں جن بھوتوں کا بسیرا ہے۔"

عبدالسلام نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا۔

"تم اس طرف مت جانا...... وہ جنگل چڑیلوں کے درختوں والا جنگل مشہور ہے...... وہاں جو جاتا ہے واپس نہیں آتا۔"

عمران نے کہا۔

"مجھے یہ جنگل دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔"

عبدالسلام کہنے لگا۔

"میں تمہیں اس طرف جانے کا مشورہ نہیں دوں گا...... بہتر ہے کہ اس خیال کو

دل سے نکال دو۔"

عمران بولا۔

"میں جن بھوتوں اور چڑیلوں کو نہیں مانتا...... میں سری لنکا کے جنگلوں پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں...... میرا چڑیلوں کے درختوں والے جنگل میں جانا بہت ضروری ہے...... تم مجھے صرف اتنا بتادو کہ یہ جنگل یہاں سے کس طرف واقع ہے۔"

عمران کے بے حد اصرار کرنے پر عبدالسلام نے کہا۔

"اگر تمہیں اپنی جان پیاری نہیں ہے تو تمہاری مرضی...... یہ جنگل یہاں سے جنوب مشرق کی طرف ٹرنکومالا سے بیس میل مشرق کی جانب ایک سمندری کھاڑی کے کنارے پر واقع ہے...... چڑیلوں والے برگد کے درخت جنگل کے وسط میں ہیں...... ان کی نشانی یہ ہے کہ سات بڑے گنجان درخت ہیں جن کی جڑیں دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہیں اور درختوں کے تنے ستونوں کی طرح کھڑے ہیں، لیکن میں اب بھی تمہیں یہی کہوں گا کہ اس طرف مت جانا۔"

عمران بولا۔

"اچھا...... میں سوچوں گا۔"

عمران نے چڑیلوں والے درختوں کا پتہ لگالیا تھا، چنانچہ کھانا کھانے کے بعد اس نے ٹورسٹ بیگ کندھے پر لٹکایا اور منار کے چھوٹے سے سٹیشن پر آگیا...... یہاں سے ٹرنکومالا کی طرف برانچ لائن پر ریل گاڑی جاتی تھی...... ایک گھنٹے بعد اسے گاڑی مل گئی...... ٹرنکومالا پہنچنے کے بعد عمران کو عبدالسلام نے جو پتہ بتایا تھا وہ اس کے مطابق سٹیشن کے جنوب مشرق کی طرف جانے والے چھوٹے سے راستے پر چل پڑا...... اگرچہ سری لنکا میں یہ مون سون کا موسم نہیں تھا، لیکن آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید بارش ہو...... سری لنکا میں بارشیں بہت ہوتی ہیں...... کچھ دُور چلنے کے بعد اسے پیچھے سے ایک کھڑکھڑاتی ہوئی پرانی ویگن آتی دکھائی دی......

اس نے ویگن کو ہاتھ دے دیا۔

معلوم ہوا یہ ویگن دوسرے قصبے کو جارہی ہے...... ویگن میں دیہاتی لوگ بیٹھے تھے...... عمران بھی بیٹھ گیا...... ویگن چل پڑی...... جب کنڈکٹر نے پوچھا کہ کہاں جانا ہے تو عمران نے انگریزی میں کہا۔

"بھائی! مجھے چڑیلوں والے جنگل میں جانا ہے۔"

کنڈکٹر حیران ہو کر عمران کو دیکھنے لگا...... پھر اس نے ٹکٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ویگن اس جنگل کے قریب سے گزرے گی...... تم وہاں اتر جانا۔"

پچیس تیس میل کے سفر کے بعد ویگن نے عمران کو ایک سمندری کھاڑی کے پاس اتار دیا...... کنڈکٹر نے کھاڑی کے دوسرے کنارے کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"وہ سامنے چڑیلوں والا جنگل ہے...... خدا تمہاری حفاظت کرے۔"

عمران بیگ کندھے سے لٹکائے کھاڑی کے ساتھ ساتھ چلنے لگا...... ایک جگہ سے اس نے کھاڑی عبور کی اور دوسرے کنارے پر آگیا...... یہاں سے چڑیلوں والا جنگل شروع ہو جاتا تھا...... اس آسیبی جنگل کے شروع میں ہی ایسے درخت کھڑے تھے کہ ان پر جھکے ہوئے بھوتوں کا گمان ہوتا تھا...... ایک عجیب پراسرار ڈرادینے والا سناٹا چھایا ہوا تھا...... جنگل میں عام طور پر پرندوں کا بڑا شور ہوتا ہے...... خاص طور پر سورج غروب ہونے کے وقت تو پرندوں کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی لیکن اس جنگل میں کوئی پرندہ نہیں تھا...... گہری خاموشی طاری تھی۔

ایک تو آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا...... دوسرے درخت بڑے گنجان تھے، جس کی وجہ سے جنگل میں شام سے پہلے ہی ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا...... عمران مشرق کی سمت جارہا تھا...... کسی درخت پر کوئی چڑیا تک نہیں بول رہی تھی...... ایسا لگتا تھا کہ پرندے بھی اس آسیبی جنگل کی طرف آتے ہوئے ڈرتے تھے...... جنگل میں کافی دُور تک چلنے کے بعد آخر چڑیلوں والے درختوں کی نشانی نظر آئی...... یہ گدلے پانی کا چھوٹا

سا جوہڑ تھا جس کی ساکن سطح کو گلے سڑے سیاہ پتوں نے ڈھانپ رکھا تھا...... جادوگرنی کی لاش نے بتایا تھا کہ اس جوہڑ کے دوسرے کنارے پر برگد کے آسیبی درخت ہیں۔

عمران بدرُوحوں اور آسیبوں کے اتنے تجربوں میں سے گزر چکا تھا کہ اب ان چیزوں سے زیادہ خوف محسوس نہیں ہوتا تھا...... دوسرے وہ ایک انتہائی اہم مشن پر جا رہا تھا اور اس مشن کی کامیابی میں ہی اس کی اپنی نجات تھی...... ایک لمحے کے لئے وہ گدلے جوہڑ کے پاس کھڑا ہو گیا اور سامنے والے درختوں کو غور سے دیکھنے لگا...... جوہڑ بالکل ساکن تھی...... شام کا جھٹ پٹا ہو رہا تھا...... اس نیم تاریک نیم روشن ماحول میں درختوں کی شکلیں عجیب و غریب بھوتوں کی طرح نظر آ رہی تھیں...... عمران اللہ کا نام لے کر ان درختوں کی طرف چل پڑا۔

جنگل واقعی بڑا گھنا اور ڈراؤنا تھا...... درختوں کی وجہ سے ہر طرف اندھیرے کا غبار سا پھیلا ہوا تھا...... آخر عمران کو کچھ فاصلے پہ ساتھ ساتھ کھڑے درختوں کے کچھ ستون دُھندلے دُھندلے سے دکھائی دیئے...... وہ سمجھ گیا کہ یہی چڑیلوں والے برگد کے سات درخت ہیں...... وہ اپنی منزل پر پہنچ چکا تھا...... اب وہ بڑی احتیاط سے قدم اُٹھا رہا تھا، کیونکہ یہ سارا علاقہ چڑیلوں کے آسیب کی زد میں تھا...... جیسے ہی اس نے آسیبی درختوں کی طرف قدم بڑھایا ایک عجیب سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرا کر گزر گئی...... یہ کسی عورت کی ایسی آواز تھی جیسے اس نے کسی کو پکارا ہو...... دو تین قدم چلنے کے بعد اسے کسی بچے کے رونے کی آواز آئی، چلتا گیا...... چڑیلوں والے برگد کے درخت اب اس سے دس پندرہ قدم کے فاصلے پر تھے۔

اچانک پروں کے پھڑ پھڑانے کی آوازیں آنے لگیں...... عمران رُک گیا...... آوازیں ایسی تھیں جیسے بے شمار بڑے بڑے پروں والے گدھ اس کے اُوپر سے گزر گئے ہوں...... اس نے چاروں طرف تاریک دُھندلکے میں دیکھا...... وہاں کوئی بھی نہیں تھا...... وہ برگد کے درختوں کے اور قریب ہو گیا...... ان درختوں نے وہاں ایک بہت بڑا

سائبان سا ڈال رکھا تھا...... درختوں کی جڑیں زمین سے باہر نکل کر چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں...... درختوں کی لمبی لمبی شاخیں زمین کو چھو رہی تھیں...... اب ایک فلک شگاف چیخ جنگل کے سناٹے میں گونج اُٹھی، عمران اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کانپ اُٹھا۔

اس کے ساتھ ہی چیخوں کی ملی جلی آوازیں بلند ہونے لگیں...... یہ عورتوں کی چیخیں تھیں...... اگر جادوگرنی کی لاش نے عمران کو پہلے سے نہ بتایا ہوتا تو وہ ان چیخوں کی آوازوں سے یقیناً بے ہوش ہو گیا ہوتا، مگر وہ دل مضبوط کر کے اپنی جگہ پر کھڑا رہا...... چیخیں پہلے دُور سے آ رہی تھیں، پھر عمران کے چاروں طرف بہت قریب آ کر بلند ہونے لگیں...... عمران نے بلند آواز میں کہا۔

"اگر تم میں سے کوئی راکھشنی نام کی چڑیل ہے تو وہ عورت کے رُوپ میں میرے سامنے آئے...... میں گورودیو یا تنجلی کا اس کے لئے پیغام لایا ہوں۔"

جیسے ہی عمران نے یہ الفاظ بولے جنگل میں سناٹا چھا گیا...... چیخوں کی ڈراؤنی آوازیں خاموش ہو گئیں...... پھر اس نے دیکھا کہ ایک درخت کے پیچھے سے ایک عورت نکل کر اس کی طرف آ رہی تھی۔

عمران سمجھ گیا کہ یہی راکھشنی چڑیل ہے...... عمران کے قریب آ کر وہ عورت رُک گئی...... یہ سانولے رنگ کی بیس بائیس سال کی ایک نوجوان اور خوش شکل عورت تھی جس نے کاسنی رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی...... اس کے بال اس کے کندھوں پر کھلے تھے...... ماتھے پر سرخ بندیا لگی تھی...... اس کی آنکھیں بڑی روشن اور چمکیلی تھیں...... ان میں سے نیلی نیلی شعاعیں سی نکل رہی تھیں...... یہ راکھشنی چڑیل تھی جو ایک خوش شکل عورت کا رُوپ بدل کر عمران کے سامنے آئی تھی۔

عمران پر ایک خوف سا ضرور طاری ہو گیا تھا...... یہ خیال ہی اسے خوف زدہ کرنے کے لئے کافی تھا کہ جو خوش شکل عورت اس کے سامنے کھڑی ہے اصل میں وہ ایک بھیانک چہرے والی چڑیل ہے...... راکھشنی چڑیل نے عمران سے پوچھا۔

"تمہارے پاس گورو دیو کی کوئی نشانی ہو تو دکھاؤ۔"

عمران نے جیب سے جادوگرنی لاش کا دیا ہوا سیاہ مہرہ نکال کر کہا۔

"گورو دیو نے یہ مہرہ تمہارے لئے بھیجا ہے...... کیا یہ نشانی کافی نہیں ہے۔"

راکھشنی چڑیل نے ہاتھ بڑھا کر عمران سے سیاہ مہرہ لے لیا...... راکھشنی چڑیل کی انگلیاں عمران کے ہاتھ سے ٹکرائیں تو اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا...... جیسے ان انگلیوں پر کرنٹ دوڑ رہا ہو...... آخر وہ چڑیل تھی اور بقول جادوگرنی کی لاش کے بڑی خطرناک چڑیل تھی...... عمران کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ اس وقت راکھشنی کو بھی ایک بڑا زبردست جھٹکا لگا تھا اور یہ اس تعویذ کی وجہ سے تھا جو عمران نے باندھ رکھا تھا۔ راکھشنی نے سیاہ مہرے کو بڑے غور سے دیکھا، اسے سونگھا...... پھر اسے اپنے ماتھے سے لگا کر کہا۔

"گورو دیو یا تجلی ہمارے گورو ہیں...... ان کے آشیر واد سے ہم یہاں رہ رہے ہیں...... بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟"

عمران نے کہا۔

"مجھے بدروح کجلی کے طلسمی پتلے کی تلاش ہے...... آسیبی کھنڈر والی جادوگرنی کی لاش نے بتایا ہے کہ بدروح کجلی نے اپنا طلسمی پتلا سری لنکا کے کسی جنگل میں چھپا کر رکھا ہوا ہے...... میں اس کی تلاش میں گورو دیو کے آشیر واد سے تمہارے پاس آیا ہوں۔"

راکھشنی چڑیل نے سیاہ مہرہ اپنی ساڑھے کے اندر کسی جگہ سنبھال کر رکھ لیا تھا...... کہنے لگی۔

"میں سب سمجھ گئی ہوں کہ تم کون ہو اور تم بدروح کجلی کا طلسمی پتلا کس لئے حاصل کرنا چاہتے ہو۔"

عمران نے اپنے انسانی ہمدردی کے مشن کی وضاحت کرنے کے خیال سے کہا۔

"بدروح کجلی نے انسانوں کو بے دریغ ہڑپ کرنا شروع کر دیا ہے...... میں انسانی ہمدردی کے خیال سے۔"

راکھشنی چڑیل نے کسی قدر غصیلی آواز میں کہا۔

"مجھے تمہاری ان باتوں سے کوئی غرض نہیں ہے...... اگر تمہارے پاس گورو دیو کا مہرہ نہ ہوتا تو تم اس وقت تک زندہ نہ ہوتے...... سب سے پہلے میں تمہارا کلیجہ نکال کر کھا جاتی...... مگر مجھے ہر حالت میں گورو دیو کی آگیا کا پالن کرنا ہے...... میں کجلی بدروح کا پتلا حاصل کرنے میں تمہاری مدد کرنے کی پابند ہوں۔"

عمران نے کہا۔

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ یہ پتلا اس نے کس جگہ رکھا ہوا ہے؟"

راکھشنی چڑیل نے اپنے لمبے بالوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"جس بدروح کجلی کا یہ پتلا ہے وہ مجھ سے دس گنا زیادہ طاقت ور ہے...... وہ کالے جادو کی ماتا ہے...... اگر اسے ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی کہ میں اس کے پتلے کی تلاش میں ہوں تو وہ ایک لمحے میں یہاں آ کر مجھے چیر پھاڑ ڈالے گی، لیکن میں گورو دیو کے حکم کی کی وجہ سے طلسمی پتلا تلاش کرنے پر مجبور ہوں۔"

عمران کہنے لگا۔

"تمہارے پاس بھی کالے جادو کی طاقت ہے...... تم اپنے جادو کے ذریعے پتلے کا پتہ لگا سکتی ہو۔"

راکھشنی چڑیل بولی۔

"میرا سارا جادو بدروح کجلی کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا...... تم اس قسم کی اب بات نہ کرنا میں نے تمہیں کہہ دیا ہے کہ مجھے گورو دیو کے حکم کا پالنا کرنا ہے اور میں ان کی خاطر کجلی کے طلسمی پتلے کا سراغ لگانے کی پوری کوشش کروں گی۔"

عمران خاموش ہو رہا...... راکھشنی چڑیل نے دو تین لمبے لمبے سانس لئے اور کہنے لگی۔ "تم دو دن چھوڑ کر رات کے وقت یہاں آنا۔

پھر خود ہی کچھ سوچ کر بولی۔

"نہیں...... تم یہاں مت آنا...... میں نہیں چاہتی کہ چڑیلوں میں سے کسی کو راز معلوم ہو جائے...... تم کس جگہ رہتے ہو؟"

عمران نے کہا۔

"میں آج دوپہر کو ہی سری لنکا پہنچا ہوں...... منار کی گودی سے ریل میں بیٹھ کر ٹرنکوولی آیا اور وہاں سے تم سے ملنے یہاں جنگل میں آگیا ہوں۔"

• راکھشنی چڑیل عمران کو اپنی مقناطیسی نگاہوں سے گھور کر دیکھ رہی تھی، کہنے لگی۔

"جاؤ اور ٹرنکوولی کے کسی ہوٹل میں ٹھہر جاؤ...... دو دن بعد میں شام کے بعد خود تمہیں آکر ملوں گی۔"

عمران بولا۔

"کیا تمہیں پتہ چل جائے گا کہ میں کون سے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔"

اتنا سننا تھا کہ راکھشنی چڑیل کی آنکھوں سے نیلی چنگاریاں سی پھوٹنے لگیں...... اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار پیدا ہو گئے...... عمران کو فوراً احساس ہو گیا کہ یہ عورت چڑیل ہے...... اس کے آگے ایسی بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔

راکھشنی چڑیل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تم منش لوگ بڑے گستاخ ہوتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ میں راکھشنی چڑیل ہوں جو اس ملک کی ساری چڑیلوں کی مہارانی چڑیل ہے؟"

عمران نے فوراً معذرت پیش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے شما کردو راکھشنی! مجھ سے بھول ہو گئی، اب ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا۔"

راکھشنی چڑیل کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا...... کہنے لگی۔

"اب تم جاؤ، میں دو دن کے بعد شام کو جہاں بھی تم ہو گے تمہارے پاس آؤں گی۔"

اتنا کہہ کر راکھشنی چڑیل غائب ہو گئی۔

❁ ❁ ❁

عمران نے اسی لمحے چڑیلوں کے جنگل سے واپسی کا سفر شروع کر دیا...... ایک بات عمران نے خاص طور پر محسوس کی تھی کہ راکھشنی چڑیل پہلے تو اس سے ایک قدم کے فاصلے پر کھڑی رہی تھی، لیکن جب اس نے سیاہ مہرہ عمران کے ہاتھ سے لیا تھا اور دونوں کے ہاتھ ایک دوسرے سے مس ہوئے تھے، اس کے بعد راکھشنی چڑیل عورت کے رُوپ میں ہی اس سے دو قدم پیچھے ہٹ گئی تھی...... اس کی وجہ سے عمران بے خبر تھا مگر راکھشنی چڑیل فوراً سمجھ گئی تھی کہ اس انسان نے اپنے جسم پر کہیں اللہ کے پاک نام کا تعویذ باندھ رکھا ہے...... اگر راکھشنی چڑیل اس وقت انسان یعنی عورت کے رُوپ کی بجائے اپنے اصلی چڑیل کے رُوپ میں ہوتی تو جل کر راکھ ہو گئی ہوتی...... وہ صرف اس لئے بچ گئی تھی کہ وہ چڑیل کی بجائے ایک انسان یعنی عورت کے رُوپ میں تھی...... اس کے باوجود اسے اس قدر شدید جھٹکا لگا تھا کہ اس کی جگہ اگر کوئی دوسری عام چڑیل ہوتی تو اس کا زندہ بچنا ناممکن تھا۔

عمران ٹرنکووالی آکر ایک درمیانے درجے کے ہوٹل میں ٹھہر گیا جہاں عام طور پر سیاح ٹھہرا کرتے تھے...... اس نے دو دن اسی ہوٹل میں گزار دیئے...... دو دن کے بعد جب شام ہوئی تو وہ ہوٹل کی بالکونی میں آکر بیٹھ گیا...... اس وقت بارش ہو رہی تھی...... بالکونی میں ہی کچھ فاصلے پر دو تین غیر ملکی سیاح بھی بیٹھے کافی پیتے ہوئے سری

لنکا کی بارش سے لطف اندوز ہو رہے تھے...... ان میں کرناٹک کا ایک ہندو سیاح بھی جو ہر ایک سے بڑھ بڑھ کر مذاق کر رہا تھا...... اس نے عمران سے بھی بے تکلف ہو اور مذاق کرنے کی کوشش کی تھی مگر عمران خاموش رہا تھا...... کرناٹک کا یہ سیاح پر تلک لگائے رکھتا تھا اور اس نے ایک دن پہلے ایک انگریز سیاح خاتون سے بھی مذاق کیا تھا جس کے جواب میں انگریز خاتون بے چاری غصہ پی کر رہ گئی تھی۔

• عمران بالکونی میں ایک طرف اکیلا بانس کی کرسی پر بیٹھا بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا...... شام ہو رہی تھی...... راکھشنی چڑیل کے آنے کا وقت ہو گیا تھا...... اس نے اس روز شام کو آنے کا وعدہ کیا تھا، مگر وہ ابھی تک نہیں آئی تھی...... عمران کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے تھے...... کسی وقت اسے خیال آتا کہ شاید راکھشنی بھول گئی ہو، مگر فوراً ہی وہ سوچنے لگتا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا...... یہ غیر مرئی مخلوق وعدے کی پابند ہوتی ہے، راکھشنی نے وعدہ کیا ہے تو وہ ضرور آئے گی۔

وہ ان ہی خیالات میں اُلجھا ہوا تھا کہ اچانک بادل زور سے گرجے، بجلی چمکی دوسرے لمحے اس نے راکھشنی کو بالکونی کے لکڑی کے دروازے کی جانب سے اپنی طرف آتے دیکھا...... وہ عورت کے رُوپ میں تھی اور اس نے گلابی رنگ کی بڑی خوبصورت ساڑھی پہن رکھی تھی اور بالوں کے جوڑے میں ترناری کے گلابی پھول بھی سجائے ہوئے تھے...... جب وہ بالکونی میں آئی تو وہاں بیٹھے ہوئے لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے...... کرناٹک کا بدمعاش ٹورسٹ بھی اسے دیکھ کر دیکھتا ہی رہ گیا راکھشنی سیدھی عمران کے پاس آکر اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی، عمران نے کہا

"میں تو مایوس ہو گیا تھا۔"

راکھشنی بولی۔

"ہم لوگ جو وعدہ کرتے ہیں اس کی پابندی بھی کرتے ہیں۔"

عمران نے کہا۔

"تم ضرور کجلی کے طلسمی پتلے کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئی ہو گی۔"

راکھشنی نے کہا۔

"سراغ تو میں نے لگا لیا ہے، مگر یہ کام میں اکیلی نہیں کر سکوں گی...... اس کے لئے تمہیں میرا ساتھ دینا ہو گا۔"

عمران بولا۔

"میں تیار ہوں...... تم جس طرح مجھے کہو گی، میں ویسے ہی کروں گا...... کہو مجھے کیا کرنا ہو گا۔"

راکھشنی چڑیل بالکونی کے نیچے بارش میں بھیگتے پھولوں بھرے پودوں کو دیکھ رہی تھی...... کہنے لگی۔

"مجھے اس روز بھی محسوس ہوا تھا اور اس وقت بھی محسوس ہو رہا ہے کہ تم نے اپنے جسم کے ساتھ کوئی تعویذ باندھا ہوا ہے...... یہی وجہ تھی کہ میں اس روز عورت کے رُوپ میں بھی تمہارے قریب ایک خاص حد سے آگے نہیں آئی تھی اور آج بھی تمہارے قریب نہیں آسکتی...... کیا ایسی کوئی بات ہے؟"

عمران بولا۔

"تمہارا اندازہ بالکل صحیح ہے...... میں نے اپنے بازو کے ساتھ اللہ کے پاک نام کا تعویذ باندھ رکھا ہے۔"

راکھشنی چڑیل نے کہا۔

"یہ بڑی اچھی بات ہے تمہارے لئے، مگر آگے جو مہم تمہیں درپیش ہے لیکن جس مہم پر تم میرے ساتھ جانے والے ہو اس کی راہ میں تمہارے اس تعویذ کی وجہ سے زبردست رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے، کیونکہ اس مہم کے دوران تمہیں قدم قدم پر چڑیلوں اور بھوتوں اور آسیبوں اور ان کے طلسم سے واسطہ پڑے گا...... تمہارے اس تعویذ کی وجہ سے یہ مخلوق وہاں سے فرار ہو جائے گی اور جو چڑیلیں کجلی بدرُوح کے

طلسمی پتلے کی حفاظت کر رہی ہیں وہ بھی پتلے کو لے کر وہاں سے غائب ہو جائیں۔
شاید پھر تم کبھی طلسمی پتلا حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکو۔"

عمران بولا۔

"لیکن یہ تعویذ میں نے اپنی حفاظت کے لئے باندھا ہوا ہے۔"

راکھشنی چڑیل نے کہا۔

"میں جانتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ تمہیں ایسا ہی کرنا چاہئے تھا..... اگر تمہاری جگہ میں ہوتی تو میں بھی اپنے آپ کو چڑیلوں اور آسیبوں سے بچانے کے لئے ایسا ہی کرتی، لیکن یہاں حالات دوسری قسم کے ہیں...... تم میرے ساتھ ہو جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں...... تمہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہئے...... اور اگر تم نے تعویذ اپنے پاس ہی رکھا تو بہت ممکن ہے کہ پتلے کی حفاظت کرنے والی چڑیلیں پتلے کو لے کر غائب ہو جائیں...... میں عورت کے انسانی رُوپ میں ہونے کی وجہ سے ابھی تک بچی ہوئی ہوں...... اس کے باوجود میں تمہارے قریب آنے سے ڈرتی ہوں۔"

عمران نے کہا۔

"تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

راکھشنی چڑیل نے کہا۔

"تمہیں عارضی طور پر کچھ وقت کے لئے یہ تعویذ اتار کر کسی محفوظ جگہ پر رکھ دینا ہوگا، جہاں سے تم اپنی مہم میں کامیاب ہونے اور طلسمی پتلا حاصل کرنے کے بعد اسے دوبارہ اپنے بازو پر باندھ سکتے ہو...... یہ عمل محض دو ایک دنوں کے لئے ہوگا کیونکہ ہمیں طلسمی پتلا لانے میں زیادہ سے زیادہ دو دن ہی لگیں گے۔"

عمران کو راکھشنی کی بات میں کوئی مشکوک بات دکھائی نہ دی...... اس نے سوچا کہ وہ ٹھیک کہہ رہی ہے...... آگے اس کا واسطہ چڑیلوں کی دُنیا سے پڑنے والا تھا

اگر وہ بھی بھاگ گئیں اور طلسمی پتلا بھی ساتھ ہی لے گئیں تو پھر اس کی مہم کا فائدہ کیا بچے گا...... اس نے راکھشنی سے کہا۔

"لیکن تمہیں مجھ کو یقین دلانا ہوگا کہ تعویذ اتارنے کی صورت میں مجھے کوئی کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا، کیونکہ آخر میں قسم قسم کے بھوتوں اور چڑیلوں کی دُنیا میں جا رہا ہوں۔"

راکھشنی چڑیل نے کہا۔

"اس کا میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور تم ہر طرح سے میرے ساتھ محفوظ رہو گے۔"

عمران بولا۔

"ٹھیک ہے...... میں جانے سے پہلے اپنا تعویذ اتار کر کسی درخت کی اونچی شاخ کے ساتھ باندھ دوں گا، جہاں سے واپسی پر میں اسے دوبارہ اپنے بازو پر باندھ لوں گا۔"

راکھشنی نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے...... تمہاری پتلے کی تلاش کی مہم کی کامیابی کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔"

عمران نے کہا۔

"اب مجھے بتاؤ کہ تم نے بدرُوح کجلی کے پتلے کے بارے میں کیا سراغ لگایا ہے اور ہمیں اور خاص طور پر مجھے کیا کرنا ہوگا۔"

ابھی عمران نے جملہ ادا ہی کیا تھا کہ وہی کرناٹکی عیاش طبع سیاح اُٹھ کر عمران کی میز پر آ کر راکھشنی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا اور راکھشنی کی طرف عاشقانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"دیوی جی آپ اتنی سندر ہیں کہ آکاش کی اپسرا لگتی ہیں۔"

راکھشنی خاموش نگاہوں سے اس عیاش طبع ہندو سیاح کو دیکھنے لگی...... اس نے

کوئی جواب نہ دیا...... اس سے اس بدمعاش کا حوصلہ بڑھ گیا اور اس نے راکھشنی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے ساتھ ایک پیالی کافی کی پئیں گی؟"

یہ بڑی بدتمیزی کی بات تھی کہ آدمی ایک دوسری میز پر آکر کسی اجنبی خاتون سے اس قسم کی سوقیانہ باتیں شروع کردے...... عمران کو غصہ آگیا...... اس نے کرناٹکی سیاح کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تمیز سے بات کرنی چاہئے...... یہ میری مہمان ہیں۔"

کرناٹکی سیاح نے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ارے تم کون ہوتے ہو ہماری باتوں میں دخل دینے والے...... جب دیوی جی کچھ نہیں کہہ رہی ہیں تو تمہیں کیا تکلیف ہوئی ہے۔"

عمران کچھ کہنے لگا تو راکھشنی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا...... اسی وقت عمران نے راکھشنی کی آنکھوں میں ایک ایسی چمک دیکھی جو اپنے شکار کو دیکھ کر کسی بھوکے درندے کی آنکھوں میں آجاتی ہے...... راکھشنی نے کرناٹکی سیاح کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا۔

"اگر تم مجھے اپنے کمرے میں کافی پلانے کا وعدہ کرو تو میں تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔"

وہ بدمعاش تو فوراً تیار ہو گیا...... بولا۔

"دیوی جی! یہ تو میری بڑی خوش قسمتی ہوگی کہ آپ میرے ساتھ میرے کمرے میں بیٹھ کر کافی پئیں گی...... آئیے میرے ساتھ۔"

راکھشنی نے عمران کو ایک نظر دیکھ کر کہا۔

"تم اسی جگہ بیٹھو...... میں ابھی آتی ہوں۔"

بدمعاش ہندو سیاح نے بڑی فاتحانہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھا اور

راکھشنی کو ساتھ لے کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا...... اس شخص کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ کس بلا کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے۔ عمران نے راکھشنی کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ کچھ نہ کچھ کرنے والی ہے...... وہ چپ چاپ بالکونی میں بیٹھا رہا...... بارش مدھم پڑ گئی تھی اور ہوٹل کے لان کی بتیاں روشن ہو گئی تھیں...... تین چار منٹ کے بعد ہی اس نے دیکھا کہ راکھشنی بالکونی میں بدمعاش سیاح کے کمرے سے نکل کر اس کی طرف آرہی تھی...... وہ عمران کے پاس آکر بولی۔

"چلو تمہارے کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔"

وہ کمرے میں آکر بیٹھ گئے...... عمران نے قدرتی طور پر پوچھا۔

"وہ بدمعاش کہاں ہے؟"

راکھشنی نے کہا۔

"اب وہ کہیں بھی نہیں ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" عمران نے تجسس سے پوچھا۔

راکھشنی بولی۔

"میرا مطلب ہے کہ اب وہ اس دُنیا میں نہیں ہے اور تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں...... میں نے اسے اس طرح ختم کر دیا ہے کہ اس کی لاش تو کیا اس بدمعاش کا نام و نشان تک کسی کو نہیں ملے گا...... ایسے بدمعاشوں کا یہی انجام ہونا چاہئے۔"

عمران جانتا تھا کہ راکھشنی ایک خطرناک اور بڑی طاقتور چڑیل ہے اور وہ ایسا کر سکتی ہے...... اس نے اس کے بعد اس موضوع پر کوئی بات نہ کی، بلکہ اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے راکھشنی سے پوچھا۔

"اب ہمیں طلسمی پتلے کے سلسلے میں کہاں جانا ہوگا؟"

راکھشنی عمران کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی، کہنے لگی۔

"اس سے پہلے کہ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ ہمیں طلسمی پتلے کو لینے کہاں جانا ہوگا تم

اپنا تعویذ اُتار کر کسی درخت کی شاخ پر بڑی احتیاط سے باندھ کر میرے پاس
آؤ...... پھر میں تمہیں سمجھاؤں گی کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا۔"

عمران پہلے ہی قائل ہو چکا تھا کہ اسے اپنا تعویذ کسی محفوظ جگہ پر رکھ کر
کے ساتھ جانا ہوگا، چنانچہ وہ اُٹھ کر ہوٹل کے پیچھے جو درختوں کا جھنڈ تھا وہاں
گیا...... اس نے خدا سے معافی مانگتے ہوئے اپنے بازو پر سے تعویذ اُتارا اور ایک درخ
کی اُونچی شاخ پر باندھ دیا...... جب وہ واپس راکھشنی چڑیل کے پاس آیا تو راکھشنی
عمران کے جسم سے جو طاقتور شعاعیں نکلتی پہلے محسوس ہو رہی تھیں اب وہ غائب
ہو چکی تھیں...... پھر بھی اپنی تسلی کے لئے اس نے کسی بہانے عمران کے ہاتھ کو
انگلیوں سے چھوا...... اسے کوئی جھٹکا نہ لگا...... اسے یقین ہو گیا کہ اللہ کے پاک نام
تعویذ اب عمران کے پاس نہیں ہے۔

اب وہ ایک اور بات کی تصدیق کرنا چاہتی تھی...... وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی
کیا واقعی عمران وہی انسان ہے جس کے بائیں بازو پر چاند گرہن کے دو خاص دائرے
بنے ہوئے ہیں، کیونکہ ایک ایسا انسان ہی بدرُوح کجلی کے طلسمی پتلے پر ہاتھ ڈال سکتا
تھا...... راکھشنی چڑیل نے عمران سے کہا۔

"میں تمہارے بازو پر چاند گرہن کے دونوں نشان دیکھنا چاہتی ہوں، تاکہ مجھے
اطمینان ہو جائے کہ طلسمی پتلے کا طلسم تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

عمران نے آستین اُوپر کر کے راکھشنی کو اپنے بازو پر قدرتی طور پر بنے ہوئے
چاند گرہن کے دونوں دائروں کے نشان دکھائے...... راکھشنی نے مطمئن ہو کر کہا۔

"اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بدرُوح عورت کا طاقتور سے طاقتور طلسمی منتر بھی
تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا...... یہ وہ طلسمی منتر ہیں کہ ان کا مقابلہ میں بھی
نہیں کر سکتی۔"

عمران بولا۔

"اب جلدی سے بتاؤ کہ طلسمی پتلا بدرُوح عورت نے کس جگہ رکھا ہوا ہے۔"

راکھشنی چڑیل نے کہا۔

"یہاں سے بہت دُور لنکا کے ایک گھنے جنگل میں ایک بودھ مت والوں کی ویران
گپھا ہے...... اس گپھا کے نیچے ایک تاریک تہہ خانہ ہے جہاں سانپ اور بچھو رہتے
ہیں...... بدرُوح کجلی نے اپنا پتلا اسی تہہ خانے کے کونے میں دفن کیا ہوا ہے۔"

عمران بولا۔

"اس جنگل میں ہم کیسے پہنچیں گے؟ کیا وہاں تک کوئی ریل گاڑی وغیرہ جاتی ہے۔"

راکھشنی نے ہنس کر کہا۔

"وہاں ریل گاڑی تو کیا کوئی انسان پیدل بھی نہیں جا سکتا...... وہ اتنا گھنا جنگل ہے
کہ پیدل چلنے کا بھی راستہ نہیں ملتا۔"

"پھر ہم وہاں کیسے جائیں گے؟" عمران نے پوچھا۔

راکھشنی بولی۔

"تم شاید بھول گئے ہو کہ تمہارے سامنے جو گلابی ساڑھی والی عورت بیٹھی
ہے...... وہ سری لنکا کے جنگلوں کی سب سے طاقتور اور چڑیلوں کی مہارانی چڑیل ہے......
میں تمہیں پلک جھپکنے میں اپنے ساتھ وہاں لے جاؤں گی...... اپنے کمرے میں چلو۔"

عمران اُٹھ کر راکھشنی کے ساتھ اپنے چھوٹے سے کمرے میں آ گیا...... راکھشنی
نے عمران کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

"آنکھیں بند کر لو...... جب تک میں نہ کہوں آنکھیں مت کھولنا۔"

عمران نے آنکھیں بند کر لیں...... جیسے ہی اس نے آنکھیں بند کیں اسے ایسے
محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے اُوپر اُچھال دیا ہو...... اس کے بعد اسے کوئی ہوش نہ
رہا...... جب اسے ہوش آیا تو اسے اپنے پاؤں زمین پر لگے ہوئے محسوس ہوئے......
اسے راکھشنی کی آواز سنائی دی۔

"اب آنکھیں کھول دو۔"

عمران نے آنکھیں کھول دیں...... کیا دیکھتا ہے کہ وہ رات کی تاریکی میں گھنے درختوں کے نیچے کھڑا ہے...... ان درختوں کی شاخیں جھک کر زمین کو چھو رہی تھیں اور بعض شاخوں نے زمین میں دھنس کر وہیں جڑیں پکڑ لی تھیں...... راکھشنی اس کے پاس ہی کھڑی تھی۔

عمران نے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا یہ وہی طلسمی پتلے والا جنگل ہے؟"

راکھشنی چڑیل نے جواب دیا۔

"ہاں...... یہ وہی جنگل ہے۔"

عمران نے سوال کیا۔

"وہ ویران گپھا کہاں ہے؟"

راکھشنی چڑیل بولی۔

"گپھا یہاں سے دُور نہیں ہے...... میں تمہیں وہیں لے جا رہی ہوں...... میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ۔"

راکھشنی چڑیل آگے چل پڑی...... عمران اس کے پیچھے چلنے لگا...... راستہ دشوار گزار تھا...... عمران کو بار بار یہ خیال آرہا تھا کہ تعویذ اتار دینے کے بعد وہ ایک طرح سے نہتا ہو گیا ہے...... اب کسی بھی وقت وہ کسی بدرُوح یا کسی چڑیل کے طلسم میں پھنس سکتا ہے...... پھر اسے خیال آتا کہ ہو سکتا ہے مشکل کے وقت جادوگرنی کی لاش اس کی مدد کو پہنچ جائے، کیونکہ اس نے عمران سے کہا تھا کہ تم فکر نہ کرو...... میں اس میں تمہاری حفاظت کروں گی، لیکن اس خیال سے اس کا دل ایک بار پھر ڈوبنے لگا۔ خود جادوگرنی کی لاش نے اعتراف کیا تھا کہ وہ بدرُوح عورت کجلی کی طلسمی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی...... اب وہ صرف خدا سے مدد کا طلب گار تھا۔

جنگل پر موت کی خاموشی طاری تھی...... کسی وقت عمران کو ایسے سنائی دیتا جیسے ہلکی ہلکی سرگوشیوں کی آوازیں اس کے ساتھ ساتھ چل رہی ہیں...... کسی وقت کوئی عورت تیز تیز سانس لے رہی ہے...... راکھشنی چڑیل اس سے ایک دو قدم آگے چل رہی تھی...... عمران جانتا تھا کہ یہ سارا کھیل بدرُوحوں کا ہے اور یہ سارا جنگل آسیب زدہ ہے...... یہاں اس قسم کی آوازوں کا سنائی دینا کوئی تعجب خیز نہیں تھا...... پھر بھی عمران اپنے دل میں ایک خوف ضرور محسوس کر رہا تھا...... اس کو یہ بھی احساس تھا کہ اس کے ساتھ جو اللہ کے پاک نام کے تعویذ کی طاقت تھی وہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ چکی ہے...... اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا تھا کہ اسے کسی حالت میں بھی تعویذ کو اپنے جسم سے الگ نہیں کرنا چاہئے تھا، مگر اب وقت گزر چکا تھا۔

راکھشنی چڑیل ایک سیاہ فام نوکیلی چٹان کے پاس آکر رُک گئی...... عمران غور سے چٹان کو دیکھنے لگا...... اندھیرے میں دس پندرہ فٹ اونچی نوکیلی چٹان زمین سے نکل کر ایک طرف کو جھک گئی تھی...... عمران کو ایسے لگا جیسے یہ کوئی خوفناک بھوت ہے جو جھک کر نیچے دیکھ رہا ہے۔

راکھشنی نے چٹان کی طرف اشارہ کیا اور عمران سے کہا۔

"میں اس چٹان کے آگے نہیں جا سکتی، کیونکہ اس کے آگے بدرُوح کجلی کے خطرناک طلسم کا دائرہ کھنچا ہوا ہے...... میں آگے گئی تو کجلی کا طلسم مجھے جلا کر راکھ کر دے گا۔"

عمران بولا۔

"پھر آگے کون جائے گا؟"

راکھشنی بولی۔

"آگے صرف تم ہی جا سکتے ہو۔"

عمران نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرے پاس تو اب مجھے ان بدروحوں کے طلسم سے بچانے والا تعویذ بھی نہیں ہے...... میں آگے کیسے جا سکتا ہوں۔"

راکھشنی چڑیل کہنے لگی۔

"تمہارے پاس دو طاقتیں ہیں...... ایک تو تمہارے بازو پر چاند گرہن کے نشان ہیں جو کروڑوں میں سے کسی ایک انسان کے بازو پر ہی ہوتے ہیں...... دوسرے میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے اندر بدروح کجلی کی کچھ طاقت موجود ہے...... مجھے نہیں معلوم کہ یہ طاقت تمہارے اندر کیسے اور کہاں سے آگئی ہے، مگر یہ طاقت موجود ہے اور تمہیں بدروح کجلی کے طلسمی منتروں کے شعلوں سے محفوظ رکھے گی۔"

عمران کو یاد آگیا کہ جادوگرنی کی لاش نے اسے بتایا تھا کہ طلسمی پتلے کا ایک کیل پتلے کے سر سے نکل کر اس کے سر میں گھس کر غائب ہو گیا تھا...... اس کی وجہ سے اس کے اندر بدروح عورت کی نہ صرف کچھ طاقت آگئی ہے بلکہ اس کے اندر اس کے طلسم کا مقابلہ کرنے کی قوت بھی پیدا ہو گئی ہے...... عمران نے پتلے کے کیل کے بارے میں راکھشنی چڑیل کو کچھ نہ بتایا اور کہا۔

"مجھے کیا کرنا ہو گا؟ وہ گپھاہ کہاں ہے جہاں پتلا دفن ہے۔"

راکھشنی چڑیل بولی۔

"وہی میں تمہیں بتانے والی ہوں...... سنو...... تم جب اس چٹان کے پیچھے جاؤ گے تو تمہیں اپنی بائیں جانب سیاہ کالے رنگ کی زمین نظر آئے گی...... وہاں پاؤں مت رکھنا...... وہ زمین نہیں بلکہ بڑی خطرناک دلدل ہو گی جو بڑے سے بڑے ہاتھی کو بھی ایک لمحے میں نگل سکتی ہے...... یہاں سے بدروح عورت کجلی کے طلسم کا حصار شروع ہو جاتا ہے...... ہو سکتا ہے تمہیں وہاں ہلکے ہلکے جھٹکے لگنے شروع ہو جائیں، مگر تم گھبرانا نہیں...... یہ بدروح کجلی کے طلسم کا اثر ہو گا جو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے

گا...... تم دلدلی زمین کے کنارے کنارے چلتے جاؤ گے تو پندرہ بیس قدموں کے بعد تمہیں ایک خستہ حال کھنڈر نظر آئے گا...... یہی کھنڈر وہ گپھاہ ہے جس کے تہہ خانے میں بدروح کجلی نے اپنا طلسمی پتلا دفن کیا ہوا ہے۔"

عمران دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ راکھشنی چڑیل کی باتیں سن رہا تھا اور بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا جاتا تھا...... اسے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ چڑیل اسے جس جگہ بھیج رہی ہے شاید وہاں سے وہ زندہ واپس نہ آسکے۔

راکھشنی چڑیل کہہ رہی تھی۔

"خستہ حال گپھاہ کے کھنڈر کی پچھلی دیوار میں تمہیں ایک سرنگ نما راستے ملے گا...... تم اس میں داخل ہو جاؤ گے، یہ سرنگ زیادہ لمبی نہیں ہے...... وہاں داخل ہوتے وقت ممکن ہے تمہیں دو چار زبردست جھٹکے لگیں...... یہ بدروح عورت کجلی کا طلسم ہو گا...... تم بالکل نہیں گھبرانا...... یہ زبردست طلسم بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا...... سرنگ ایک دیوار کے پاس جا کر ختم ہو جائے گی...... اس دیوار میں ایک جگہ چھوٹا سا تنگ زینہ نیچے تہہ خانے میں جاتا ہے...... اس تہہ خانے کے سامنے والے کونے میں بدروح کجلی نے اپنا طلسمی پتلا دفن کیا ہوا ہے...... وہاں تمہیں سانپوں کی پھنکاریں سنائی دیں گی، ہو سکتا ہے زہریلے بچھو بھی آس پاس چلتے پھرتے نظر آجائیں، مگر تم ڈرنا بالکل نہیں، کیونکہ تم ہی ایک ایسے انسان ہو جس کو تہہ خانے کے بچھو اور سانپ بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ تم کونے میں سے مٹی ہٹا کر پتلا نکال کر یہاں لے آؤ گے...... میں اسی چٹان کے پاس تمہارا انتظار کروں گی...... اس کے بعد ہم اسی جگہ طلسمی پتلے کو جلا کر راکھ کر دیں گے اور پھر دنیا کے انسانوں کو بدروح عورت کجلی کے عذاب سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی۔ اب تم بے فکر ہو کر جاؤ۔"

یہ ایک حقیقت تھی کہ عمران بے فکر نہیں تھا...... وہ سخت فکر مند تھا...... اللہ کے پاک نام کے تعویذ سے جدا ہو جانے کے بعد اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ منحوس آسیبی

مخلوق کی پیدا کردہ بلاؤں میں گھر چکا ہے، مگر وہ مجبور تھا کہ راکھشنی چڑیل اسے جو بتا رہی ہے اس پر عمل کرتا جائے، چنانچہ اس نے دل میں خدا کو یاد کیا...... اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور بھوت نما سیاہ چٹان کی طرف قدم بڑھایا۔

اس منحوس اندھیرے جنگل میں وہ خود ایک منحوس بھوت لگنے لگا تھا...... چٹان کی دوسری طرف دلدلی زمین شروع ہو جاتی تھی...... عمران رُک گیا اور اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا...... وہاں زمین بالکل سیاہ تھی...... اس نے چند قدم چل کر جھک کر زمین کو دیکھا...... زمین سیاہ کیچڑ کے تالاب کی طرح تھی۔ یہ کیچڑ بڑے ڈراؤنے انداز میں اوپر نیچے ہو رہا تھا...... جیسے سانس لے رہا ہو...... یہ ہلاکت خیز دلدل تھی جو ہاتھیوں کو بھی آناً فاناً نگل جاتی تھی...... عمران ایک طرف ہٹ کر دلدل کے کنارے کنارے چلنے لگا...... وہ پھونک پھونک کر قدم اُٹھا رہا تھا۔

خوفناک دلدل میں سے ساں ساں کی آواز آ رہی تھی۔

عمران کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے...... اپنے آپ کو اتنا خوف زدہ اور غیر محفوظ عمران نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا...... چلتے چلتے وہ بھیانک دلدلی تالاب سے آگے نکل آیا...... اس نے رُک کر گردوپیش نگاہ دوڑائی...... اسے تھوڑے فاصلے پر اپنے سامنے ایک ہولناک سیاہ بھوت سر اٹھائے کھڑا دکھائی دیا...... اس نے غور سے دیکھا...... یہ سیاہ بھوت ویران گپھاہ کا کھنڈر تھا...... اسے اسی کھنڈر کے تہہ خانے میں جانا تھا...... اپنے آپ کو نہتا محسوس کرنے کے بعد قدرتی طور پر وہ گپھاہ کے کھنڈر کی طرف بڑھتے ہوئے گھبرا رہا تھا، لیکن یہ خیال اسے آگے بڑھنے پر مجبور کر رہا تھا کہ کسی طرح طلسمی پتلا حاصل کر کے خلق خدا کو بدروح عورت کی درندگیوں سے نجات دلائے...... اللہ کے پاک نام والے تعویذ سے الگ ہو جانے کے بعد وہ اپنے آپ کو ایک کمزور انسان محسوس کرنے لگا تھا...... اسے ایک بار یہ خیال بھی آیا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جائے، لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔

دس پندرہ سیکنڈ تک وہ اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے گپھاہ کے کھنڈر کی بھوت نما دیوار کو تکتا رہا...... پھر حوصلہ کر کے اس کی طرف قدم بڑھا دیا...... وہ کھنڈر کے پیچھے آ گیا اور غور سے جھک کر دیوار کو تکنے لگا...... اسے ایک جگہ سیاہ شگاف دکھائی دیا...... یہی سرنگ کا دہانہ تھا...... اسے اس سرنگ میں داخل ہونا تھا...... وہ ڈر رہا تھا...... اس پر دہشت طاری ہونے لگی تھی...... اس نے سخت مایوسی کے عالم میں پیچھے مڑ کر دیکھا...... پیچھے سوائے تاریکی اور سنسناتے ہوئے اندھیرے کے اور کچھ نہیں تھا...... خدا جانے وہ کون سی طاقت تھی جس نے اسے سرنگ کی طرف دھکیل دیا...... جیسے ہی وہ سرنگ میں داخل ہوا اسے ایک زبردست جھٹکا لگا...... وہ اس جھٹکے سے پیچھے تو نہ گرا، لیکن اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے سن ہو گیا...... کچھ دیر تک اسی جگہ بت کی طرح کھڑے رہنے کے بعد اس نے ہمت کی اور سرنگ میں داخل ہو گیا...... اسے ایک بار پھر وہی زبردست جھٹکا لگا تھا مگر وہ سرنگ میں داخل ہو چکا تھا...... شاید یہ اس کیل کا اثر تھا جو طلسمی پتلے کے سر میں سے نکل کر عمران کے سر میں گھس گیا تھا کہ اسے اندھیرے میں بھی نظر آنے لگا تھا...... وہ سرنگ میں ڈر ڈر کر چل رہا تھا۔

سرنگ کی چھت کے ساتھ لٹکے ہوئے جالے اس کے چہرے سے بار بار ٹکرا رہے تھے جنہیں وہ ہاتھ سے پیچھے ہٹاتا جاتا تھا...... ایک جگہ سرنگ ختم ہو گئی اور سامنے دیوار آ گئی...... راکھشنی چڑیل نے اسے بتایا تھا کہ اس دیوار میں ایک تنگ و تاریک زینہ نیچے تہہ خانے میں جاتا ہے...... عمران نے دیوار کے قریب ہو کر پوری آنکھیں کھول کر اس کا جائزہ لیا...... ایک جگہ اسے تنگ شگاف دکھائی دیا جس کے دہانے پر مکڑیوں نے جالے بن رکھے تھے...... صاف لگ رہا تھا کہ اس شگاف میں ایک مدت سے کوئی داخل نہیں ہوا...... عمران نے دونوں ہاتھوں سے جالے کو ہٹایا...... ایک زینہ نیچے جاتا تھا...... عمران بڑی احتیاط کے ساتھ زینہ اترنے لگا۔

جیسے جیسے وہ نیچے جا رہا تھا اسے نیچے سے ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے سانپ

پھنکار رہے ہوں...... وہ زینہ اتر کر تہہ خانے میں آگیا...... یہاں اس قدر گہری تار
تھی کہ عمران کو بھی بہت دُھندلا دُھندلا دکھائی دے رہا تھا...... تہہ خانہ ایک بڑی قبر
طرح لگ رہا تھا...... اس کی چھت سے لمبے لمبے جالے لٹک رہے تھے...... اس
اندھیرے میں گرد آلود فرش پر چھوٹے چھوٹے سیاہ بچھوؤں اور سانپوں کو رینگتے
دیکھا...... خوف سے اس کا خون سرد ہو گیا...... لگتا تھا کہ اس نے جیسے ہی آگے قدم
رکھا...... یہ سارے کے سارے سانپ اور بچھو اس سے چمٹ کر اسے ڈسنا شروع کر دیں
گے اور وہ اسی جگہ ختم ہو جائے گا، لیکن منزل کے اتنا قریب آکر وہ واپس نہیں جانا چاہتا
تھا...... دوسرے راکھشنی چڑیل نے اسے یقین دلایا تھا کہ یہ سانپ اور بچھو اسے کچھ
نہیں کہیں گے...... عمران نے ڈرتے ڈرتے قدم تہہ خانے کے سامنے والے کونے کی
طرف بڑھایا جہاں مٹی کی ایک چھوٹی سی ڈھیری بنی ہوئی تھی...... طلسمی پتلا اسی جگہ
دفن تھا۔

❁ ❁ ❁

جیسے ہی عمران نے آگے پاؤں رکھا سانپ اور بچھو پھنکارتے ہوئے اِدھر اُدھر
ہوگئے...... اس کا حوصلہ بڑھ گیا...... وہ سیدھا کونے والی مٹی کی ڈھیری کے پاس آکر
بیٹھ گیا اور ہاتھوں سے مٹی کو ہٹانا شروع کر دیا...... اندھیرے میں سانپ اور زہریلے
بچھو پھنکاریں مارتے اس کے اِرد گرد رینگ رہے تھے...... عمران جلدی جلدی مٹی ہٹا رہا
تھا...... ایک فٹ مٹی ہٹانے کے بعد اس کے ہاتھ کسی سخت چیز سے ٹکرائے...... اس
کے ہاتھ اور تیزی سے چلنے لگے...... تھوڑی ہی دیر کے بعد اس نے طلسمی پتلا باہر نکال
لیا...... جیسے ہی پتلا اس کے ہاتھ میں آیا اس کو جیسے کسی نے زور سے پیچھے کو دھکا دیا......
وہ پیچھے گر پڑا، مگر جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا...... اس نے پتلے کو دونوں ہاتھوں میں
مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔

یہ بدرُوح عورت کا ہی پتلا تھا...... اس کے سینے اور سر میں چھوٹی چھوٹی کیلیں
ٹھکی ہوئی تھیں جو آدھی باہر نکلی ہوئی تھیں...... ان ہی میں سے پہلی دفعہ ایک کیل اُڑ
کر اس کے سر میں دھنس گئی تھی، جو اب بقول جادُوگرنی کی لاش کے عمران کے جسم
میں خون کے ساتھ گردش کر رہی تھی...... معلوم نہیں اس میں کہاں تک سچائی
تھی...... پتلے میں سے گرمی کی لہریں نکل رہی تھیں...... عمران جلدی سے تہہ خانے
سے نکل کر سرنگ میں آگیا...... سرنگ میں اس کا لرزا دینے والی چیخوں نے استقبال

کیا...... یہ چیخیں سرنگ کی چاروں طرف سے بلند ہو رہی تھیں، مگر عمران ان کی پر کیے بغیر سرنگ میں تیز تیز قدموں سے چلتا گیا...... سرنگ کے دہانے کے پاس آ اسے ایک اور دھکا لگا مگر وہ سنبھل گیا۔

اب وہ گپھاہ کے کھنڈر سے باہر نکل آیا تھا۔

اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے طلسمی پتلے میں جان پڑ گئی ہے اور وہ اس کے ہا سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے، مگر عمران نے اسے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے پ رکھا تھا...... یہ پتلا سارے فساد کی جڑ تھا اور وہ اسے فوراً جلا کر راکھ کر دینا چاہتا تھا...... اندھیری رات میں غور سے دیکھتا ہوا دلدلی تالاب کے قریب سے بھی گزر گیا...... ا سیاہ چٹان اس کے سامنے تھی جہاں راکھشنی چڑیل بے تابی سے اس کی راہ دیکھ رہی تھ

راکھشنی چڑیل نے عمران کو اندھیرے میں اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا...... ج ہی عمران سیاہ چٹان کی اوٹ سے نکلا راکھشنی چڑیل نے آگے بڑھ کر کہا۔

"میں جانتی ہوں تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہو...... یہ منحوس پتلا دے دو، تاکہ میں اسے فوراً جلا کر بھسم کر دوں اور دنیا والوں کو اس کی مصیبت نجات مل جائے۔"

عمران خود بھی یہی چاہتا تھا...... اس نے کچھ سوچے سمجھے بغیر بدروح عورت طلسمی پتلا راکھشنی کے حوالے کر دیا...... پتلا ہاتھ میں آتے ہی راکھشنی چڑیل آنکھوں میں ایک تیز روشنی بجلی کی طرح چمکی اور اس نے ایک بھیانک قہقہہ لگا ہوئے کہا۔

"کجلی! کجلی! آج تجھ سے انتقام لینے کا وقت آ گیا ہے...... اب تو مجھ سے بچ نہ سکے گی۔"

مران سہم کر راکھشنی کو دیکھ رہا تھا...... راکھشنی نے عمران کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں میں اب بھی آسمانی بجلی کی تیز چمک بجلیاں برسا رہی تھیں، کہنے لگی۔

"تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، عمران...... تم نے میری خاطر وہ کام کیا ہے جو تمہارے سوائے دوسرا کوئی نہیں کر سکتا تھا۔"

عمران بولا۔

"میں پتلا لے آیا ہوں...... اب اسے میرے سامنے جلا کر بھسم کر دو تاکہ دُنیا کے بے گناہ انسانوں کو اس کے منحوس اثرات سے چھٹکارا ملے۔"

راکھشنی چڑیل نے ایک جھٹکے سے اپنے سر کے بال کھول دیئے اور دائیں بائیں گردن ہلاتے ہوئے بولی۔

"لیکن اس کو بھسم کرنے سے پہلے میں تمہیں اس کامیابی کی خوشی میں ایک انعام دینا چاہتی ہوں۔"

عمران نے جلدی سے کہا۔

"نہیں نہیں...... مجھے کسی انعام کی ضرورت نہیں...... میرا انعام یہی ہے کہ اس پتلے کو اسی جگہ اسی وقت جلا کر راکھ کر دو۔"

راکھشنی چڑیل نے غصے سے کہا۔

"نہیں...... تمہیں تمہارا انعام پہلے ملے گا۔"

عمران نے محسوس کیا کہ راکھشنی کی آواز بدل گئی تھی...... وہ بھاری اور ڈراؤنی ہو گئی تھی...... وہ بولا۔

"مجھے تم نے جو انعام دینا ہے جلدی سے دے دو اور خدا کے لئے اس منحوس پتلے کو بھسم کر دو۔"

راکھشنی چڑیل کا چہرہ بھی بگڑنا شروع ہو گیا تھا...... عمران کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے...... اس پر ایک دہشت سی طاری ہو رہی تھی...... پتلا راکھشنی چڑیل کے ہاتھ میں تھا...... اس کی آنکھوں میں بجلیاں چمک رہی تھیں...... اس نے عمران سے کہا۔

"اپنی آنکھیں بند کرلو...... جب تک میں تمہیں تمہارا انعام نہ دے لوں اپنی آنکھیں مت کھولنا۔"

عمران عجیب اُلجھن میں تھا کہ راکھشنی چڑیل یہ کیا ڈرامہ کررہی ہے، لیکن اس کا حکم ماننے کے سوائے کوئی چارہ بھی نہیں تھا...... اس نے آنکھیں بند کرلیں...... جیسے ہی عمران نے آنکھیں بند کیں اس کے کانوں میں شاں شاں کی آوازیں آنے لگیں...... جیسے آندھی چل رہی ہو...... پھر اسے راکھشنی کی آواز سنائی دی۔

"اب آنکھیں کھول کر اپنا انعام دیکھو۔"

عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولنے کے بعد اس نے جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اس پر اس کا سر خوف اور دہشت کے مارے چکرا گیا...... اس نے دیکھا کہ وہ گھپ اندھیرے میں ہے...... اسے فوراً محسوس ہوا کہ وہ صرف اپنی گردن ہلا سکتا ہے...... اپنے جسم کو نہیں ہلا سکتا...... اس نے اپنے بازو اور ٹانگیں ہلانے کی کوشش کی تو اس پر یہ ہیبت ناک انکشاف ہوا کہ وہ گردن تک زمین کے اندر دھنسا ہوا ہے اور زمین پتھر کی طرح سخت ہے جس میں وہ اپنے جسم کے کسی حصے کو ذرا سا بھی نہیں ہلا سکتا...... سوائے گردن اور اس کے سر کے اس کا سارا بدن پتھر ایسی سخت زمین میں دھنس کر پتھر بن چکا تھا...... اس کا فوری دہشت ناک ردِ عمل یہ ہوا کہ عمران کے حلق سے بے اختیار ایک ڈراؤنی چیخ نکل گئی۔

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... اسے اپنے ماں باپ اور رُخسانہ یاد آ گئے...... وہ بے اختیار رو رو کر خدا سے اپنے گناہ کی معافی مانگنے لگا...... گھپ اندھیرے میں وہ نہ جانے کب تک روتا رہا...... یہاں تک کہ اس کے آنسو بھی خشک ہو گئے...... اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی اور وہ منہ ہی منہ میں آنکھیں بند کر کے بڑبڑانے لگا...... نہ جانے وہ کیا کہہ رہا تھا...... کس سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا...... اپنے الفاظ خود اسے

سمجھ میں نہیں آ رہے تھے...... یہ رات تھی یا دن تھا...... اسے کوئی خبر نہ تھی...... وقت گزر رہا تھا یا تھم گیا تھا...... اس کا احساس بھی ختم ہو گیا تھا، اتنا وہ سمجھ گیا تھا کہ راکھشنی چڑیل نے اس کے ساتھ فریب کیا ہے اور طلسمی پتلا حاصل کرنے کے لئے اس کو اپنا آلہ کار بنایا ہے، مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

آنکھیں بند کئے نہ جانے کب تک گردن ایک طرف ڈھلکائے عمران ویسے ہی پڑا رہا...... پھر اسے اپنی بند آنکھوں میں روشنی کا احساس ہوا...... اس نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں اور گردن اُٹھا کر دیکھا کہ اس کے اِرد گرد بڑی دھیمی روشنی کا غبار سا پھیل گیا تھا...... اس نے دیکھا کہ وہ ایک بند جگہ پر ہے اور زمین میں گردن تک دھنسا ہوا ہے...... وہ اپنے پیچھے نہیں دیکھ سکتا تھا...... اس کے سامنے کالی سیاہ دیواریں تھیں...... ایک دیوار کے اُوپر کونے میں کسی سوراخ میں سے روشنی کی ایک لکیر سی اندر آ رہی تھی...... دھیمی روشنی کا غبار اسی روشنی کی لکیر کا تھا...... خدا جانے یہ روشنی کہاں سے آ رہی تھی...... سورج کی روشنی تھی یا باہر کوئی لیمپ یا مشعل جل رہی تھی۔

اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر عمران کو رونا آ گیا، مگر وہ راکھشنی کے طلسم میں پھنس چکا تھا...... وہ بہت پچھتا رہا تھا کہ اس نے اللہ کے پاک نام والا تعویذ اپنے جسم سے الگ کیوں کیا...... شاید اسی کی سزا اسے مل رہی تھی...... اگر وہ تعویذ اس کے بازو پر بندھا ہوتا تو اس پر راکھشنی کے طلسم کا کبھی اثر نہیں ہو سکتا تھا، لیکن راکھشنی چڑیل نے بڑی مکاری سے اس کو تعویذ سے محروم کر دیا تھا...... عمران کو اپنے قریب ہی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی...... اس نے گردن گھما کر دائیں بائیں دیکھا...... اس کی گردن زمین سے تھوڑی سی باہر نکلی ہوئی تھی...... دُھندلی نیم جان روشنی میں اسے ایک طرف سے کوئی چیز تیزی سے رینگ کر اپنی گردن کے پیچھے کی طرف جاتی نظر آئی۔

دوسرے لمحے ہلکی سی پھنکار بلند ہوئی...... عمران کا ذہن خوف کے مارے سن ہو گیا...... یہ سانپ کی پھنکار تھی...... پھر ایک سانپ زمین پر رینگتا ہوا اس کے عقب

سے نکل کر اس کے سامنے آیا اور پھن کھول کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا...... عمران نے دہشت کے مارے آنکھیں بند کر لیں، مگر وہ کب تک آنکھیں بند رکھتا...... جب کافی دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو سانپ اسی طرح پھن کھولے اس کے سامنے بیٹھا اسے مسلسل تک رہا تھا...... یا اللہ پاک! میرے گناہ معاف فرما دے...... مجھ سے بڑی بھول ہو گئی...... یہ الفاظ بے اختیار اس کی زبان پر آ گئے۔

سانپ زبان بار بار باہر نکال کر ہلکی ہلکی پھنکاریں مارنے لگا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اپنی کنڈلی کو کھسیٹتے ہوئے عمران کے چہرے کے قریب آتا جا رہا تھا...... عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی موت کی آرزو کرنے لگا...... اس کا نچلا دھڑ تو پہلے ہی بے جان ہو کر ایک طرح سے مر چکا تھا...... اب وہ چاہتا تھا کہ سانپ اسے گردن پر ڈس کر اسے اس عذاب سے نجات دلا دے جس میں وہ پھنسا ہوا تھا...... اسے سانپ کی پھنکار بہت قریب سے آنے لگی...... اس نے آنکھیں کھول دیں اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی...... سانپ اس کی آنکھوں کے بالکل سامنے تھا اور اس کی بار بار باہر نکلتی ہوئی شاخہ زبان اس کے ہونٹوں کو چھونے ہی والی تھی...... عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور موت کا انتظار کرنے لگا، لیکن لگتا تھا کہ موت بھی اس سے منہ موڑ چکی تھی۔

کافی دیر بعد جب عمران نے آنکھیں کھولیں تو سانپ جا چکا تھا...... اس نے گردن موڑ کر دیکھا...... سانپ کہیں بھی نہیں تھا...... چھت کے پاس سیاہ دیوار میں سے جو روشنی کی دُھندلی سی لکیر نکل رہی تھی وہ اب پھیکی پڑتی جا رہی تھی، کچھ دیر گزرنے پر روشنی کی لکیر بجھ گئی اور اس موت کی کوٹھڑی میں ایک بار پھر گھپ اندھیرا چھا گیا۔

عمران کے لئے سب سے بڑی اذیت یہ تھی کہ اس کا احساس جاگ رہا تھا اور وہ موت اور حیات کے درمیان لٹکا ہوا تھا، نہ وہ زندہ تھا، نہ مردہ تھا...... وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اسے سوائے اندھیرے کے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا...... اچانک اس اندھیرے میں ایک روشنی چمکی اور عمران کو کوئی چیز جو ہوا میں

معلق تھی اپنی طرف آتی نظر آئی...... جب وہ اس کے نزدیک آئی تو عمران نے اسے پہچان لیا...... یہ جادوگرنی کی لاش کی کھوپڑی تھی۔

عمران کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"جادوگرنی! تو نے مجھے کس مصیبت میں پھنسا دیا ہے...... مجھے یہاں سے نکالو۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"تم خود اس مصیبت میں پھنسے ہو...... میں نے تمہیں مصیبت میں نہیں پھنسایا...... اگر تم اپنے بازو پر سے تعویذ نہ اُتارتے تو اس وقت تمہاری یہ حالت نہ ہوتی...... مجھے تمہاری حالت دیکھ کر تم پر رحم آ رہا ہے، مگر مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔"

عمران نے کہا۔

"مجھ سے بھول ہو گئی...... میں اس پر پچھتا رہا ہوں، لیکن خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکالنے کا کوئی راستہ سوچو۔"

کھوپڑی نے کہا۔

"یہ کام میری طاقت سے باہر ہے، لیکن میں تمہیں اس حالت میں چھوڑ بھی نہیں سکتی...... میں پھر آؤں گی۔"

یہ کہہ کر جادوگرنی کی کھوپڑی غائب ہو گئی۔

عمران کے ذہن کو ایک بار پھر مایوسیوں کے سیاہ بادلوں نے گھیر لیا...... وہ جادوگرنی کی لاش کی طرف سے بھی نا اُمید ہو چکا تھا...... اسے یقین تھا کہ وہ بھی اس کی مدد کو نہیں آئے گی...... اپنے ماں باپ، اپنے گھر اور اپنی محبوبہ منگیتر رُخسانہ کو یاد کر کے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... اب آنسو ہی اس کے رفیق غم تھے۔

وقت کا اسے کوئی اندازہ نہیں تھا...... دن ہے یا رات...... شام ہے یا دوپہر...... یہاں وقت کا کوئی نشان نہیں تھا...... اندھیرا...... اندھیرا...... اندھیرا اور اندھیرا...... سوائے

اندھیرے اور موت کے سناٹے کے اور کچھ نہیں تھا...... لگتا تھا وقت بھی ٹھہر ہے...... ایک جگہ آ کر رُک گیا ہے...... کسی وقت جو دُھندلی روشنی کا ایک نقطہ چھت کے کونے میں تھوڑی دیر کے لئے دُھندلی سی روشنی دینے لگتا تھا، وہ بھی اب اس ساتھ چھوڑ کر عمران کو گھپ اندھیروں کے حوالے کر گیا تھا۔

نہ جانے کتنا وقت گزر گیا...... وقت گزرا بھی یا نہیں، لیکن عمران کو محسوس ہو تھا جیسے کئی صدیاں اندھیرے میں گزر گئی ہیں کہ اچانک گھپ اندھیرے میں دھیمی دھیمی روشنی کا غبار سا اُبھرنے لگا...... عمران کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھ دیکھ کر پتھر ہو گئی تھیں...... کسی وقت اسے اندھیرا نظر آتا، کسی وقت اسے اندھیرا بھی نظر نہ آ تھا...... آنکھوں کے سامنے چنگاریاں سی جھڑنے لگتی تھیں، لیکن دُھندلی روشنی ہوئی تو اس نے آنکھیں کھول کر گردن اُوپر کر لی۔

اسے کونے میں جادوگرنی کی کھوپڑی فضا میں لٹکی ہوئی دکھائی دی...... کھوپڑی آہستہ آہستہ اس کی طرف آ رہی تھی...... اس کے چہرے سے کوئی پانچ چھ فٹ کے فاصلے پر آ کر کھوپڑی فضا میں رُک گئی...... عمران کے دل میں اُمید کی ہلکی سی کرن روشن ہو گئی...... شاید جادوگرنی کی کھوپڑی اسے وہاں سے نکالنے کی کوشش کرنے والی تھی...... غم و اندوہ کے دباؤ سے اب عمران سے پوری طرح بولا بھی نہیں جاتا تھا۔

اس نے کمزور سی خشک آواز میں کہا۔

"مجھے یہاں سے نکالو...... مجھے یہاں سے نکالو۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"میں تمہیں نکالنے کے لئے ہی یہاں آئی ہوں۔"

عمران کو کھوپڑی کے اس فقرے پر اعتبار نہ آیا...... اس کے تن مردہ میں جیسے ایک دم جان سی پڑ گئی...... اس نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

جادوگرنی کی کھوپڑی بولی۔

"مجھے تم سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے...... میں تمہیں یہاں سے نکالنے کے لئے ہی آئی ہوں...... میرے گورو دیوتا تجلی نے مجھے ایک خاص منتر بتایا ہے...... وہ منتر راکھشنی چڑیل کے طلسم کو ختم کر دے گا اور تم آزاد ہو جاؤ گے۔"

عمران نے کہا۔

"خدا کے لئے جلدی سے وہ منتر پڑھ کر پھونکو...... میں موت کے منہ میں پہنچ چکا ہوں۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی کہنے لگی۔

"جب میں منتر پڑھنا شروع کروں تو تم اپنی آنکھیں بند رکھنا...... جب تک میں نہ کہوں آنکھیں مت کھولنا۔"

عمران بولا۔

"تم جو کہتی ہو میں کروں گا۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے منتر کے اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے...... عمران نے اپنی آنکھیں بند کر لیں...... کچھ دیر تک اسے منتر پڑھنے کی آواز آتی رہی...... پھر آواز غائب ہو گئی اور اس کے کانوں میں تیز ہواؤں کا شور بلند ہونے لگا...... کچھ دیر کے بعد یہ شور بھی تھم گیا اور اس کے چہرے کے ساتھ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے ٹکرانے لگے...... ساتھ ہی جادوگرنی کی کھوپڑی کی آواز آئی۔

"آنکھیں کھول دو۔"

عمران نے آنکھیں کھول دیں...... کیا دیکھتا ہے کہ وہ ٹرنکومالی والے ٹورسٹ ہوٹل کے اپنے چھوٹے سے کمرے میں پلنگ پر لیٹا ہوا ہے...... کمرے میں اندھیرا ہو رہا ہے...... باہر سے بارش کی آواز آ رہی ہے...... عمران نے جلدی سے اپنے بازوؤں کو ٹانگوں کو ہلایا تو یہ دیکھ کر اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کا جسم اب پتھر کے اندر پتھر بنا

ہوا نہیں تھا بلکہ اس کے جسم میں دوبارہ زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی...... وہ جلدی سے اُٹھ کر بیٹھ گیا اور وہیں پلنگ پر قبلہ رو ہو کر سجدے میں گر گیا اور خدا کا شکر بجالاتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے...... جب اس کا جی ہلکا ہو گیا تو اس نے سجدے میں سے سر اُٹھا کر دیکھا کہ کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی کا غبار پھیل رہا تھا۔

دوسرے لمحے جادوگرنی کی کھوپڑی پلنگ کی پائنتی کی جانب فضا میں معلق نظر آئی...... عمران نے کہا۔

"تم نے مجھے راکھشنی چڑیل کی قید سے آزاد کروا کر مجھ پر جو احسان کیا ہے وہ میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"تم راکھشنی چڑیل کی قید سے ضرور آزاد ہو گئے ہو، لیکن اس کے جال سے ابھی تک باہر نہیں نکلے ہو...... تم ابھی تک اس کے جال میں ہی پھنسے ہوئے ہو...... ہو سکتا ہے وہ تمہیں ایک بار پھر اپنے قبضے میں لینے کے لئے تم پر حملہ کرے۔"

عمران نے کہا۔

"وہ ایسا کیوں کرے گی؟ میں نے اسے بدرُوح عورت کجلی کا طلسمی پتلا لا کر دے دیا ہے...... اب وہ مجھ سے کیا چاہتی ہے؟"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"تم نے اس کی قید سے فرار ہو کر ایک طرح سے اس کی بدی کی طاقت کو شکست دی ہے...... وہ محض تم سے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کرے گی۔"

عمران نے کہا۔

"کیا تم مجھے اس کے شر سے نہیں بچا سکتی ہو؟"

جادوگرنی کی کھوپڑی کہنے لگی۔

"میری اتنی طاقت نہیں ہے...... میں تمہارے لئے صرف اتنا ہی کر سکتی تھی کہ تمہیں زمین کے اندر سے نکال کر باہر لے آؤں...... وہ میں نے کر دیا، اس سے آگے میری طاقت نہیں کہ میں راکھشنی چڑیل کا مقابلہ کر سکوں، جبکہ اس کے پاس اب بدرُوح کجلی کی بھی طاقت آ چکی ہے۔"

عمران بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ تو کسی بھی وقت مجھے پھر سے اپنے قبضے میں کر سکتی ہے۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"تم بھول رہے ہو کہ تمہارے جسم میں بدرُوح کجلی کے طلسمی پتلے کا ایک کیل گردش کر رہا ہے اور تمہارے پاس بدرُوح کجلی کی آدھی طاقت اب بھی موجود ہے...... یہی وجہ ہے کہ راکھشنی چڑیل نے تمہیں زمین کے اندر زندہ دفن ضرور کر دیا، مگر وہ تمہیں ہلاک نہیں کر سکی...... اب بھی وہ تمہیں ہلاک نہیں کر سکے گی، مگر تم پر کوئی ایسی حالت طاری کر کے تمہیں کسی جگہ پھینک دے گی جو موت سے بھی بدتر ہو گی، نہ تم زندوں میں ہو گے نہ مردوں میں ہو گے اور ممکن ہے کہ وہاں میں بھی تمہاری مدد کرنے نہ پہنچ سکوں۔"

عمران پریشان ہو گیا...... جادوگرنی کی کھوپڑی نے اسے پریشان دیکھ کر کہا۔

"میں تمہیں ایک انگوٹھی دیتی ہوں...... یہ انگوٹھی تم اپنی انگلی میں پہنے رکھنا...... جب تک یہ انگوٹھی تمہاری اُنگلی میں ہو گی راکھشنی چڑیل تمہیں اپنے قبضے میں نہیں کر سکے گی۔"

عمران نے کہا۔

"میں اس کے طلسم سے کیسے بچوں گا؟"

کھوپڑی بولی۔

"تم مسلمان ہو...... ہر مسلمان کے پاس ایک بہت بڑی طاقت ہوتی ہے...... اس

طاقت کی اسے خبر ہو یا نہ ہو، لیکن یہ طاقت اس کے اندر موجود ہوتی ہے اور وہ طاقت مسلمان کا ایک خدا پر ایمان ہے...... تم اپنے ایمان کی طاقت سے دُنیا کی خطرناک سے خطرناک جادوگرنی اور چڑیل کے طلسم کو شکست دے سکتے ہو۔"

عمران کو فوراً اپنے تعویذ کا خیال آ گیا...... اس نے کہا۔

"میرے پاس اللہ کے پاک نام کا تعویذ ہے...... میں نے اسے راکھشنی کی ہدایت پر اس ہوٹل کے پچھواڑے ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دیا تھا۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"وہ تعویذ درخت کی شاخ سے غائب ہو چکا ہے، کیونکہ تم نے تعویذ کو اپنے بازو سے الگ کر کے اس کی بے ادبی کی تھی...... اب وہ تمہیں وہاں نہیں ملے گا۔"

عمران پچھتانے لگا کہ اس نے ایسا کیوں کیا...... جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"اس وقت تم دو دشمنوں کے بیچ میں پھنس گئے ہو...... ایک راکھشنی چڑیل ہے اور دوسری بدرُوح کجلی ہے...... راکھشنی چڑیل تمہاری اس لئے دشمن بن گئی ہے کہ ایک تو تم نے اس کی قید سے فرار ہو کر اس کو شکست دی ہے اور اس کی طلسمی طاقت کو للکارا ہے...... دوسرے اسے یہ ڈر ہے کہ تمہارے اندر بدرُوح عورت کجلی کی آدھی طاقت موجود ہے اور تم کسی بھی وقت اس طاقت کو دوگنی کر کے اس کے قبضے سے طلسمی پتلا چھین کر اسے ہلاک کر سکتے ہو...... بدرُوح عورت کجلی تمہاری اس لئے دشمن بن چکی ہے کہ تم نے اس کی طاقت کا سر چشمہ طلسمی پتلا اس کی دشمن راکھشنی چڑیل کے حوالے کر دیا ہے...... وہ تمہیں اس کی سزا دینا چاہتی ہے اور ہو سکتا ہے تمہیں ہلاک کرنے کی بھی کوشش کرے۔"

عمران کا سر چکرا گیا...... کہنے لگا۔

"یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں...... کیا اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"غافل انسان جب اپنی کسی غلطی کی وجہ سے کسی بڑی مصیبت میں پھنس جاتا ہے تو اسے اپنی غلطی کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑتا ہے...... تم بھی اپنی کسی غلطی کا خمیازہ بھگت رہے ہو...... اب تمہاری بھلائی اس میں ہے کہ تم صبر اور ہمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرو...... میں تمہاری یہی مدد کر سکتی ہوں کہ یہ انگوٹھی تمہیں دے دوں...... اس کو اپنی انگلی میں پہن لو...... اس میں قدرت کی کچھ اچھی طاقتیں ہیں جو برائی کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔"

عمران بولا۔

"کہاں ہے تمہاری انگوٹھی؟"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"اپنے سرہانے کے نیچے دیکھو...... تمہیں وہاں انگوٹھی پڑی ہوئی مل جائے گی۔"

عمران نے سرہانہ اُٹھا کر دیکھا...... نیچے سبز رنگ کی ایک انگوٹھی پڑی تھی جس میں کوئی نگینہ وغیرہ جڑا ہوا نہیں تھا...... یہ ایک چھلے کی مانند تھی...... عمران نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی...... اس نے جادوگرنی کی کھوپڑی سے کہا۔

"میں اب واپس اپنے شہر اپنے گھر جانا چاہتا ہوں...... وہاں میرے ساتھ جو کچھ ہو گا، میں اس کا جرات اور ہمت سے مقابلہ کروں گا۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی کہنے لگی۔

"جرات اور ہمت کے علاوہ جس طاقت کی تمہیں ضرورت ہو گی وہ تمہارے اندر موجود ایمان کی طاقت ہے...... یہ طاقت نیک عمل اور نیک خیالات سے حرکت میں آتی ہے...... جب تک تمہارا عمل نیک رہے گا، تم سچائی کے راستے پر چلتے رہو گے...... تمہارے ایمان کی طاقت تمہیں ہر آسیب اور طلسم سے محفوظ رکھے گی...... اگر کمزوری کے کسی لمحے تم سچائی کے راستے سے بھٹک گئے اور تمہارے خیالات اور عمل میں

برائی شامل ہوگئی تو شیطانی طاقتیں تم پر غالب آنے کی کوشش کریں گی اور وہ اپنی کوشش میں کامیاب بھی ہوسکتی ہیں...... اس لئے اپنے عمل کو برائی کے راستے پر چلنے سے اور اپنے ذہن کو برے خیالات سے بچاتے رہنا...... اسی میں تمہاری نجات ہے۔"

عمران بولا۔

"میں تمہاری ہدایت پر پوری طرح سے عمل کروں گا...... اب مجھے کسی طرح میرے گھر پہنچادو۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی پہلے تو خاموش ہوگئی...... اس نے کوئی جواب نہ دیا...... پھر کہنے لگی۔

"تمہاری طرح میں بھی اپنی دشمن چڑیلوں کے درمیان گھر چکی ہوں...... صرف تمہاری ہمدردی کا خیال مجھے یہاں لے آیا ہے...... میں خود خطرے میں ہوں...... راکھشنی چڑیل میری دشمن ہے اور جب اسے یہ پتہ چلا کہ میں نے تمہیں یہاں سے بھگادیا ہے تو وہ مجھ سے بڑا خوفناک انتقام لے گی۔"

عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے مجھے یہاں سے واپس اپنے شہر اکیلے ہی جانا ہوگا؟"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"راکھشنی کی قید سے فرار ہونے کے بعد حالات بدل گئے ہیں...... راکھشنی چڑیل تمہارے ساتھ اب میری بھی دشمن ہوگئی ہے...... وہ کسی بھی لمحے یہاں آکر میری لاش کو جلاکر بھسم کرسکتی ہے...... اس لئے اب میں زیادہ دیر تمہارے پاس نہیں ٹھہر سکتی۔"

عمران نے جھنجھلا کر کہا۔

"لیکن تم ہی مجھے یہاں لائی تھیں...... اب تمہارا فرض ہے کہ مجھے واپس پہنچاؤ۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی بولی۔

"میں نے تمہیں اس لئے یہاں پہنچایا تھا کہ تم بدروح عورت کجلی کا پتلا نکال کر میرے پاس لاؤ گے اور میں اسے جلاکر راکھ کردوں گی اور اس طرح سے دنیا کے انسانوں کو بدروح کے عذاب سے نجات مل جائے گی، لیکن تمہاری غلطی یا تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے ایسا نہ ہوسکا اور طلسمی پتلا میرے پاس لانے کی بجائے تم نے اسے راکھشنی چڑیل کے حوالے کردیا۔

تمہاری اس غلطی کی سزا اب ہم دونوں کو بھگتنی پڑے گی...... میں تمہارے لئے صرف اتنا ہی کرسکتی ہوں کہ تمہیں یہاں سے نکال کر بھارت کے صوبے آندھرا پردیش کے گاؤں شمشان گڑھ تک پہنچادوں...... اس سے آگے تمہیں خود پاکستان پہنچنا ہوگا۔"

عمران بولا۔

"ٹھیک ہے...... کم از کم میں اس جہنم سے تو نکل جاؤں گا۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے خبردار کرتے ہوئے کہا۔

"آندھرا پردیش کا گاؤں شمشان گڑھ کسی زمانے میں آباد گاؤں تھا...... پھر ایسا ہوا کہ اس گاؤں میں آس پاس کے جنگلوں کی ڈائنیں عورتوں کی شکل میں آکر رہنے لگیں...... انہوں نے گاؤں کے لوگوں کو کھانا شروع کردیا...... اس کے بعد لوگ ڈر کے مارے گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے اور گاؤں ویران ہوگیا...... اس گاؤں کے ایک مکان کا دروازہ کالے رنگ کا ہے...... اس مکان کی ایک کوٹھڑی میں تمہیں ایک صندوقچی ملے گی جس میں لاکھوں روپے کے بھارتی نوٹ پڑے ہوئے ملیں گے...... تم اپنی ضرورت کے مطابق صندوقچی میں سے نوٹ لے لینا اور اپنے شہر کی طرف روانہ ہوجانا...... کیا تم تیار ہو؟"

عمران کے سامنے دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا...... کہنے لگا۔

"ہاں...... میں تیار ہوں۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"اپنی آنکھیں بند کرو اور جب تک میں نہ کہوں ہرگز آنکھیں نہ کھولنا۔"

عمران نے آنکھیں بند کر لیں...... آنکھیں بند کرتے ہی اس کے کانوں میں شاں شاں کی آواز گونجنے لگی...... اس کا سر چکرانے لگا...... کچھ دیر کے بعد جادوگرنی کی آواز آئی۔

"اب آنکھیں کھول دو۔"

عمران نے آنکھیں کھولیں تو اس نے دیکھا کہ تاریک اندھیری رات ہے...... آسمان کو سیاہ گھٹاؤں نے ڈھانپ رکھا ہے...... وہ ایک سیاہ سنگلاخ ٹیلے کے پاس کھڑا ہے...... اسے تیز شور کی آواز سنائی دے رہی تھی...... یہ آواز ایسی تھی جیسے کہیں قریب ہی کوئی زبردست آبشار بلندی سے کسی تاریک گھاٹی میں گر رہی ہو...... وہ آہستہ آہستہ چلتا ٹیلے کی دوسری طرف آیا تو خوف سے اس کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

اس نے دیکھا کہ پندرہ بیس فٹ کی گہرائی میں ایک تیز رفتار دریا ٹیلوں اور چٹانوں کے درمیان پتھروں اور چٹانوں کے سنگلاخ کناروں سے ٹکراتا غیض و غضب کے عالم میں بہہ رہا ہے...... وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گیا...... اسے وہ گاؤں کہیں نظر نہیں آ رہا تھا جس کے بارے میں جادوگرنی نے اسے بتایا تھا...... دریا کی طوفانی موجوں کا شور اسے اور زیادہ ڈرا رہا تھا...... وہ دریا کی مخالف سمت کو چل پڑا...... دو تین چھوٹے بڑے ٹیلوں کے درمیان سے گزرنے کے بعد اسے کچھ فاصلے پر کھلی جگہ میں ایک الاؤ جلتا دکھائی دیا...... وہ اس طرف بڑھا...... قریب جا کر دیکھا کہ پتھریلی دیواروں اور ڈھلوؤں چھتوں والے پندرہ بیس مکانوں کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس کے باہر ایک چبوترے پر آگ کا الاؤ روشن ہے۔

خدا جانے یہ الاؤ کس نے جلا رکھا تھا...... وہ مکانوں کے پاس آ گیا...... بہت جلد اس پر یہ انکشاف ہوا کہ سب مکان خالی پڑے ہیں...... سب مکانوں کے دروازے کھلے

ہیں، اور کہیں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا...... وہ سمجھ گیا کہ یہی وہ شمشان گڑھ کا گاؤں ہے جہاں کے لوگ ڈائنوں کے ڈر کے مارے اپنے مکان چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں...... وہ سیاہ دروازے والے مکان کو تلاش کرنے لگا...... اندھیرے میں وہ بڑے غور سے ایک ایک مکان کے دروازے کو دیکھ رہا تھا...... اسے سارے مکانوں کے دروازے سیاہ نظر آ رہے تھے...... ایک مکان کا دروازہ کچھ زیادہ ہی کالا تھا...... جیسے جل کر سیاہ ہو گیا ہو...... دروازہ کھلا تھا...... عمران مکان کے اندر چلا گیا۔

مکان کے دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے جہاں کچھ بھی نہیں تھا...... کونے میں اسے کوئی چیز دکھائی دی...... وہ اس کے قریب گیا...... دیکھا کہ یہ ٹین کی ایک صندوقچی تھی...... اس نے صندوقچی کو کھولا تو اس میں کرنسی نوٹوں کی گڈیاں پڑی ہوئی تھیں...... جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا تھا کہ ان میں سے اپنی ضرورت کے نوٹ لے لینا جو سفر میں تمہارے کام آئیں گے...... عمران نے نوٹوں کی دو گڈیاں نکال کر جیب میں رکھ لیں اور مکان سے باہر آ گیا...... گاؤں کے باہر آگ کا الاؤ اسی طرح جل رہا تھا۔

عمران اس خیال سے آگ کے الاؤ کی طرف بڑھا کہ شاید وہاں گاؤں کا کوئی آدمی یا کوئی بھولا بھٹکا مسافر وہاں رات گزارنے کے لئے بیٹھا ہو...... آگ کا الاؤ ایک چبوترے پر روشن تھا...... نزدیک آتے ہی وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ مرگھٹ ہے اور چبوترے پر کسی مردے کی چتا جل رہی ہے...... وہ دل میں حیران ہوا کہ جب سارے کا سارا گاؤں ویران ہو چکا ہے اور لوگ گاؤں چھوڑ کر جا چکے ہیں تو یہ مردہ چتا پر جل رہا ہے...... چبوترہ زمین سے اڑھائی تین فٹ اُونچا تھا اور چتا کی لکڑیاں دھڑ دھڑ جل رہی تھیں...... فضا میں مردے کے جلنے کی بو پھیلی ہوئی تھی...... عمران اس خیال سے چتا کے چبوترے کی دوسری طرف آیا کہ شاید وہاں کوئی مردے کا رشتے دار بیٹھا ہو اور اس کی مدد سے اسے وہاں سے کسی نزدیکی ریلوے سٹیشن کے بارے میں معلوم ہو سکے...... جب وہ چتا کے چبوترے کی دوسری طرف آیا تو وہیں ٹھٹھک سا گیا۔

اسے چبوترے سے دس پندرہ گز دور آگ کے شعلوں کی روشنی میں کوئی ز
بیٹھا ہوا دکھائی دیا...... عمران نزدیک گیا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ ایک عورت ہے جو
کھولے سر جھکائے سوگوار بیٹھی ہے...... عمران یہی سمجھا کہ یہ مردے کی بیوی یا
رشتے دار ہے...... عمران قریب آیا تو عورت نے سر اُٹھا کر دیکھا...... یہ ایک نوجو
لڑکی تھی جس کا سانولا چہرہ چتا کے شعلوں کی روشنی میں چمک رہا تھا...... اس کی آنکھ
میں آنسو تھے...... عمران نے کہا۔

"مجھے مرنے والے کا افسوس ہے...... یہ تمہارا کون تھا؟"

لڑکی نے ہاتھ سے بالوں کو پیچھے کیا اور ساڑھی کے پلو سے آنسو پونچھ کر بولی

"یہ میرا پتی تھا۔"

اور وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر سسکیاں بھرنے لگی...... عمران اس کے
ہی زمین پر بیٹھ گیا...... اس ویران گاؤں میں یہی ایک عورت تھی جو اسے بتا سکتی
اس گاؤں سے نزدیکی قصبے یا کسی ریلوے سٹیشن کو کون سا راستہ جاتا ہے...... لڑکی کچھ
کے بعد چپ ہو گئی...... عمران نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"سنسار میں جب آدمی کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو اسے جانا ہی پڑتا ہے......
کرو...... بھگوان کی یہی مرضی تھی۔"

لڑکی نے عمران کی طرف آنسوؤں بھری آنکھیں اُٹھاتے ہوئے سہمی ہوئی
میں کہا۔

"تم مجھے پکڑنے تو نہیں آئے؟ اگر تم میرے گاؤں کے آدمی ہو تو میں تمہ
پاؤں پڑتی ہوں...... مجھے بے شک آگ میں ڈال دو...... پہلے میں ڈر کر بھاگ گئی
مگر اب میں اپنے پتی دیو کے ساتھ ہی چتا پر جل جانا چاہتی ہوں۔"

عمران نے اسے دلاسا دیتے ہوئے کہا۔

"بی بی! میں تمہارے گاؤں کا آدمی نہیں ہوں...... میں تو مسافر ہوں......

تاریکی میں راستہ بھول کر ادھر آ گیا ہوں...... تمہیں یہاں دیکھا تو تمہارے پاس
آ گیا...... اس خیال سے کہ تم سے کسی قریبی ریلوے سٹیشن کا پوچھوں تاکہ وہاں سے
میں اپنے شہر کو جا سکوں۔"

لڑکی نے سر جھکا دیا اور آہستہ آہستہ سسکیاں بھرنے لگی...... عمران نے پوچھا۔

"تمہارے گاؤں والے تمہیں کیوں پکڑنا چاہتے ہیں اور تم کیوں ڈر کر بھاگ
گئی تھیں۔"

لڑکی نے سر اُٹھا کر کہا۔

"میرے پتی کا نام ناتھن تھا...... میرے ماں باپ مر چکے تھے اور میں ایک اناتھ
آشرم میں رہتی تھی...... وہاں میری ملاقات ناتھن سے ہو گئی...... ہم دونوں ایک
دوسرے سے پریم کرنے لگے...... ہم شادی کرنا چاہتے تھے، مگر ناتھن کے پریوار والے
اس شادی کے خلاف تھے...... ہم گاؤں سے بھاگ کر ایک دوسرے گاؤں میں آ گئے اور
یہاں ہم نے شادی کر لی، مگر میری قسمت میں خوشیاں نہیں تھیں...... شادی کے ایک
ہفتے بعد ہی میرے پتی ناتھن کو ایک سانپ نے ڈس لیا اور وہ مر گیا...... اس گاؤں کے
لوگ مجھے بھی میرے پتی کے ساتھ چتا پر لٹا کر جلا دینا چاہتے تھے...... وہ مجھے ستی کرنا
چاہتے تھے مگر میں مرنے سے ڈر گئی اور موقع پا کر فرار ہو گئی...... گاؤں کے لوگ
میرے پتی کی لاش کو یہاں لے آئے اور چتا کو آگ دکھا کر چلے گئے...... میں قریب ہی
ایک جگہ چھپی ہوئی تھی...... جب گاؤں کے لوگ چلے گئے تو میں اپنے پتی کے انتم
سنسکار میں شریک ہونے کے لئے اس کی چتا کے پاس آ کر بیٹھ گئی...... یہ میری درد
بھری کہانی ہے۔"

عمران نے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے کہا۔

"میرا نام رام کلی ہے۔"

عمران نے کہا۔

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس گاؤں کے قریب کوئی ریلوے سٹیشن ہے؟"

لڑکی کہنے لگی۔

"یہ گاؤں شمشان گڑھ ویران ہو چکا ہے..... کہتے ہیں یہاں چڑیلوں اور ڈائنوں نے قبضہ کر لیا تھا اور وہ لوگوں کو ہڑپ کرنے لگی تھیں..... لوگ گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے..... یہاں سے قریب ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے..... سٹیشن کا نام شمشان گڑھ ہے.....اس سٹیشن پر ریل گاڑی آ کر ٹھہرتی ضرور ہے مگر ڈر کے مارے سٹیشن پر کوئی مسافر نہیں اترتا، مگر آپ کو کہاں جانا ہے؟ آپ کہاں سے آئے ہیں؟"

عمران نے یونہی کہہ دیا کہ ایک دوست کے گاؤں اس سے ملنے آیا تھا..... نہیں ملا تو غلطی کی کہ رات کے وقت نکل پڑا..... اب راستہ بھول کر اس طرف آ گیا ہوں۔

"خیر میں کسی نہ کسی طرح یہاں سے نکل جاؤں گا۔"

وہ لڑکی جس نے اپنا نام رام کلی بتایا تھا ہاتھ جوڑ کر بولی۔

"بھگوان کے لئے مجھے بھی ساتھ لے چلئے..... صبح ہونے والی ہے..... مجھے کسی نے دیکھ لیا تو وہ مجھے میرے گاؤں والوں کے حوالے کر دے گا اور وہ مجھے زندہ جلا ڈالیں گے۔"

عمران کہنے لگا۔

"لیکن تم میرے ساتھ کہاں جاؤ گی..... مجھے تو خود راستے کا علم نہیں ہے۔"

رام کلی بظاہر کچھ سوچ کر بولی۔

"یہاں سے آٹھ کوس اُتر کی طرف ایک گاؤں ہے..... وہاں میری ایک دُور کی پھوپھی کا گھر ہے..... وہاں ریلوے سٹیشن بھی ہے..... مجھے اپنے ساتھ وہاں لے

چلئے..... میں اپنی پھوپھی کے گھر رہ جاؤں گی..... آپ گاڑی میں بیٹھ کر اپنے شہر چلے جانا۔"

عمران کو یہ تجویز بڑی غنیمت لگی..... بولا۔

"ٹھیک ہے..... کیا تمہیں گاؤں کا راستہ آتا ہے؟"

رام کلی نے کہا۔

"ہاں..... راستے میں صرف ایک جنگل پڑتا ہے، مگر جنگل میں شیر باگھ نہیں ہوتے..... میں اِدھر سے کئی بار گزر چکی ہوں۔"

عمران نے اس لڑکی رام کلی کو ساتھ لیا اور اس کی رہنمائی میں ایک طرف روانہ ہو گیا..... اس لڑکی نے تو اندازے سے کہا تھا کہ صبح ہونے والی ہے مگر رات اتنی اندھیری تھی کہ لگتا تھا ابھی صبح بہت دُور ہے..... لڑکی اس اندھیری رات میں بھی عمران کو اس اعتماد کے ساتھ رواں دواں لئے جا رہی تھی جیسے وہاں کے چپے چپے سے واقف ہو..... عمران یہی سمجھا کہ یہ دیہاتی لڑکی ہے اور دیہاتی عورتیں اپنے علاقے کو تاریکی رات میں بھی پہچان لیتی ہیں۔

چلتے چلتے وہ ایک جنگل کے کنارے آ گئے..... وہاں جنگل میں درختوں کے سایوں میں اتنا اندھیرا تھا کہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا..... عمران نے کہا۔

"رام کلی! بڑا اندھیرا جنگل ہے..... یہاں بیٹھ کر دن نکلنے کا انتظار نہ کر لیں۔"

رام کلی بولی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ گاؤں کے لوگ یہاں بھی آ جائیں گے..... ابھی میں خطرے سے دُور نہیں ہوں، یہ جنگل چھوٹا سا ہے..... مجھے جنگل کا راستہ معلوم ہے۔"

عمران نے سوچا کہ لڑکی ٹھیک کہتی ہے.....اس علاقے سے جتنی جلدی ہو سکے نکل جانا چاہئے..... وہ اس کے ساتھ جنگل میں داخل ہو گیا، لیکن اس کی توقع کے

خلاف جنگل کافی بڑا تھا...... راستہ بھی دشوار گزار تھا...... اندھیرے میں عمران کو جہاں کچھ دکھائی نہ دیتا تو وہ رُک جاتا اور لڑکی اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے لے جاتی...... اسی طرح رُک رُک کر چلتے چلتے وہ ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے آگئے...... یہاں پہنچ کر لڑکی بیٹھ گئی اور بولی۔

”مجھے لگتا ہے کہ میں راستہ بھول گئی ہوں۔“

عمران بولا۔

”تم نے تو کہا تھا کہ تم اس جنگل کے راستوں سے واقف ہو۔“

رام کلی نے بھی کچھ پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”میں نے غلط نہیں کہا تھا لیکن اندھیرے میں راستہ بھول گئی ہوں۔“

”اب کیا کریں؟“ عمران نے پوچھا۔

رام کلی بولی۔

”کچھ دیر یہاں آرام کرتے ہیں...... کچھ دیر بعد صبح ہونے والی ہے...... دن کی روشنی میں ہمیں راستہ مل جائے گا۔“

عمران بھی بیٹھ گیا...... اسے چاروناچار صبح ہونے کا انتظار کرنا تھا...... ندی کا پانی پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے بڑے زوروشور سے بہہ رہا تھا...... رام کلی گھاس پر لیٹ گئی اور کہنے لگی۔

”تم بھی تھوڑی دیر لیٹ جاؤ...... تھکان اتر جائے گی۔“

عمران کا دل تو نہیں چاہتا تھا، مگر جنگل کے دشوار گزار راستوں پر چلتے چلتے وہ بھی کافی تھک گیا تھا، چنانچہ ایک طرف ہو کر وہ بھی وہیں گھاس پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ وہ کب اس جنگل...... اس ملک سے نکل کر اپنے وطن پہنچے گا...... اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں...... اس کے کانوں میں ندی کی تیز موجوں کا شور گونج رہا تھا، جس کی وجہ سے اس پر غنودگی طاری ہونے لگی اور پھر اس کی آنکھ لگ گئی۔

آنکھ لگتے ہی اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک باغ میں سنگ مرمر کے تخت پر م دراز ہے...... اس نے شاہی لباس پہن رکھا ہے...... یہی لڑکی جس نے اپنا نام رام کلی یا تھا اس کے پاس بیٹھی اس کے بالوں میں بڑے پیار سے انگلیاں پھیر رہی ہے اور کہہ ہی ہے۔

”مہاراج! کیا آپ بھی مجھ سے اتنا ہی پریم کرتے ہیں جتنا پریم میں آپ سے رتی ہوں۔“

عمران نے خواب کے عالم میں ہی جواب دیا۔

”مہارانی! تم میرے جیون کی جوت ہو...... میں جتنا پریم تم سے کرتا ہوں...... تم س کا اندازہ نہیں لگا سکتیں۔“

رام کلی جو مہارانی کے عالی شان لباس میں تھی، کہنے لگی۔

”مہاراج! پریم کی ان گھڑیوں کو امر بنانے کے لئے میں اپنی ایک خواہش پوری رنا چاہتی ہوں۔“

”ایسی کون سی خواہش ہے مہارانی؟“ عمران نے خواب میں ہی پوچھا۔

رام کلی بولی۔

”میں چاہتی ہوں ہم اپنی اپنی انگوٹھی ایک دوسرے کو پہنادیں تاکہ پریم کے یہ لمحے امر ہو جائیں۔“

عمران خواب میں زندگی کی ساری باتیں بھول چکا تھا...... اسے کچھ یاد نہیں تھا کہ اسے اپنی انگوٹھی کسی حالت میں بھی اپنے سے جدا نہیں کرنی...... اس نے کہا۔

”تم ایسا کر سکتی ہو مہارانی...... مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“

اور رام کلی نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتار کر عمران کی انگلی میں پہنادی اور عمران کی انگلی سے جادوگرنی کی دی ہوئی سیاہ انگوٹھی اتار کر اپنی انگلی میں پہن لی...... جیسے ہی عمران کی انگلی سے انگوٹھی جدا ہوئی ایک دھچکے کے ساتھ عمران کی آنکھ کھل گئی......

اس نے دیکھا کہ وہ اسی جگہ جنگل میں ندی کے کنارے لیٹا ہوا ہے...... ندی کے طو
پانی کا شور بلند ہو رہا ہے...... اس نے اُٹھنا چاہا مگر وہ اُٹھ نہ سکا...... اس نے اپنے ہا
پاؤں ہلانے کی کوشش کی مگر اس کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں نے ہلنے سے ا
کر دیا...... عمران گھبرا گیا...... بہت جلد اسے احساس ہو گیا کہ وہ بے جان مردے ک
طرح پڑا ہے...... اگرچہ اس کی رُوح اس کے جسم کے اندر رہی ہے مگر اس کا جسم ایک
مردہ لاش بن چکا ہے۔

❁ ❁ ❁

اس لمحے اچانک وہی لڑکی رام کلی اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

”تم سمجھتے تھے کہ تم میری قید سے آزاد ہو جاؤ گے...... تم نہیں جانتے کہ میں
تنی طاقت رکھتی ہوں...... مجھے افسوس ہے تو صرف اس بات کا ہے کہ تمہارے بازو
چاند گرہن کے نشان ہونے کی وجہ سے میں تمہیں ہلاک نہیں کر سکتی...... ورنہ
بھی تک میں تمہارے جسم کے ٹکڑے اُڑا چکی ہوتی، لیکن اس دفعہ میں تمہیں
ہاساگر کے طوفانوں کے حوالے کرنے والی ہوں جہاں سے تم ساری زندگی باہر
ہیں نکل سکو گے۔“

رام کلی نے یہ کہا اور اس کے چہرے پر آسمانی بجلی چمکی اور دوسرے لمحے اس کی
شکل راکھشنی چڑیل میں تبدیل ہو چکی تھی...... اس کی خوفناک شکل دیکھ کر عمران بھی
دہشت کے مارے کانپ اُٹھا۔

راکھشنی چڑیل نے ڈراؤنی اور بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

”اب تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ میں کون ہوں۔“

عمران اس سے کہنا چاہتا تھا کہ میں نے تمہارے ساتھ کوئی برائی نہیں کی......
میں نے تمہیں بدرُوح عورت کا طلسمی پتلا بھی لا کر دے دیا تھا...... پھر تم میرے ساتھ
یہ سلوک کیوں کر رہی ہو، لیکن اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا...... راکھشنی

چڑیل نے اسے اپنی انگلی دکھاتے ہوئے کہا۔

"یہ دیکھو...... جو انگوٹھی تمہیں میرے طلسم سے بچنے کے لئے جادوگرنی نے دی تھی وہ میرے قبضے میں ہے...... جاؤ میں تمہیں مہاساگر میں پھینکتی ہوں، جہاں مہاساگر کی مچھلیوں کی خوراک بن جاؤ گے...... یہی میرا انتقام ہے۔"

اور راکھشنی چڑیل نے لیٹے ہوئے عمران کو اُٹھا کر ندی میں پھینک دیا...... ندی کی طوفانی لہروں نے اسے دبوچ لیا...... پانی کا اس قدر زور تھا کہ عمران طوفانی رفتار کے ساتھ ندی کی موجوں پر بہتا دیکھتے دیکھتے دُور نکل گیا۔

وہ ایک بے جان درخت کی طرح بہہ رہا تھا...... طوفانی موجیں کبھی اسے اُچھالتیں، کبھی دائیں اور بائیں جانب پٹخ دیتیں...... عمران کا جسم سن ہو چکا تھا۔ ہاتھ پاؤں نہیں چلا سکتا تھا...... دو ٹیلوں کے درمیان میں سے گزرتے ہوئے ندی کا بہاؤ اور زیادہ تیز ہو گیا...... راکھشنی چڑیل نے عمران سے کہا تھا کہ وہ اسے مہاساگر یا بہت بڑے سمندر کے حوالے کر رہی ہیں جہاں مچھلیاں اسے کھا جائیں گی، جس بے بسی کی حالت میں وہ پہاڑی ندی کے رحم و کرم پر بہا چلا جا رہا تھا، اس کو دیکھتے ہوئے یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی تھی کہ جب یہ ندی کسی دریا میں گرے گی اور دریا آگے جا کر سمندر میں مل جائے گا تو وہ خونخوار شارک مچھلیوں کی خوراک بن جائے گا۔

ندی کی بپھرتی ہوئی موجیں اسے بے دردی سے اِدھر اُدھر پٹختی بہائے جا رہی تھیں...... رات کی تاریکی چھٹنے لگی...... بادلوں میں سے صبح کا اُجالا جھلکنے لگا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کی دونوں جانب بنجر ٹیلے تھے...... ٹیلوں کی دیواریں سیاہ تھیں...... موجوں کا شور اس کے کانوں کو بہرہ کر رہا تھا...... آہستہ آہستہ ٹیلے پیچھے ہٹنے لگے اور ندی کا پاٹ کشادہ ہونا شروع ہو گیا...... ندی کے کشادہ ہونے سے لہروں کا زور ٹوٹ گیا...... عمران ایک بے جان لاش کی طرح لہروں کے اوپر پڑا تھا...... جب صبح کی سپیدی چاروں طرف پھیل گئی تو عمران نے دیکھا کہ ندی ایک بہت بڑے دریا

میں آ کر مل گئی ہے...... اب وہ دریا میں بہہ رہا تھا۔

اس تصور ہی سے عمران کی رُوح کانپ اُٹھتی تھی کہ بہت جلد یہ دریا وسیع و عریض سمندر میں جا کر مل جائے گا اور پھر وہ خونخوار شارک مچھلیوں کی خوراک بن جائے گا...... راکھشنی چڑیل نے اس سے بڑا خوفناک انتقام لیا تھا...... وہ موجوں کے ساتھ بہتے ہوئے خدا کو یاد کر رہا تھا اور خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے مدد کا طلب گار تھا، لیکن اس دُنیا میں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے کسی گناہ کی سزا بھگتنی ہی پڑتی ہے...... وہ جانتا تھا کہ اب سوائے خدا کی ذات کے کوئی دوسرا اس کا مددگار نہیں ہے، چنانچہ وہ خدا ہی سے مدد کا طالب تھا اور بار بار توبہ استغفار پڑھ رہا تھا۔

اتنا وہ جانتا تھا کہ یہ وسطی بھارت کے صوبہ آندھرا پردیش یعنی حیدر آباد دکن کا علاقہ ہے اور سمندر یہاں سے کافی دُور ہے...... سورج بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا مگر اس کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی...... عمران کو دائیں جانب کچھ فاصلے پر دریا کے کنارے کے درختوں کی قطار ایک سیاہ لکیر کی طرح نظر آ رہی تھی...... وہ ہاتھ پاؤں نہیں ہلا سکتا تھا، لیکن وہ اپنی قوت ارادی سے اپنے جسم کو دائیں جانب دھکیلنے کی برابر کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح کنارے پر پہنچ جائے اور سمندر کے عذاب سے بچ جائے...... پھر ایسا ہوا کہ اچانک تیز ہوا چلنے لگی۔

اتفاق سے ہوا کا رُخ دائیں جانب والے کنارے کی طرف تھا...... اس کا فائدہ یہ ہوا کہ دریا کی موجیں عمران کو آہستہ آہستہ کنارے کی طرف دھکیلنے لگیں...... وہ دریا کی سطح پر پیٹھ کے بل بالکل چت لیٹا ہوا تھا...... کوئی طاقت اسے ڈوبنے سے بچا رہی تھی...... تیز ہوائیں اسے دریا کے دائیں کنارے پر لے آئیں اور وہ کنارے کے سرکنڈوں میں اُلجھ کر وہیں پڑا رہا...... اس نے اُٹھنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے جسم کو بالکل حرکت نہ دے سکا...... یہ راکھشنی چڑیل کے طلسم کا اثر ہی ہو سکتا تھا...... آسمان پر ہنوز سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ دریا کا کنارا تھوڑا سا اُونچا تھا اور گنجان درختوں

نے وہاں سایہ ڈال رکھا تھا...... کسی وقت کسی پرندے کے بولنے کی آواز آجاتی تھی اس کے بعد پھر سناٹا چھا جاتا تھا۔

عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دیا...... چند لمحوں کے بعد اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی پانی میں چلتا اس کی طرف آرہا ہے وہ گردن موڑ کر پیچھے نہیں دیکھ سکتا تھا...... آواز اس کے پیچھے سے آرہی تھی۔ اُوپر آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا...... اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کے سر کی طرف رُک گیا ہے...... عمران نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کون ہے۔"

کوئی شخص پانی میں چلتا ہوا اس کے سامنے سرکنڈوں کے پاس آکر رُک گیا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک سفید داڑھی اور نورانی چہرے والا بزرگ ہے جس کے ہاتھ میں لکڑی کا عصا ہے...... سر پر سبز عمامہ بندھا ہوا ہے...... اس نے بڑی شفقت بھری آواز میں کہا۔

"بیٹا! اُٹھو اور میرے ساتھ چلو۔"

عمران نے کہا۔

"میں اُٹھ نہیں سکتا۔"

بزرگ نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔

"اللہ کا نام لے کر اُٹھو۔"

عمران نے دل میں اللہ پاک کو یاد کیا تو اس کا جسم ایک دم گرم ہو گیا جیسے اس رگوں میں ایک دم سے گرم خون گردش کرنے لگا ہو...... اس نے وہاں ہاتھ اُٹھایا اس کا ہاتھ بلند ہو گیا...... بزرگ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اُٹھا لیا...... عمران پانی میں کھڑا ہو گیا...... اس کے جسم کی طاقت واپس آچکی تھی...... بزرگ نے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

وہ دریا میں سے نکل کر بزرگ کے ساتھ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔

بزرگ عمران کو جنگل میں درختوں کے درمیان ایک چھوٹی سی پرانی مسجد میں لے آیا...... مسجد میں محراب کے آگے ایک صف بچھی ہوئی تھی...... چھوٹا سا صحن تھا جس کی ایک جانب اُوپر سے آتا ہوا شفاف پانی کا ایک چشمہ بہہ رہا تھا...... بزرگ نے کہا۔

"میاں میرے ساتھ وضو کرو۔"

عمران نے بزرگ کے ساتھ وضو کیا...... وضو کرنے کے بعد بزرگ نے کہا۔

"اب میرے پیچھے دو نفل شکرانے کے ادا کرو۔"

عمران کا دل خدائے ذوالجلال کی محبت سے لبریز ہو رہا تھا اور اس پر رقت طاری تھی...... وہ بزرگ کے پیچھے ہاتھ باندھے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا...... بزرگ کے پیچھے اس نے خدا کے حضور شکرانے کے دو نفل ادا کئے تو اس کو محسوس ہوا جیسے اس کا دل ایک معصوم بچے کے دل کی طرح پاک ہو گیا ہے...... بزرگ نے اسے اپنے پاس صف پر بٹھا لیا اور کہا۔

"انسان خطا کا پتلا ہے...... انسان سے غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں، لیکن اچھا انسان وہ ہے جو اپنی غلطیوں پر نادم ہو کر خدا کے حضور صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ غلطی نہ کرے...... خدا اسے معاف کر دیتا ہے...... تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے...... میں سب کچھ جانتا ہوں۔"

عمران نے کہا۔

"محترم اگر آپ سب کچھ جانتے ہیں تو مجھے اس مصیبت سے نجات دلائیے۔"

بزرگ نے کہا۔

"یہ مصیبت خود تمہاری اپنی پیدا کی ہوئی ہے اور اسے تم خود ہی دُور کر سکتے ہو...... میں تمہارے حق میں صرف دعا کر سکتا ہوں کہ خدا تمہیں اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کی توفیق عطاء کرے، لیکن یاد رکھو...... خدا بھی ان کی مدد کرتا ہے جو خود

اپنی مدد کرتے ہیں۔"

عمران بولا۔

"مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

بزرگ نے کہا۔

"تمہیں اپنی قوت ایمانی کو اپنی رگوں میں ہر لمحے جاری وساری رکھنا ہوگا...... صرف یہی ایک طاقت تمہیں ہر قسم کی مصیبتوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے...... سمجھ لو کہ یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے...... تمہیں کسی لمحے خدا کی یاد سے غافل نہیں ہونا...... شیطانی طاقتیں تمہارا پیچھا کر رہی ہیں...... تمہیں ایمان کی طاقت سے ان کا مقابلہ کرنا ہوگا...... اگر ایک لمحے کے لئے بھی غافل ہوئے تو شیطانی طاقتیں تم پر غالب آسکتی ہیں...... میں نے تمہیں جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا ہے...... اب جو کچھ کرنا ہے وہ تمہیں خود ہی کرنا ہوگا...... السلام وعلیکم!"

یہ کہہ کر بزرگ نے عصا سنبھالا اور مسجد سے نکل گئے۔

عمران انہیں دیکھتا ہی رہ گیا...... ان کی ایمان افروز باتوں نے عمران کے دل میں ایک نئی توانائی پیدا کر دی تھی...... اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اکیلا شیطانی طاقتوں کا مردانہ وار مقابلہ کر سکتا ہے اور انہیں شکست دے سکتا ہے...... مسجد میں بیٹھے بیٹھے اس نے اپنی جیب میں سے بٹوا نکال کر اسے کھولا...... اس میں کرنسی نوٹ بھیگ چکے تھے...... اس نے نوٹوں کو نکال کر وہیں سکھانے کے لئے ڈال دیا اور سوچنے لگا کہ یہاں سے اسے کس طرف جانا چاہئے...... اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں پر آ گیا ہے...... اتنا اسے معلوم تھا کہ یہ حیدر آباد دکن کا علاقہ ہے اور کسی نہ کسی جگہ کوئی ریلوے سٹیشن ضرور ہوگا۔

جب کرنسی نوٹ تھوڑے تھوڑے خشک ہو گئے تو اس نے انہیں بٹوے میں ڈالا اور بٹوا جیب میں رکھ کر خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر نیکی کے راستے پر گامزن رہنے

کے لئے دعا مانگی اور خاموشی کے ساتھ مسجد سے نکل آیا...... مسجد کے باہر اسے درختوں کے درمیان پیچھے کی جانب جاتی ایک چھوٹی سی پگ ڈنڈی نظر آئی...... وہ اس پر چل پڑا...... یہ پگ ڈنڈی جنگل کے کنارے کنارے شمال مغرب کی طرف جا رہی تھی...... ابھی تک بارش رُکی ہوئی تھی...... عمران بارش آنے سے پہلے پہلے کسی گاؤں یا قصبے میں پہنچ جانا چاہتا تھا۔

خدا کے حضور دعا مانگنے اور بزرگ کی باتوں کی وجہ سے اس کا دل مضبوط ہو گیا تھا اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب کوئی راکھشنی چڑیل اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی...... وہ پورے اعتماد کے ساتھ چل رہا تھا...... ایک جگہ آ کر پگ ڈنڈی جنگل کو چھوڑ کر دُور درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف چلی جاتی تھی۔

عمران نے دیکھا کہ وہاں ناریل کے بھی درخت تھے...... زمین پر کچھ ناریل گرے ہوئے تھے...... اس نے ایک ناریل کو توڑا تو اس کا پانی خشک ہو چکا تھا...... اس نے دوسرا ناریل توڑا تو اس میں پانی بھی تھا اور اس کا گودا بھی تازہ تھا۔

اس نے ناریل کا پانی پیا اور تھوڑا بہت گودا کھایا اور آگے روانہ ہوا...... آگے اسے دو چار جھونپڑیاں دکھائی دیں...... ایک جھونپڑی کے باہر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ناریل کا حقہ گڑگڑا رہا تھا...... عمران اس کے قریب آیا تو بوڑھے نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا اور پوچھا۔

"کون ہو بابو...... کدھر جانا ہے؟"

عمران نے پوچھا۔

"یہاں ریلوے سٹیشن کس طرف کو ہے...... مجھے حیدر آباد جانا ہے۔"

بوڑھے نے کہا۔

"حیدر آباد تو یہاں سے بہت دُور ہے...... اِدھر جانے کے لئے تمہیں پہلے ناگ پور جانا ہوگا۔"

"ناگ پور جانے والی گاڑی مجھے کہاں سے ملے گی؟" عمران نے پوچھا۔

بوڑھا کہنے لگا۔

"یہ مجھے نہیں پتہ...... یہاں سے آگے بالاپورم کا گاؤں آئے گا...... وہاں سے لاری منگل پوری کے قصبے تک جاتی ہے...... منگل پوری میں ریلوے سٹیشن بھی ہے...... وہاں سے معلوم ہو جائے گا کہ ناگ پور کو جانے والی گاڑی کہاں سے ملے گی۔"

عمران نے بوڑھے کا شکریہ ادا کیا اور آگے چل پڑا...... کافی دیر تک چلتے رہنے کے بعد اسے دُور کسی گاؤں کے مکانات اور درخت دکھائی دیئے...... یہ بالاپورم کا گاؤں تھا...... یہاں سے اسے ایک خستہ حال لاری مل گئی جس نے اسے منگل پوری کے قصبے میں پہنچادیا...... منگل پوری میں ریلوے سٹیشن بھی تھا...... معمولی سا ویران ویران سٹیشن تھا...... معلوم ہوا کہ ناگ پور والی ٹرین اسے منگل پوری سے آگے گڑھ تارا کے ریلوے سٹیشن سے ملے گی، گڑھ تارا جانے والی گاڑی کے آنے میں ابھی دو گھنٹے تھے۔

عمران نے سٹیشن کے باہر ایک چھوٹی سی دکان کے باہر بیٹھ کر تھوڑا بہت کھانا کھایا...... مٹی کے گلاس میں کافی پی...... اس علاقے میں چائے کی بجائے کافی کا بہت رواج ہے...... اتنے میں بارش شروع ہو گئی...... عمران نے اسی سٹیشن پر سے ناگ پور کا ٹکٹ لے لیا اور پلیٹ فارم پر ایک سائبان کے نیچے آکر بیٹھ گیا...... اچانک اسے راکھشنی چڑیل کا خیال آگیا...... ایک لمحے کے لئے اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی مگر اس نے فوراً اپنے دل کو مضبوط کیا اور راکھشنی چڑیل کے خیال کو دل سے نکال دیا......

پھر اسے جادوگرنی کی لاش اور اس کی کھوپڑی کا خیال آگیا...... جادوگرنی اگرچہ اس کی ہمدرد تھی لیکن اس لمحے وہ اسے بھی یاد نہیں کرنا چاہتا تھا...... اس نے فوراً اس کے خیال کو بھی دل سے نکال دیا...... بارش موسلا دھار ہونے لگی تھی۔

چھوٹا سا پلیٹ فارم خالی پڑا تھا...... ایسے لگتا تھا کہ اس اسٹیشن پر کبھی کوئی گاڑی نہیں آئی...... کوئی مسافر بھی نظر نہیں آرہا تھا، کچھ دیر کے بعد بارش ہلکی ہو گئی......

وقت گزرتا چلا گیا...... خدا خدا کر کے دُور سے ریل گاڑی کے انجن کی سیٹی کی آواز سنائی دی...... گاڑی پلیٹ فارم پر آکر رُکی تو عمران جلدی سے ایک ڈبے میں چڑھ گیا...... دو منٹ رُکنے کے بعد گاڑی چل پڑی...... شام ہو چکی تھی جب وہ ناگ پور پہنچا...... یہاں سے وہ دلی جانے والی گاڑی میں سوار ہوا جس نے دو دن کے بعد اسے دلی پہنچادیا...... عمران کو جادوگرنی کی لاش نے جو پاسپورٹ لا کر دیا تھا وہ اس نے پلاسٹک کے ایک لفافے میں بند کر کے بڑی احتیاط سے سنبھال رکھا تھا۔

ایک رات اور ایک دن مزید سفر میں گزر گئے...... دن کے سوا ایک بجے وہ انڈیا کا بارڈر کراس کرنے کے بعد پاکستان میں داخل ہو گیا...... پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی اسے بھرپور تحفظ اور امن و سلامتی کا احساس ہوا...... گھر والوں کو اس نے اپنے پراسرار دہشت زدہ سفر کی اصل داستان سنانے کی بجائے یہی بتایا کہ اسے ایک دوست کے ساتھ گلگت اور سوات کے دورے پر اچانک جانا پڑ گیا تھا...... گھر والوں کے لئے یہی خوشی بہت تھی کہ وہ خیریت سے گھر واپس آگیا ہے، مگر رُخسانہ کو اس نے ساری کہانی سنادی...... رُخسانہ سن کر پریشان ہو گئی، کہنے لگی۔

"اس کا مطلب ہے کہ راکھشنی چڑیل تم سے بدلہ لینے یہاں بھی پہنچ سکتی ہے۔"

عمران بھی فکر مند تھا...... کہنے لگا۔

"میں خود اس خیال سے پریشان ہوں، مگر میں کیا کر سکتا ہوں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"تمہیں آج ہی بزرگ عامل شاہ جی کے پاس جا کر ان سے نیا تعویذ لے کر بازو پر باندھ لینا چاہئے...... کوئی پتہ نہیں...... یہ...... یہ بلائیں کب تم پر حملہ کر دیں۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" عمران بولا۔

رُخسانہ کو بہت تشویش ہو رہی تھی...... وہ اسی وقت عمران کو لے کر شاہ جی کے ہاں پہنچ گئی اور ان سے ایک نیا تعویذ لے کر عمران نے اپنے بازو پر باندھ لیا...... شاہ جی

نے کہا۔

”تمہیں اب یہ تعویذ اپنے بازو سے ہرگز نہیں اتارنا چاہیئے۔“

عمران نے کہا۔

”میں آپ کی ہدایت پر سختی سے عمل کروں گا۔“

شاہ جی سے تعویذ لے کر رُخسانہ اور عمران کالج میں واپس آکر کینٹین میں بیٹھ گئے...... رُخسانہ کہنے لگی۔

”اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ بدرُوح عورت یا راکھشنی چڑیل تمہیں کچھ نہیں کہہ سکے گی۔“

عمران بولا۔

”مگر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ ابھی تک بدرُوح عورت کجلی خاموش کیوں ہے...... کیا اسے ابھی یہ علم نہیں ہوا کہ اس کا طلسمی پتلا جس میں اس کی جان اور اس کی طاقت کا راز چھپا ہوا ہے راکھشنی چڑیل چھین کر لے گئی ہے؟“

رُخسانہ کہنے لگی۔

”شہر میں ابھی تک مردوں کے غائب ہونے یا زندہ انسانوں کے مردہ ڈھانچوں میں تبدیل ہو جانے کی کوئی واردات بھی نہیں ہوئی۔“

عمران نے کہا۔

”آج بدرُوح کا پتلا راکھشنی چڑیل کے قبضے میں گئے ایک ہفتہ گزر چکا ہے...... یہ ہو نہیں سکتا کہ بدرُوح عورت کو اس کا پتہ نہ چلا ہو۔“

رُخسانہ بولی۔

”ان باتوں کو بھول جاؤ...... یہ ان بدرُوحوں کا آپس کا معاملہ ہے...... وہ جانیں اور ان کا کام...... تم اب اپنی پوری توجہ پڑھائی کی طرف دو۔“

عمران بولا۔

”رُخسانہ! تم نہیں جانتیں...... مجھے معلوم ہے کہ میں ابھی تک ان بدرُوحوں اور چڑیلوں کی دلدل میں پھنسا ہوا ہوں۔“

رُخسانہ نے عمران کو سخت لہجے میں کہا۔

”خبردار! جو آئندہ تم نے میرے سامنے ان بدرُوحوں اور چڑیلوں کا ذکر کیا...... چلو، باہر چل کر باغ میں بیٹھتے ہیں۔“

وہ کینٹین سے اُٹھ کر باہر کالج کے لان میں آکر بیٹھ گئے اور رُخسانہ امتحان کی تیاریوں کی باتیں کرنے لگی، مگر عمران اپنے دل پر ایک بار پھر ایک بوجھ سا محسوس کرنے لگا تھا...... اسے یقین تو ضرور تھا کہ تعویذ کی وجہ سے بدرُوح اور راکھشنی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی، لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ بدرُوح اور راکھشنی چڑیل دونوں اس کی جان کی دشمن بن چکی ہیں...... راکھشنی اس لئے اس کی دشمن ہے کہ اس کی وجہ سے اسے ذلیل ترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور بدرُوح عورت کجلی اس لئے اس کی دشمن ہو گئی ہے کہ اس نے اس کا طلسمی پتلا راکھشنی کے حوالے کر کے اس کی طاقت خاک میں ملا دی ہے اور اب کسی بھی وقت راکھشنی چڑیل اس کو ہلاک کرنے کی کوشش کر سکتی ہے۔

✿✿✿

عمران غلط نہیں سوچ رہا تھا۔

اس کا خدشہ صحیح تھا، کیونکہ اس وقت تک بدرُوح عورت کو پتہ چل چکا تھا کہ اس کا پتلا جس میں اس کی طاقت کا راز چھپا ہوا ہے اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہے، جس وقت عمران نے سری لنکا کے چڑیلوں والے جنگل کی پراسرار گپھاہ سے پتلا نکال کر راکھشنی چڑیل کے حوالے کیا تھا تو راکھشنی چڑیل نے بڑی چالاکی سے کام لیتے ہوئے بدرُوح کجلی کے پتلے کے اِردگرد ایک ایسا طلسمی ہالہ بنادیا تھا کہ اگر وہ پتلے کو ہاتھ بھی لگائے تو بدرُوح عورت کو یہ علم نہیں ہوسکے گا کہ اس کا پتلا گپھاہ سے غائب ہو کر اس کے کسی دشمن کے پاس پہنچ گیا ہے، کیونکہ راکھشنی چڑیل جانتی تھی کہ بدرُوح عورت کجلی اپنے زمانے کی بڑی خطرناک اور طاقتور جاڈوگرنی تھی، چنانچہ جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ اس کا پتلا اب اس کے پاس نہیں رہا اور اس کی طاقت ختم ہوچکی ہے تو اسے فوراً علم ہو جائے گا کہ پتلا راکھشنی چڑیل نے چرایا ہے اور وہ اسی وقت طوفانی بجلی کی طرح راکھشنی چڑیل پر حملہ کرے گی اور اس سے پہلے کہ راکھشنی چڑیل طلسمی پتلے میں چھپی ہوئی طاقت کو طلسم کے ذریعے اپنے اندر جذب کرلے وہ راکھشنی چڑیل کے ٹکڑے اُڑادے گی اور پتلا ایک بار پھر اس کے پاس چلا جائے گا۔

چنانچہ اس نے بڑی مکاری سے کام لیتے ہوئے پتلے کو طلسمی خول میں بند کردیا

تھا..... جب عمران بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو اس نے عمران کا پیچھا کرنے کی بجائے سب سے پہلے طلسمی پتلے میں چھپی ہوئی طاقت کو اپنے اندر جذب کرنے کے عمل کی تیاری شروع کردی..... سری لنکا کے اسی چڑیلوں والے جنگل میں ایک صدیوں پرانا مندر تھا جہاں کبھی ہر سال ایک کنواری لڑکی کی قربانی دی جاتی تھی...... اب یہ مندر ویران ہو کر کھنڈر بن چکا تھا..... راکھشنی چڑیل اس مندر میں آگئی اور جس چبوترے پر کنواری لڑکی کو لٹا کر دیوی پر قربان کیا جاتا تھا وہاں چبوترے کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔

سال ہا سال گزر جانے کے بعد چبوترے کے پتھروں کا رنگ سیاہ پڑ چکا تھا اور ان پتھروں پر بے گناہ کنواری کا جما ہوا خون بھی اب پتھر بن چکا تھا..... راکھشنی چڑیل نے چبوترے کے وسط میں ایک دیا جلا کر رکھ دیا اور اس کے پاس ہی بدرُوح کا طلسمی پتلا رکھ دیا..... اس کے بعد راکھشنی چڑیل اس کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی..... اس نے اپنے بال ایک جھٹکے سے کھول کر اپنے کندھوں پر بکھیر لئے اور منتر پڑھنے شروع کردیئے۔

تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ منتر پڑھ کر طلسمی پتلے پر زور سے پھونک مار دیتی تھی..... ساری رات وہ اسی طرح دیا جلا کر پتلے کے سامنے بیٹھی منتر پڑھتی رہی..... دو راتیں اس نے یہ عمل جاری رکھا..... تیسری رات وہ ایک قریبی گاؤں میں گئی اور وہاں سے ایک بکری کو اُٹھا کر لے آئی..... بکری کو مندر میں لا کر اس نے اس کی گردن میں اپنے نوکیلے دانت گاڑ کر اس کا آدھا خون پیا اور باقی کا خون طلسمی پتلے پر ڈال دیا..... اس کے بعد وہ ایک بار پھر منتروں کا جاپ کرنے لگی..... دو راتیں وہ بکری کے خون میں ڈوبے ہوئے پتلے کے آگے بیٹھی یہ عمل کرتی رہی..... اس وقت تک عمران اپنے گھر پہنچ چکا تھا اور بدرُوح عورت اپنی آدم خوری کی بھوک مٹانے کے لئے کسی انسان کی تلاش میں اپنی رنجیب سنگھ کی سرائے والے آسیبی تہہ خانے سے نکل رہی تھی۔

یہ بڑی سرد اور تاریک رات تھی۔

یہ وہ رات تھی جب بدرُوح کجلی کی طلسمی طاقت اس کے پتلے کے ذریعے راکھشنی چڑیل کے جسم میں داخل ہونے والی تھی...... راکھشنی چڑیل اُدھر سری لنکا کے ویران مندر میں پتلا سامنے رکھ کر بیٹھی منتر پڑھ رہی تھی اور اس طرف بدرُوح عورت کجلی کسی انسان کے خون سے اپنی درندگی کی بھوک مٹانے آسیبی سرائے سے نکل کر گہری نیند سوئے ہوئے شہر کی طرف جا رہی تھی۔

راکھشنی چڑیل اپنے طلسمی عمل کا آخری مرحلہ ختم کرنے والی تھی...... اس نے آخری بار منتر پڑھ کر طلسمی پتلے پر پھونکا تو پتلے میں حرکت پیدا ہوئی...... وہ چبوترے پر لیٹے لیٹے اُٹھ کر بیٹھ گیا...... اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں...... راکھشنی چڑیل نے ڈراؤنی آواز میں کہا۔

"جادوگر کنڈلا کے پتلے! میں نے تمہارا عمل پورا کر دیا ہے...... اپنی ساری طاقت لے کر میرے جسم کے اندر جذب ہو جا۔"

پتلا کھڑے کھڑے کانپنے لگا...... کانپتے کانپتے اس کے منہ سے ایک دل ہلا دینے والی چیخ بلند ہوئی...... پھر اس کی آنکھوں میں سے تیز تیز سرخ لہو کے رنگ ایسی روشنی کی دو لکیریں نکل کر راکھشنی چڑیل کے جسم میں جذب ہونے لگیں...... راکھشنی چڑیل نے اپنے دونوں بازو کھول دیئے تھے جیسے بدرُوح عورت کجلی کی طاقت کا استقبال کر رہی ہو...... جب پتلے کے اندر کی ساری طاقت سرخ روشنی کی شعاعوں کی شکل میں راکھشنی چڑیل کے جسم میں جذب ہو گئی تو پتلے کی آنکھوں کی روشنی بجھ گئی اور وہ گر پڑا۔

راکھشنی چڑیل نے دونوں بازو اُوپر اُٹھا کر ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا...... اس کے ڈراؤنے قہقہے کی گونج سے پرانے مندر کے در و دیوار لرز اُٹھے...... وہ اپنی جگہ سے اُٹھی...... اس نے طلسمی پتلے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے چڑیلوں والے خوفناک چہرے کے سامنے کیا اور بولی۔

"کجلی! کجلی! میں نے تیری طاقت کا طلسم ختم کر دیا ہے...... آج سے لوک پرلوک

میں سب سے بڑی چڑیل اور سب سے بڑی جادوگرنی ہوں...... تیرے پاس اب کچھ نہیں رہا، مگر میں جانتی ہوں کہ جب تک تو زندہ حالت میں ہے تو اپنی طاقت واپس لینے کے لئے جان کی بازی لگا دے گی، مگر میں تمہیں اس کی مہلت نہیں دوں گی...... میں تمہیں ابھی اسی وقت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر راکھشنی چڑیل نے طلسمی پتلے کے ماتھے کا ایک کیل اُکھاڑ کر نکالا...... اس کیل پر ایک منتر پڑھ کر پھونکا اور پھر اسے پتلے کے سینے میں زور سے ٹھونک دیا...... پتلا زمین سے ایک دم اُوپر کو اُچھلا اور پھر گر کر ساکت ہو گیا۔

ٹھیک اس وقت بدرُوح عورت کجلی رات کی تاریکی میں اپنے مکان میں سوئی ہوئی ایک لڑکی کی چارپائی کے قریب پہنچ چکی تھی...... لڑکی کو کھانے کے لئے اس نے اپنے دونوں لمبے ناخنوں والے ہاتھ اس کی گردن کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ بدرُوح عورت کجلی کے سینے میں درد کی ایک ایسی ٹیس اُٹھی جیسے کسی نے اس کے سینے میں گرم سلاخ گھونپ دی ہو...... اس کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ نکل گئی اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ تھام کر وہیں غائب ہو گئی...... غائب ہوتے ہی وہ اپنی آسیبی سرائے کے تہہ خانے میں نمودار ہوئی اور زمین پر گر کر تڑپنے لگی اور تڑپتے تڑپتے بے ہوش ہو گئی۔

دوسری طرف راکھشنی چڑیل نے پتلے کو وہیں ویران مندر کی ایک کال کوٹھڑی میں زمین کھود کر دفن کر دیا اور باہر نکل کر اندھیرے جنگل کے سناٹے میں ایک فاتحانہ نعرہ لگایا...... اب وہ لوک پرلوک ماضی اور حال کی سب سے بڑی چڑیل اور سب سے بڑی جادوگرنی تھی...... یہ نعرہ اس کی کامیابی کا اعلان تھا...... اس کے نعرے کی آواز کے ساتھ ہی سری لنکا، ہندوستان، برما، چین اور سندر بن اور کجلی بن کی ساری چڑیلیں اور پرلوک کی ساری بدرُوحیں اور زندہ اور مردہ جادوگرنیاں اس کے سامنے ظاہر ہو کر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئیں...... راکھشنی چڑیل نے گرج کر کہا۔

"میرا نام راکھشنی ہے...... آج سے میں تم سب کی مہارانی جادوگرنی...... مہارانی

بدروح اور مہارانی چڑیل ہوں...... آج سے لوک پرلوک پر میرا حکم چلے گا...... تم سب میری غلام ہو۔"

سب بدرُوحوں، چڑیلوں اور زندہ اور مردہ جادوگرنیوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

"راکھشنی مہارانی کی جے ہو...... راکھشنی مہارانی کی جے ہو۔"

دوسری طرف بدرُوح عورت کجلی رنجیت سنگھ کی آسیبی سرائے کے تہہ خانے میں بے ہوش پڑی تھی...... جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنے سینے پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ اس کے سینے کے عین درمیان زخم کا ایک چھوٹا سا کھرنڈ بنا ہوا تھا...... اس کو اپنے جسم میں سخت کمزوری محسوس ہو رہی تھی...... وہ فوراً سمجھ گئی کہ اس کے پتلے پر کسی دوسرے کا قبضہ ہو چکا ہے اور اس کی آدھی سے زیادہ طلسمی طاقت اس کے جسم سے نکل گئی ہے...... بدرُوح عورت کجلی تڑپ کر اُٹھ بیٹھی...... اگرچہ اس کے پاس اب ساری دُنیا کی بدرُوحوں اور جادوگرنیوں اور بدرُوحوں کی طاقت نہیں رہی تھی مگر وہ ابھی تک ایک بدرُوح ضرور تھی۔

اس نے سخت غصے کی حالت میں دونوں بازو اُوپر اٹھائے اور غائب ہو گئی...... وہ اسی لمحے سری لنکا کے چڑیلوں والے جنگل میں جا کر دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کا پتلا وہاں پر ہے یا نہیں...... اگر نہیں ہے تو وہ پتلا کون چرا کر لے گیا ہے...... وہ چڑیلوں کے جنگل کے آسیبی درختوں میں سے گزر کر سیدھی گپھا کے تہہ خانے میں آگئی...... یہ دیکھ کر اس کے ہوش اُڑ گئے کہ کونے والی زمین کھدی ہوئی تھی اور طلسمی پتلا وہاں نہیں تھا...... اب اس کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ یہ پتہ لگا سکے کہ اس کا پتلا کہاں ہے...... کس کے پاس ہے اور اسے کون چرا کر لے گیا ہے...... اس کے لئے بدرُوح عورت کو اپنی جادوگرنی سہیلی سے مشورے کی ضرورت تھی...... وہ وہیں سے غائب ہو کر رنجیت سنگھ کی آسیبی سرائے کے تہہ خانے میں واپس آگئی۔

تہہ خانے میں واپس آتے ہی اس نے ایک طلسم پڑھ کر پھونکا اور غائب ہو کر

رات کی تاریکی میں وہاں سے سینکڑوں میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے ایک ویران جنگل میں پہنچ گئی...... اس جنگل میں کسی زمانے میں دیول دیوی کا مندر ہوا کرتا تھا جو اب کھنڈر میں تبدیل ہو چکا تھا...... اس مندر میں ایک کوٹھڑی اب بھی باقی تھی جہاں دن کے وقت بھی گھپ اندھیرا چھایا رہتا تھا...... بدرُوح عورت اس کوٹھڑی میں آگئی...... اس نے کوٹھڑی کے اندھیرے میں کھڑے ہو کر سامنے والی تاریک دیوار کی طرف دیکھا اور لرزتی ہوئی آواز میں اپنی سہیلی جادوگرنی کو آواز دی۔

"میں کجلی ہوں...... مجھے تمہاری ضرورت ہے...... تم جہاں کہیں بھی ہو سب کچھ چھوڑ کر میرے پاس آجاؤ۔"

دوسرے لمحے دیوار کے اندھیرے میں سے اس کی سہیلی جادوگرنی کا ہیولا اُبھر کر سامنے آگیا...... بدرُوح عورت نے کہا۔

"تم میری ایک ہی سہیلی اور میری ہمدرد ہو...... مجھ پر ایک بھاری مصیبت آن پڑی ہے، جس طلسمی پتلے میں میری طاقت کا راز چھپا ہوا ہے وہ کوئی چرا کر لے گیا ہے۔"

سہیلی جادوگرنی خاموشی سے سنتی رہی...... پھر کہنے لگی۔

"تمہیں اپنے اُوپر بڑا غرور ہو گیا تھا کہ طلسمی پتلا واپس مل جانے سے تم لوک پرلوک کی سب سے طاقتور عورت بن گئی ہو...... تمہیں یہ خیال ہی نہ رہا کہ تمہارے دشمن تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہیں...... یہی غفلت تمہیں لے ڈوبی ہے۔"

بدرُوح عورت نے کہا۔

"میں اپنی غلطی مانتی ہوں...... لیکن اب میری مدد کرو...... مجھے بتاؤ کہ طلسمی پتلا کون چرا کر لے گیا ہے اور وہ کہاں پر ہے۔"

سہیلی جادوگرنی بولی۔

"سری لنکا کے جنگل کی جس ویران گپھا میں تم نے اپنا پتلا چھپایا ہوا تھا اسی جنگل میں راکھشنی نام کی ایک چڑیل بھی رہتی ہے...... تمہارا پتلا اسی کے پاس ہے۔"

بدرُوح عورت نے حیرت کے ساتھ کہا۔

"لیکن کسی بھی چڑیل کے پاس اتنی طاقت نہیں ہو سکتی کہ وہ گپھاہ میں سے میرا پتلا چرا کر لے آتی...... پھر راکھشنی چڑیل نے پتلا کیسے حاصل کر لیا؟"

سہیلی جادوگرنی بولی۔

"تم بھول گئی ہو کہ دُنیا میں اس وقت ایک ایسا انسان بھی ہے جس پر تمہارے پتلے کا طلسم اثر نہیں کر سکتا اور اس انسان کا نام عمران ہے۔"

بدرُوح عورت نے غضبناک ہو کر کہا۔

"تو کیا میرا پتلا عمران نے چرا کر راکھشنی چڑیل کے حوالے کیا ہے؟"

سہیلی جادوگرنی نے کہا۔

"اس کے سوا اور کون تمہارے پتلے کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔"

بدرُوح عورت نے چیخ کر کہا۔

"مگر عمران کو کیسے پتہ چلا کہ میں نے اپنا پتلا سری لنکا کی ایک ویران گپھاہ میں چھپایا ہوا ہے؟"

سہیلی جادوگرنی بولی۔

"یہ پتہ تمہاری پرانی دشمن جادوگرنی کی لاش نے عمران کو بتایا تھا...... وہی جادوگرنی جس کی لاش میں کنڈلا جادوگر نے تمہارا پتلا رکھا ہوا تھا۔"

بدرُوح عورت سر پیٹ کر رہ گئی...... پھر غیض وغضب کے ساتھ بولی۔

"میں ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی...... میں ایک ایک کر کے ان سب کو قتل کر دوں گی۔"

سہیلی جادوگرنی نے کہا۔

"وہ تو تم جب کرو گی تب کرو گی اور اس کے باوجود تمہیں یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ اس وقت راکھشنی چڑیل تم سے زیادہ طاقتور ہے اور وہ دُنیا اور لوک پرلوک کی سب سے

بڑی جادوگرنی، بدروح اور چڑیل بن چکی ہے...... اس کا وار اگر چل گیا تو وہ تمہیں جلا کر بھسم بھی کر سکتی ہے۔"

بدرُوح عورت نے کہا۔

"پھر مجھے کیا کرنا چاہئے...... تم ہی کوئی راستہ بتاؤ۔"

سہیلی جادوگرنی بولی۔

"تمہیں سب سے پہلے اپنی طاقت کا پتلا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ جو طاقت تم سے چھین لی گئی ہے...... وہ تمہارے پاس واپس آ جائے...... اس کے بعد تم اپنے دشمنوں کو ٹھکانے لگا سکتی ہو۔"

بدرُوح عورت کجلی نے سہیلی جادوگرنی کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"مجھے کوئی راستہ بتاؤ...... اس وقت مجھے کچھ نہیں سوجھ رہا۔"

سہیلی جادوگرنی کہنے لگی۔

"اس وقت تمہارا پتلا راکھشنی چڑیل کے قبضے میں ہے...... اس پتلے کو تم بھی ہاتھ نہیں لگا سکتیں، کیونکہ اس پر راکھشنی چڑیل کے طلسم کا اثر ہے...... وہ طلسم تمہیں بھسم کر سکتا ہے۔"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہئے؟" بدرُوح عورت نے پوچھا۔ سہیلی جادوگرنی نے کہا۔

"اس وقت دُنیا میں صرف عمران ہی ایک ایسا انسان ہے کہ جو تمہارے پتلے پر ہاتھ ڈال سکتا ہے اور اس پر راکھشنی کا پھونکا ہوا طلسم کوئی اثر نہیں کر سکتا...... تمہارے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ کسی طریقے سے عمران کو اپنے قبضے میں کرو اور پھر اس کے ذریعے اپنا پتلا واپس لانے کی کوشش کرو۔"

بدرُوح عورت نے پوچھا۔

"لیکن مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ راکھشنی چڑیل نے میرا پتلا کس جگہ چھپایا ہوا ہے۔"

سہیلی جادوگرنی بولی۔

"وہ میں تمہیں بتادوں گی...... مجھے معلوم ہے راکھشنی چڑیل نے تمہارا پتلا کہاں چھپایا ہوا ہے...... سنو! تمہارا پتلا راکھشنی چڑیل نے سری لنکا کے ایک جنگل میں ہی ایک قدیم مندر کی کوٹھڑی میں دفن کر کے باہر آتشی طلسم کا حصار کھینچ دیا ہے......اس طلسم کے حصار میں سے تم بھی نہیں گزر سکتی ہو...... صرف عمران ہی اس طلسم حصار میں سے خیریت سے گزر کر پتلے کو اٹھا کر لا سکتا ہے...... میں نے تمہیں سب کچھ بتادیا ہے، اب آگے تمہارا کام ہے کہ تمہیں کیا کرنا ہے اور عمران کو کس طرح اپنے قابو میں کر کے اس کے ذریعے اپنی طاقت والا پتلا واپس حاصل کرنا ہے...... میں جارہی ہوں...... میں بار بار تمہارے پاس نہیں آسکتی...... اس لئے کسی اشد ضرورت کے وقت ہی مجھے بلانا۔"

اور سہیلی جادوگرنی غائب ہو گئی۔

یہ سن کر کہ اس کے پتلے کو چرانے میں عمران کا بھی ہاتھ ہے اور اس نے راکھشنی چڑیل کو لا کر دے دیا تھا...... بدرُوح کجلی غصے سے آگ بگولا ہو رہی تھی......وہ عمران کو اسی وقت جا کر موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتی تھی...... یہ اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا، مگر جب تک وہ عمران کے ذریعے اپنا پتلا واپس نہیں حاصل کر لیتی وہ عمران کو ہلاک نہیں کر سکتی تھی، بلکہ اسے اُلٹا عمران کی حفاظت کرنی تھی، کیونکہ وہی ایک ایسا انسان تھا جس کے بازو پر چاند گرہن کے اُوپر تلے دو دائروں کے نشان تھے اور اس کی وجہ سے صرف وہی اس کے طلسمی پتلے پر ہاتھ ڈال سکتا تھا...... اب بدرُوح عورت کو کوئی ایسی ترکیب سوچنی تھی، کوئی ایسا خطرناک منصوبہ تیار کرنا تھا کہ جس پر عمل کر کے وہ اپنا پتلا واپس اپنے قبضے میں کر سکتی تھی......وہ ابھی راکھشنی چڑیل کو بھی کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی، بلکہ اس کو اندھیرے میں رکھنا چاہتی تھی اور یہ تاثر دینا چاہتی تھی کہ اس نے راکھشنی چڑیل کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور اس کی زبردست

طاقت سے ڈر کر وہ روپوش ہو گئی ہے۔

سوچنا یہ تھا کہ عمران کو کس طرح اس ڈھنگ سے اپنے قبضے میں کیا جائے کہ وہ از خود اس کا پتلا واپس لانے پر تیار ہو جائے......اگر اس پر زبردستی کی گئی تو ہو سکتا ہے وہ بدرُوح عورت کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جائے اور چونکہ اس وقت بدرُوح عورت کے پاس آدھی سے بھی کم طاقت رہ گئی ہے، اس لئے خطرہ ہے کہ عمران کا وار اس پر چل جائے اور وہ اُلٹا اسے ہی ختم کر دے...... اس وقت بدرُوح عورت کو کسی گہری سازش سے کام لینے کی ضرورت تھی کہ جس سے لاٹھی بھی نہ ٹوٹنے پائے اور سانپ بھی مر جائے...... پتلا واپس مل جانے کے بعد بدرُوح عورت نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ راکھشنی چڑیل اور عمران دونوں میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔

یہ سوچ کر بدرُوح عورت نے عمران کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا......اسے ڈر تھا کہ کہیں عمران نے بزرگ عامل سے دوبارہ اللہ کے پاک نام والا تعویذ لے کر اپنے بازو پر نہ باندھ لیا ہو...... اس کا پتہ کرنا ضروری تھا...... اگر عمران نے ابھی تک تعویذ اپنے بازو پر نہیں باندھا تو بدرُوح عورت بڑی آسانی سے اسے اپنے قبضے میں کر کے اس کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کر سکتی تھی، لیکن اگر اس نے تعویذ باندھ لیا ہو گا تو پھر بدرُوح عورت کو کسی دوسرے منصوبے پر عمل کرنے کی ضرورت تھی۔

بدرُوح عورت کجلی اسی وقت غائب ہو کر عمران کے مکان کی طرف روانہ ہو گئی...... رات آدھی گزر چکی تھی...... عمران کے مکان پر اندھیرا چھایا ہوا تھا...... گھر کے سب لوگ سو رہے تھے...... عمران کے بیڈ روم کی بتی بھی بجھی ہوئی تھی...... بدرُوح عورت عمران کے بیڈ روم کی کھڑکی کے پاس آکر ظاہر ہو گئی...... وہ زمین پر کھڑی بڑے غور سے دوسری منزل والے عمران کے بیڈ رُوم کی کھڑکی کی طرف دیکھنے لگی...... پھر وہ آہستہ آہستہ زمین سے بلند ہونے لگی...... جب وہ دوسری منزل کے برابر آگئی تو بیڈروم کی کھڑکی کی طرف بڑھی...... اس وقت عمران اپنے پلنگ پر لحاف اوڑھے

گہری نیند سو رہا تھا...... رات سرد اور تاریک تھی...... درختوں کے نیچے ہلکی ہلکی سی دُھند پھیلی ہوئی تھی۔

بدرُوح عورت ہوا میں تیرتی ہوئی کھڑکی کے پاس آ کر رُک گئی...... کھڑکی بند تھی...... وہ بند کھڑکی میں سے بھی گزر سکتی تھی، مگر وہ یہ اطمینان کرلینا چاہتی تھی کہ عمران کے بازو پر تعویذ بندھا ہوا نہیں ہے، مگر اس کا علم اسے عمران کے بیڈروم میں داخل ہوئے بغیر نہیں ہو سکتا تھا...... وہ ایک دم غائب ہو گئی...... غائب ہو کر بھی وہ کھڑکی کے پاس ہی کھڑی رہی...... آخر اس نے کھڑکی میں سے اندر جانے کا فیصلہ کرلیا کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا...... جیسے ہی وہ غیبی حالت میں کھڑکی کے اندر داخل ہو کر عمران کے بیڈروم میں آئی، اسے ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ کھڑکی سے باہر اُلٹ کر جاگری اور قلابازیاں کھاتی ہوئی دُور تک چلی گئی۔

وہ نیم جان سی ہو کر زمین پر پڑی تھی...... اس کے جسم کی جیسے ساری طاقت ختم ہو گئی تھی...... وہ سمجھ گئی کہ عمران کے بازو پر اللہ کے پاک نام کا تعویذ بندھا ہوا ہے اور اسی تعویذ کی وجہ سے اسے زبردست جھٹکا لگا ہے...... وہ شکر کرنے لگی کہ زندہ بچ گئی تھی...... ورنہ تعویذ کے اثر سے وہ جل کر راکھ بھی ہو سکتی تھی...... دیر تک بدرُوح عورت اسی نیم جان حالت میں مکان کے عقبی باغ میں گھاس پر پڑی رہی...... جب اس کے جسم میں تھوڑی بہت طاقت واپس آ گئی تو وہ اُٹھی اور وہاں سے جان بچا کر فرار ہو گئی۔

وہ واپس اپنی اسی رنجیت سنگھ والی آسیبی سرائے کے تہہ خانے میں آ گئی اور بے چینی سے اِدھر اُدھر ٹہلتے ہوئے سوچنے لگی کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے...... عمران کو کس طرح اپنے قبضے میں کیا جا سکتا ہے...... سب سے پہلے تو عمران کے بازو سے تعویذ اتروانے کی ضرورت تھی اور یہ کام کوئی ایسا شخص ہی کر سکتا تھا جو عمران کے بہت قریب ہو اور جسے اس کا اعتماد حاصل ہو...... ایسا شخص عمران کی محبوبہ اور منگیتر رُخسانہ

ہی ہو سکتی تھی...... اس سے پہلے بھی بدرُوح عورت نے رُخسانہ کے ذریعے ہی عمران کے بازو سے تعویذ اُتروایا تھا...... اب بھی یہ کام صرف رُخسانہ ہی کر سکتی تھی، لیکن اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں عمران کو رُخسانہ پر شک نہ پڑ جائے...... اگر اس بار اسے رُخسانہ پر یہ شک پڑ گیا کہ وہ کسی بدرُوح کے زیر اثر آ چکی ہے یا تعویذ اتارتے وقت وہ جاگ پڑا تو بدرُوح عورت کا سارا منصوبہ خاک میں مل سکتا تھا۔

بدرُوح عورت کو خدشہ تھا کہ اس بار بزرگ عامل نے اسے ضرور خبردار کر دیا ہو گا کہ بدرُوح عورت رُخسانہ کے جسم میں داخل ہو کر اس کے بازو سے تعویذ اتروانے کی کوشش کر سکتی ہے اور یوں عمران ہوشیار ہو گیا ہو گا...... محتاط ہو گیا ہو گا...... بدرُوح عورت کجلی کا ناپاک ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا...... اچانک اسے ایک خیال آ گیا...... اس نے سوچا کہ رُخسانہ کے علاوہ صرف ایک عورت ایسی ہے جس کے کہنے پر عمران تعویذ کو اپنے بازو سے الگ کر سکتا ہے اور وہ عورت عمران کی ماں ہے...... اس خیال کے آتے ہی بدرُوح کجلی کی آنکھیں خوشی سے سرخ ہو گئیں، لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی خوشی مایوسی میں بدل گئی۔

رُخسانہ کو بدرُوح کجلی نے اس وجہ سے بڑی آسانی سے اپنے قبضے میں کر لیا تھا اور اس کے جسم میں داخل ہو گئی تھی کہ رُخسانہ ماڈرن فیشن کی لڑکی تھی اور وہ نماز روزے کی پابند نہیں تھی...... اس نے شاید ہی کبھی کوئی نماز پڑھی تھی، لیکن عمران کی والدہ بڑی عمر کی عورت تھی، اگر وہ نماز روزے کی پابندی ہوئی تو پھر بدرُوح عورت کا اس کے جسم میں داخل ہونا ناممکن تھا، کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس دل میں اللہ کے پاک نام نے اپنا گھر کر لیا ہو...... بدرُوحیں اور یہ بلائیں ایسے انسان کے جسم میں داخل نہیں ہو سکتیں بلکہ ایسے لوگوں سے بدرُوحیں دُور دُور رہنے کی کوشش کرتی ہیں۔

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ عمران کی والدہ پابند صوم وصلوٰۃ عورت ہے کہ نہیں اس کا مشاہدہ کرنے کی ضرورت تھی، چنانچہ بدرُوح نے فیصلہ کر لیا کہ وہ عمران کی والدہ

کے شب و روز کی مصروفیات کا جائزہ لے گی...... اس کے ناپاک منصوبے کی تکمیل کے لئے ایسا کرنا بہت ضروری تھا...... دوسرے روز بدرُوح عورت غیبی حالت میں عمران کے گھر میں آگئی...... اس وقت سب لوگ ناشتے کی میز پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے...... عمران بھی موجود تھا...... بدرُوح عورت کجلی دُور رہ کر انہیں دیکھ رہی تھی...... ناشتے کے بعد عمران کالج چلا گیا...... اس کا ڈیڈی بھی کسی کام سے چلا گیا...... گھر میں صرف نوکر اور عمران کی والدہ ہی رہ گئی...... نوکر گھر کی صفائی وغیرہ میں مصروف ہو گیا اور عمران کی والدہ ٹیلی ویژن کھول کر ٹی وی پر انڈیا کا کوئی پروگرام دیکھنے لگی۔

بدرُوح عورت کجلی نے سارا دن عمران کے گھر میں گزار دیا...... اس دوران اسے معلوم ہوا کہ یہ ایک ماڈرن تہذیب یافتہ گھرانا ہے اور دین مذہب کی طرف کسی کا کوئی خاص رجحان نہیں ہے...... گھر میں اللہ رسول کے نام کا کوئی قطعہ بھی لگا ہوا نہیں تھا...... بدرُوح عورت نے سارے گھر میں چل پھر کر دیکھا...... کوٹھی ماڈرن فیشن کی تھی اور کسی کمرے کی کسی الماری میں اللہ کے پاک کلام کا کوئی قرآن بھی موجود نہیں تھا، بلکہ اس کے اُلٹ ڈرائنگ روم میں ہالی ووڈ کی کسی ایکٹریس کی بڑی سی تصویر لگی ہوئی تھی...... بدرُوح عورت کجلی نے اسی شہر میں ایسے گھر بھی دیکھے تھے جہاں ٹیلی ویژن کے پروگرام بھی دیکھے جاتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی گھر کا کوئی نہ کوئی بزرگ صبح کو کلام پاک کی تلاوت ضرور کرتا تھا اور پانچ وقت کی نماز بھی ادا کی جاتی تھی...... ایسے بزرگ کی وجہ سے اس گھر میں خدا کی رحمت کا سایہ رہتا تھا اور وہ گھر بلاؤں سے محفوظ رہتا تھا، مگر دو دن عمران کے گھر میں گزارنے کے بعد بدرُوح عورت پر یہ انکشاف ہوا کہ وہاں نہ تو کوئی قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا، نہ گھر کا کوئی فرد نماز ہی پڑھتا تھا...... یہاں تک کہ عمران کی والدہ بھی دن میں کوئی نماز نہیں پڑھتی تھی۔

بدرُوح عورت کو اپنا منصوبہ کامیاب ہوتا نظر آرہا تھا...... اب وہ بڑی آسانی سے عمران کی والدہ کے جسم میں داخل ہو کر اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام کرواسکتی

تھی...... اب صرف اسے وقت کا انتخاب کرنا تھا کہ کس وقت عمران کی والدہ کے جسم میں داخل ہو کر اس کی روح کو اپنے قبضے میں کر کے اسے اپنی مرضی کے مطابق چلائے...... عمران کے گھر میں رہ کر بدرُوح عورت کجلی نے اس کی والدہ کی روزمرہ کی مصروفیات کا بھی مشاہدہ کیا تھا، چنانچہ اس نے اپنے ناپاک منصوبے پر عمل کرنے کے لئے ایک خاص وقت کا انتخاب کر لیا...... یہ خاص وقت آدھی رات کا وقت ہی ہو سکتا تھا...... متبرک تعویذوں کے بارے میں بدرُوح کجلی اچھی طرح جانتی تھی کہ انہیں یا تو بہتے پانی میں بہا دینا چاہئے یا کسی پاک جگہ زمین کھود کر انہیں دفن کر دینا چاہئے۔

✿ ✿ ✿

یہ منصوبہ تیار کر کے بدرُوح کجلی ایک رات جبکہ ہر طرف خاموشی طاری
اور عمران کے گھر کے سب لوگ سو رہے تھے...... بدرُوح عورت کجلی اپنی
سرائے سے نکل کر عمران کی کوٹھی کے لان میں آ گئی...... اس نے دیکھا کہ لان
باغیچے میں گلاب کے پھولوں کی کیاریاں بنی ہوئی تھیں...... باغیچے کے کونے میں
پودے پر گلاب کے سفید پھول کھل رہے تھے اور وہاں ان پھولوں کی خوشبو بھی
ہوئی تھی...... وہ گلاب کے پودے کے قریب آ گئی...... اس نے پودے کی جڑوں
پاس ایک جگہ اپنی انگلی کا اشارہ کیا...... اس کے اشارے سے وہاں ایک چھوٹا سا گڑھا
بن گیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ کوٹھی میں داخل ہو گئی۔

اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران کی والدہ کا بیڈروم کہاں پر ہے...... اس
رات کا ایک بجنے والا تھا...... کوٹھی کے ٹی وی لاؤنج میں ایک کمزور روشنی والا بلب
رہا تھا جس کی روشنی میں دیوار پر لگی ہالی ووڈ کی ایکٹریس کی نیم عریاں تصویر صاف
آ رہی تھی...... اس قسم کے ماحول والا گھر بدرُوحوں اور بلاؤں کے لئے بڑا سازگار
ہے...... اگر ٹی وی لاؤنج میں اللہ رسول ﷺ کے پاک نام کا کوئی قطعہ دیوار پر
ہوتا تو بدرُوح کجلی کبھی اس کمرے مین داخل ہونے کی جرات نہ کرتی، لیکن یہ ایک

گھرانہ تھا، جہاں صبح سے شام تک انگریزی اور فلمی گانوں کے کیسٹ بجتے تھے اور
ڈش انٹینا اور کیبل کے ذریعے انڈیا کے واہیات ڈانس دیکھے جاتے تھے، چنانچہ
بڑی آسانی سے وہاں داخل ہو گئی تھی...... وہ سیدھی عمران کی والدہ کے بیڈ
طرف آ گئی...... بیڈ روم کا دروازہ بند تھا، مگر بدرُوح کے لئے یہ کوئی رکاوٹ
تھی...... وہ غیبی حالت میں ہی بیڈروم کے بند دروازے میں داخل ہو گئی۔

عمران کی ممی یعنی ماں لحاف اوڑھے گہری نیند سو رہی تھی...... بدرُوح کجلی پلنگ
پاس آ گئی...... کونے والے ٹیبل لیمپ میں زیرو کا بلب روشن تھا، جس کی بڑی مدھم
بیڈروم میں پھیلی ہوئی تھی...... بدرُوح عورت عمران کی ممی کے اور قریب
...... پھر وہ اپنی سرخ آنکھوں سے عورت کے ماتھے کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے
اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلنا شروع ہو گئے...... وہ ایک
طلسمی منتر پڑھ رہی تھی، چند سیکنڈ تک منتر پڑھتے پڑھتے بدرُوح کجلی غائب
اور اس کی جگہ سیاہ دھوئیں کی ایک لکیر نظر آنے لگی۔

پھر اس لکیر نے سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے عمران کی ممی کی طرف رینگنا
کیا اور اس کے ماتھے کو چھوا اور اس کے جسم میں داخل ہوتی چلی گئی...... ایسے لگ
جیسے عمران کی والدہ کا جسم خود بخود دھوئیں کی لکیر کو اپنے اندر جذب کرتا چلا جا رہا
...... جب ساری کی ساری دھوئیں کی لکیر اس کے جسم میں جذب ہو گئی تو عمران کی
جسم آہستہ سے کانپا...... دوسری بار اسے ایک جھٹکا سا لگا اور عمران کی ممی نے اپنی
کھول دیں...... اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

وہ کچھ دیر تک کمرے کی سامنے والی دیوار کو دیکھتی رہی...... آہستہ آہستہ اس کی
کی سرخی غائب ہو گئی اور ان کا رنگ نارمل ہو گیا...... بدرُوح عورت عمران کی
جسم میں داخل ہو چکی تھی...... اب پلنگ پر عمران کی ممی کے رُوپ میں بدرُوح
لیٹی ہوئی تھی...... وہ آہستہ سے اُٹھ بیٹھی...... کوئی اس کے اندر اسے اُٹھ کر

عمران کے کمرے کی طرف جانے کو کہہ رہا تھا۔

عمران کی ممی کا اپنا شعور اس سے جدا ہو چکا تھا...... اب وہ پوری طرح سے بدرُوح عورت کے قبضے میں تھی اور بدرُوح عورت اس کے اندر بیٹھی اسے جو کچھ کہہ رہی تھی وہ اس پر عمل کر رہی تھی...... عمران کی ممی پلنگ سے اتر آئی...... اس نے اپنا سلیپنگ گاؤن پہنا اور آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی بیڈ روم سے باہر نکل آئی...... وہ اس طرح چل رہی تھی جیسے خواب میں چل رہی ہو...... ڈرائنگ روم سے زینہ اوپر عمران کے کمرے کو جاتا تھا...... عمران کی والدہ آہستہ آہستہ زینہ چڑھ کر عمران کے کمرے کے دروازے پر آئی...... دروازہ بند تھا مگر اندر سے چٹخنی نہیں لگی ہوئی تھی...... اس نے بدرُوح کے حکم پر دروازے کو ایک ہاتھ سے کھول دیا...... دروازے کی ہلکی سی آواز پیدا ہوئی، مگر عمران اتنی گہری نیند سویا ہوا تھا کہ اسے کوئی خبر نہ ہوئی...... عمران کی ممی نے پلنگ کے پاس آکر عمران کو گہری نظروں سے دیکھا...... اس وقت وہ عمران کی ممی نہیں بلکہ بدرُوح عورت کجلی تھی جو اپنے بیٹے کو نہیں بلکہ اپنے شکار کو دیکھ رہی تھی لیکن بدرُوح عورت کجلی کو معلوم تھا کہ وہ خود کسی حالت میں بھی عمران کے تعویذ کو ہاتھ لگانا تو درکنار اس کے قریب جانے کا بھی خطرہ مول نہیں لے سکتی۔

چنانچہ بدرُوح عورت تھوڑی دیر کے لئے عمران کی ممی کے جسم سے الگ ہو گئی مگر عمران کی ممی کے جسم اور اس کے دل و دماغ پر اب بھی اسی کا قبضہ اور اس کا کنٹرول تھا...... بدرُوح عورت دھوئیں کی ایک پتلی سی لکیر کی طرح دکھائی دے رہی تھی اس نے عمران کی ممی کے ذہن میں سرگوشی کی۔

"یہ انسان جو سو رہا ہے اس کے بازو پر تعویذ بندھا ہوا ہے...... اس کا تعویذ اتار دو"

اتنی دیر میں بدرُوح عورت نے عمران پر کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر ایک پھونک دیا تھا جس کی وجہ سے عمران کی نیند بے ہوشی میں تبدیل ہو گئی تھی...... عمران کی ممی کو بدرُوح عورت نے اس لئے بھی اس کام کے لئے چنا تھا کہ تعویذ کے اترنے

سے اگر عمران کی آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ اپنی ممی کو دیکھ کر گھبرائے گا نہیں، حیران ضرور ہوگا اور اس سے پوچھے گا کہ ممی آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں تو اس کا جواب جو عمران کی ممی نے دینا تھا وہ بدرُوح عورت نے پہلے ہی سے سوچ رکھا تھا، لیکن عمران پر نیم بے ہوشی طاری رہی۔

عمران کی ممی یعنی بدرُوح عورت نے عمران کی ممی کے ذریعے عمران کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اتار لیا...... تعویذ عمران کی ممی کے ہاتھ میں لٹک رہا تھا اور وہ عمران کے پلنگ کے پاس کھڑی اپنے بیٹے کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی...... حقیقت میں عمران کی ممی کو کچھ خبر نہیں تھی کہ وہ کیا کر رہی ہے...... یہ سب کچھ بدرُوح عورت کجلی اپنے طلسم سے اس سے کروا رہی تھی...... بدرُوح عورت دھوئیں کی لکیر کی شکل میں اس سے دُور ہٹ کر کھڑکی کے پاس کھڑی تھی...... کھڑکی بند تھی...... اس نے عمران کی ممی کے ذہن میں سرگوشی کی۔

"تعویذ لے کر بند کھڑکی میں سے باہر نکل جاؤ۔"

عمران کی ممی کھڑکی کی طرف چل پڑی...... تعویذ اس کے سیدھے ہاتھ کی انگلیوں میں لٹک رہا تھا...... وہ بند کھڑکی میں سے گزر گئی...... اس کے پیچھے پیچھے بدرُوح عورت کی دھوئیں کی لکیر بھی بند کھڑکی میں سے باہر نکل گئی...... باغیچے میں سرد ٹھٹھرتی رات کا سناٹا تھا...... دُھند پھیلی ہوئی تھی...... عمران کی ممی دوسری منزل کی بلندی سے آہستہ آہستہ فضا میں معلق ہو کر نیچے آ گئی...... اس کے پاؤں زمین پہ لگے تو بدرُوح عورت نے سرگوشی میں اسے حکم دیا۔

"میرے ساتھ ساتھ آؤ۔"

دھوئیں کی سیاہ لکیر آگے آگے چلنے لگی...... عمران کی ممی اس کے پیچھے چل پڑی...... تعویذ اس کے ہاتھ میں تھا...... بدرُوح عورت کی دھوئیں کی لکیر عمران کی ممی کو لے کر باغیچے کے کونے میں گلاب کے پودے سے دو قدم ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔

اس وقت عمران کی ممی کا ذہن مکمل طور پر بدرُوح عورت کے کنٹرول میں تھا...... عمران کی ممی گلاب کے پودے کے پاس جو گڑھا کھدا ہوا تھا وہاں بیٹھ گئی...... اس نے تعویذ کو ہاتھوں میں لے کر بڑی عقیدت سے چوما...... اپنے ماتھے کے ساتھ لگایا اور پھر بڑی احتیاط کے ساتھ گڑھے کے اندر رکھ کر اس پر گلاب کے تین چار سفید پھول توڑ کر ڈالے اور آہستہ آہستہ اس پر مٹی ڈال کر زمین برابر کر دی...... بدرُوح عورت کجلی سیاہ دھوئیں کی لکیر کی شکل میں اسے برابر دیکھ رہی تھی...... جیسے ہی عمران کی ممی گلاب کے پودے سے ہٹ کر ایک طرف کھڑی ہوئی بدرُوح عورت کی سیاہ لکیر آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھی اور پھر اس کے جسم میں داخل ہو گئی۔

اس کے فوراً بعد عمران کی ممی جیسے خواب میں قدم اُٹھاتے ہوئے اپنی کوٹھی کے بند دروازے کی طرف چلنے لگی...... دروازہ بند تھا، مگر وہ بند دروازے میں سے اندر داخل ہو گئی...... ٹی وی لاؤنج میں زیرو کے بلب کی مدہم روشنی ہو رہی تھی...... وہ ٹی وی لاؤنج میں سے گزر کر اپنے بیڈ روم میں آئی...... سلیپنگ گاؤن اتار کر ایک طرف رکھا اور بستر میں گھس کر لحاف اوپر کر لیا اور آنکھیں بند کرتے ہی گہری نیند میں کھو گئی...... چند سیکنڈ کے بعد بدرُوح عورت دھوئیں کی لکیر بن کر عمران کی ممی کے جسم سے باہر آ گئی...... باہر آتے ہی وہ غائب ہو گئی۔

ممی کے بیڈ روم سے غائب ہونے کے بعد بدرُوح عورت عمران کے کمرے میں آ کر نمودار ہو گئی...... اب اس کے سامنے میدان صاف تھا...... عمران اس کے آگے بستر پر اس طرح بے سدھ پڑا تھا جس طرح دشمن ہتھیار پھینک کر سر جھکائے پڑا ہو...... عمران اب اس کے رحم و کرم پر تھا...... بدرُوح عورت نے اپنا ہاتھ بڑھا کر غضبناک عالم میں عمران کے سر کے بالوں کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور عمران غائب ہو گیا...... غائب ہو کر عمران ایک مکڑے کی شکل میں بدرُوح عورت کی مٹھی میں بند ہو گیا تھا...... بدرُوح کجلی اسے لے کر غائب ہو گئی...... عمران کو لے کر وہ سیدھی اپنی آسیبی سرائے

میں آ گئی...... عمران کو شیشے کی ایک بوتل میں بند کر کے اس نے چبوترے کے صندوق کے اوپر رکھ دیا اور دونوں بازو کھول کر ایک خاص منتر پڑھنے کے بعد اپنی سہیلی جادوگرنی کو آواز دی۔

"میری دوست جادوگرنی کی بدرُوح! میری سہیلی! میرے پاس آؤ...... مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

دوسری بار آواز دینے پر اس کی سہیلی جادوگرنی کی بدرُوح اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی...... بدرُوح کجلی نے سہیلی جادوگرنی کو شیشے کی بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ دیکھو! میں نے اپنے دشمن کو اس بوتل میں بند کر دیا ہے...... اب یہ میرے قبضے میں ہے...... مجھے مشورہ دو کہ مجھے سب سے پہلے کیا کرنا چاہئے، کیونکہ میرا مقابلہ ایک ہی وقت میں دو دشمنوں سے ہے...... ایک جادوگرنی کی لاش جو عمران کی مدد کرتی ہے اور دوسری راکھشنی چڑیل جس کی طاقت مجھ سے ایک ہزار گنا بڑھ چکی ہے اور جو اگر چاہے تو مجھے زمین میں زندہ دفن کر سکتی ہے۔"

سہیلی جادوگرنی نے کہا۔

"سب سے پہلے تمہیں جادوگرنی کی لاش کو ٹھکانے لگانا ہو گا جو کسی بھی لمحے کسی بھی حالت میں عمران کی مدد کو پہنچ سکتی ہے...... اس کے بعد تمہیں عمران کی مدد سے راکھشنی چڑیل سے اپنا طلسمی پتلا حاصل کرنا ہو گا جو بڑا نازک، خطرناک اور مشکل کام بن چکا ہے...... راکھشنی چڑیل اب کوئی معمولی چڑیل نہیں رہی...... تمہاری طاقت ملا کر اس کے پاس اب اتنی طاقت آ چکی ہے کہ تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتیں...... تمہیں کوئی قدم اُٹھانے سے پہلے ایک ہزار ایک مرتبہ سوچنا ہو گا۔"

بدرُوح عورت کہنے لگی۔

"اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے...... تم مجھ سے زیادہ سمجھدار اور تجربہ کار ہو اور

تم راکھشنی چڑیل کی طاقت کو جانتی ہو...... مجھے بتاؤ کہ میں کس طریقے سے اس پر وار کروں...... میں اس جنگ میں شکست نہیں کھانا چاہتی...... میری شکست میری موت ہوگی...... میں ہر حالت میں اپنا طلسمی پتلا اس سے واپس حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

بدرُوح عورت نے کہا۔

"یہ سب کچھ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی...... سب سے پہلے تم اپنے دشمن عمران کی دوست جادُوگرنی کی لاش کو ٹھکانے لگاؤ...... اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گی کہ اپنا پتلا حاصل کرنے کے لئے تمہیں کیا کرنا ہوگا، کیونکہ جادُوگرنی کی لاش تمہاری دشمنی کی وجہ سے عمران کی دوست بن چکی ہے اور کھوپڑی کی شکل میں آکر ہر مصیبت میں اس کی مدد کرتی ہے...... اس کو پہلے ختم کرنا ضروری ہے۔"

بدرُوح کجلی نے غصے سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے کہا۔

"میں جادُوگرنی کی لاش کے تو پرزے اُڑادوں گی۔"

سہیلی جادُوگرنی نے کہا۔

"پہلے تم یہ کام کرلو، پھر میں تمہیں بتاؤں گی کہ راکھشنی چڑیل سے اپنا پتلا حاصل کرنے کے بعد اسے کس طرح ٹھکانے لگانا ہے۔"

یہ کہہ کر سہیلی جادُوگرنی غائب ہوگئی۔

بدرُوح کجلی بھی اس کے بعد غائب ہوگئی...... اسے معلوم تھا کہ جادُوگرنی کی لاش کا ڈھانچہ ویران کھنڈر کے تہہ خانے میں ہے...... یہی وہ لاش تھی جس کی پسلیوں کے اندر کنڈلا جادُوگر نے بدرُوح کجلی کا پتلا چھپا کر رکھا تھا اور جسے عمران وہاں سے اُڑا کر لے گیا تھا اور جس کو بڑی مشکل سے بدرُوح کجلی نے دوبارہ حاصل کیا تھا اور جو ایک بار پھر اس سے راکھشنی چڑیل نے چھین لیا تھا۔

دوسری طرف جادُوگرنی کی لاش بھی بدرُوح کجلی کے خطرناک ارادوں سے بے

خبر نہ تھی...... وہ بھی کوئی معمولی جادُوگرنی نہیں تھی...... جیسے ہی اسے علم ہوا کہ بدرُوح کجلی اس کو ختم کرنے اس کے تہہ خانے کی طرف آرہی ہے، اس نے فوراً ایک خفیہ منتر کے ذریعے اپنے ڈھانچے کو غائب کردیا...... بدرُوح کجلی ویران کھنڈر کے تہہ خانے میں نمودار ہوئی تو اس نے دیکھا کہ چبوترے پر سرخ چادر اسی طرح پڑی تھی جیسے اس کے اندر جادُوگرنی کی لاش کا ڈھانچہ موجود ہو۔

اس نے چیخ کر کہا۔

"میری دشمن جادُوگرنی! اگرچہ میری طاقت تمہاری سازش کی وجہ سے مجھ سے چھین لی گئی ہے لیکن اس کے باوجود میرے پاس اتنی طاقت ہے کہ میں تمہیں جلا کر راکھ کردوں۔"

اور بدرُوح عورت کجلی نے ہاتھ بڑھا کر سرخ چادر کو اُٹھا کر دُور پھینک دیا...... یہ دیکھ کر اس کے ہوش اُڑ گئے کہ چادر کے نیچے جادُوگرنی کی لاش کا ڈھانچہ موجود نہیں تھا...... اس وقت بدرُوح کجلی کی حالت دیکھنے والی تھی، اس کے ہاتھ میں آیا ہوا دشمن اسے دھوکا دے کر فرار ہوگیا تھا...... وہ حلق سے دہشت ناک آوازیں نکالتے ہوئے تہہ خانے میں بگولے کی طرح گردش کرنے لگی...... ساتھ ساتھ ڈراؤنی آواز میں کہتی جارہی تھی۔ "تم میرے غضب کی آگ سے بچ کر کہاں جاؤ گی...... تم جہاں جاؤ گی میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گی اور وہیں جلا کر راکھ کردوں گی۔"

وہ بار بار غصیلی آواز میں منتر پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھی مگر اس کے منتر جادُوگرنی کی لاش کو واپس لانے میں ناکام ثابت ہو رہے تھے...... جب بدرُوح عورت کجلی کو یقین ہوگیا کہ جادُوگرنی کی لاش اس کی پہنچ سے دُور جاچکی ہے تو وہ غائب ہو کر اپنے رنجیت سنگھ سرائے کے آسیبی تہہ خانے میں واپس آگئی...... یہاں ایک طاق میں وہ بوتل اسی طرح پڑی تھی جس کے اندر عمران مکڑے کی شکل میں بند تھا۔

بدرُوح کجلی نے اسی لمحے منتر پڑھ کر اپنی سہیلی جادُوگرنی کو بلا لیا اور اسے بتایا کہ

جاؤ گرنی کی لاش غائب ہو چکی ہے......" سہیلی جاؤ گرنی نے کہا۔

"تم جاؤ گرنی کی لاش کو کچھ دیر کے لئے بھول جاؤ اور راکھشنی چڑیل سے اپنا پتلا حاصل کرنے کی مہم پر نکل پڑو...... جب تمہاری پوری طاقت تمہارے پاس آجائے گی تو پھر جاؤ گرنی کی لاش بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

بدرُوح عورت کجلی نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو...... مجھے سب سے پہلے راکھشنی چڑیل کو ٹھکانے لگا کر اس سے اپنی طاقت کا پتلا واپس لینا ہو گا۔"

سہیلی جاؤ گرنی اپنا مشورہ دے کر غائب ہو گئی۔

اب اس تہہ خانے میں بدرُوح کجلی تھی اور سامنے طاق میں عمران مکڑی کی شکل میں بوتل میں بند تھا...... بدرُوح کجلی نے بوتل کو اُٹھایا اور غائب ہو گئی...... دوسرے لمحے وہ ملک سری لنکا کے شمال مشرقی جنگل میں ظاہر ہو گئی...... وہ ان جنگلوں سے ناواقف نہیں تھی...... چڑیل کے رُوپ میں اس نے ان جنگلوں میں راکھشنی چڑیل سے پہلے بہت وقت گزارا تھا اور کئی بھولے بھٹکے مسافروں کو ہڑپ کیا تھا۔

ابھی اس نے چڑیلوں والے جنگل کا رُخ نہیں کیا تھا...... اس طرف جانے کا وہ خطرہ مول لے بھی نہیں سکتی تھی، کیونکہ اس کے پاس پوری طلسمی طاقت نہیں تھی...... اس خیال سے کہ راکھشنی چڑیل کو جنگل میں اس کی موجودگی کا پتہ نہ چل جائے...... بدرُوح کجلی نے ایک طلسم پڑھ کر اپنے جسم پر اور عمران جس بوتل میں بند تھا اس پر پھونک دیا تھا...... اس طلسم کے اثر سے بدرُوح کجلی کے جسم سے اور عمران کی بوتل سے خاص شعاعیں نکلنا بند ہو گئی تھیں...... یہی شعاعیں تھیں جو راکھشنی چڑیل کو اس کی موجودگی کی خبر دے سکتی تھیں...... ایسا صرف بدرُوح عورت کجلی ہی کر سکتی تھی...... اگر وہ ایسا نہ کرتی تو راکھشنی چڑیل کو ایک سیکنڈ میں اس کی موجودگی کا علم ہو جاتا اور وہ وہاں آ کر اسے یعنی بدرُوح کجلی کو وہیں ہلاک کر سکتی تھی، کیونکہ اس وقت

راکھشنی چڑیل کی طاقت کا مقابلہ دُنیا اور لوک پرلوک کی کوئی جاؤ گرنی یا چڑیل نہیں کر سکتی تھی، لیکن راکھشنی چڑیل کو بالکل علم نہ ہو سکا اس کی دشمنی بدرُوح کجلی اپنا طلسمی پتلا واپس لینے کے لئے وہاں پہنچ چکی ہے۔

اس کے باوجود بدرُوح عورت کجلی بے حد پھونک پھونک کر قدم اُٹھا رہی تھی...... وہ جانتی تھی کہ یہ سارا علاقہ راکھشنی چڑیل کے کنٹرول میں ہے اور یہاں اس کی حکمرانی ہے اور یہاں گھس کر راکھشنی چڑیل سے اپنا پتلا واپس لینا اور اسے ہلاک کرنا اتنا آسان کام نہیں ہے، لیکن یہ بدرُوح کجلی کا بھی زندگی اور موت کا سوال تھا، چنانچہ اس نے بھی اپنی جان کی بازی لگا دی تھی...... اس کھیل میں سب سے اہم مہرہ جو بدرُوح کجلی کے پاس تھا وہ عمران تھا، کیونکہ اس وقت دُنیا میں عمران ہی ایک ایسا انسان تھا جو اپنے بازو پر چاند گرہن کے خاص نشان ہونے کی وجہ سے راکھشنی چڑیل پر ہاتھ ڈال سکتا تھا اور اس پر راکھشنی چڑیل کے خطرناک سے خطرناک طلسم کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا...... لیکن سب سے پہلے بدرُوح عورت کجلی کو یہ معلوم کرنا تھا کہ راکھشنی چڑیل نے اس کا پتلا کس جگہ پر چھپایا ہوا ہے...... یہ کام بدرُوح کجلی کی طاقت سے باہر تھا...... اپنی طلسمی طاقت آدھی رہ جانے کی وجہ سے بدرُوح کجلی پتلے میں سے نکلنے والی طلسمی شعاعوں کو محسوس نہیں کر سکتی تھی...... ان شعاعوں کو صرف عمران ہی محسوس کر سکتا تھا...... یہ بالکل ایسے ہی تھا جیسے آج کے زمانے میں راڈار کام کرتا ہے...... بدرُوح کجلی کا راڈار اپنی کم طاقتی کی وجہ سے پتلے کی شعاعوں کو نہیں پکڑ سکتا تھا، جبکہ اپنے دو دائرہ نما چاند گرہن کے نشانوں کی وجہ سے عمران کا راڈار ان شعاعوں کو پکڑ سکتا تھا...... بدرُوح عورت کجلی جنگل میں ایک دور دراز ویران علاقے میں آ گئی...... یہ جنگل راکھشنی چڑیل کے ٹھکانے سے بہت دُور واقع تھا...... یہاں جس زمانے میں آج سے ہزاروں برس پہلے لنکا کے راجہ راون کی حکومت تھی تو راون نے ایک جگہ زمین کے نیچے ایک خفیہ باولی بنائی ہوئی تھی...... یہ باولی ایک چھوٹے سے تالاب کی شکل کی تھی...... وہاں

زمین کی گہرائی میں پانی نکل آیا تھا...... اس پانی کو راجہ راون نے ایک چھوٹے سے تالاب یعنی باولی کی شکل دے دی تھی...... اس باولی کے کنارے چار کوٹھڑیاں بھی اس نے بنوائی تھیں...... ان میں سے ایک کوٹھڑی میں اس نے اپنا بت رکھا ہوا تھا...... اس بت پر ہر مہینے کی ایک خاص تاریخ کو ایک کنواری لڑکی قربان کی جاتی تھی...... اس وقت راجہ راون خود وہاں موجود ہوتا تھا اور اس کی موجودگی میں بیچاری کنواری لڑکی کو اس کے بت کے سامنے لٹا کر ذبح کرتا تھا اور اس کا خون بت پر چھڑکتا تھا۔

راون کی موت کے ساتھ ہی قربانی کا یہ سلسلہ بند ہو گیا...... سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد یہ باولی ویران ہو گئی...... راون کا بت لوگوں نے توڑ دیا اور اس باولی کو جانے والا زمین دوز خفیہ راستہ بھی آہستہ آہستہ جنگلی جھاڑیوں اور درختوں نے ڈھانپ دیا، مگر بدروح عورت کجلی جانتی تھی کہ یہ خفیہ راستہ کس جگہ پر ہے...... وہ عمران کی بوتل لے کر جنگل میں اس مقام پر پہنچ گئی جہاں کسی زمانے میں راون کی خونی باولی ہوا کرتی تھی...... بدروح عورت کجلی کو وہاں پہنچتے ہی کنواری لڑکیوں کے خون کی بو محسوس ہوئی...... کنواری بے گناہ لڑکیوں کے خون کی بو ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی وہاں پر موجود تھی مگر اسے صرف بدروح کجلی ہی محسوس کر سکتی تھی...... خون کی بو کے ساتھ ساتھ چلتی بدروح کجلی ایک جگہ آ کر رک گئی۔

یہاں خون کی بو تیز ہو گئی تھی۔

بدروح کجلی اپنی سرخ آنکھوں سے جھاڑیوں کو گھورنے لگی...... وہاں ایک چھوٹا سا ٹیلا تھا...... یہ جھاڑیاں ٹیلے کی دیوار کے ساتھ بہت بڑے جھاڑ کی شکل میں اُگی ہوئی تھیں...... بدروح کجلی آگے بڑھ کر جھاڑیوں کو ایک طرف ہٹانے لگی...... تھوڑی سی کوشش کے بعد جھاڑیوں کے پیچھے ٹیلے کی دیوار میں ایک شگاف دکھائی دیا...... بدروح کجلی غائب ہو کر اس شگاف میں داخل ہو گئی...... شگاف کے اندر اس قدر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا کہ ایسا اندھیرا بدروح کجلی نے بھی پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا...... اندھیرے

میں اسے دُھندلا دُھندلا دکھائی دے رہا تھا...... اس نے دیکھا کہ ایک زینہ نیچے جاتا ہے...... وہ زینہ اترنے لگی...... کافی سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ زمین کی گہرائیوں میں پہنچ گئی...... یہاں اسے پانی کی دُھندلی سی چمک نظر آئی۔

اس نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا تالاب ہے جو گہرے پانی سے بھرا ہوا ہے...... یہی راون کی خونی باولی تھی...... اس باولی کے کنارے سامنے کی جانب ساتھ ساتھ چار کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں جن کے دروازے نہیں تھے...... اصل میں بدروح عورت کجلی کو اپنے طلسمی پتلے کی واپسی کی خطرناک مہم کے لئے کسی ایسی خفیہ جگہ کی ضرورت تھی جہاں بیٹھ کر وہ اپنی مہم کی منصوبہ بندی کر سکے اور راکھشنی چڑیل پر عمران کے ذریعے وار کر سکے...... اس جنگل میں راون کی خونی باولی سے بڑھ کر کوئی محفوظ جگہ نہیں ہو سکتی تھی...... بدروح کجلی نے چاروں کوٹھڑیوں کا جائزہ لیا...... ان کوٹھڑیوں میں مکڑیوں کے جالے ہی جالے لٹکے ہوئے تھے...... اسے ایک کوٹھڑی میں سانپ اور بچھو بھی رینگتے ہوئے دکھائی دیئے، مگر سانپ اور بچھو بدروح کجلی سے ڈر کر بھاگ گئے۔

ایک کوٹھڑی میں راون کے بت کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے...... لنکا کے راجہ راون کے دس سر ہوا کرتے تھے...... اسی وجہ سے ہندو لوگ آج بھی انڈیا میں راون کا جو پتلا جلاتے ہیں اس کے دس سر بناتے ہیں اور اس رسم کو دسہرہ کہا جاتا ہے...... یہ اصل میں دس سر الفظ ہے، جو بگڑ کر دسہرہ بن گیا ہے۔

بدروح کجلی نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے کونے میں راون کا صرف ایک ہی ٹوٹا ہوا سر پڑا تھا...... باقی کے سر اور دھڑ غائب ہو چکے تھے...... اس کوٹھڑی میں لڑکیوں کی قربانی دی جاتی تھی...... کوٹھڑی میں خون کی تیز بو ابھی تک موجود تھی...... ایک چھوٹا سا استھان یعنی چبوترہ بھی تھا جو ٹوٹ پھوٹ چکا تھا...... دیواروں میں طاق بنے ہوئے تھے...... بدروح کجلی نے اسی کوٹھڑی میں رہنے کا فیصلہ کر لیا...... سب سے پہلے اس نے وہ بوتل جس میں عمران مکڑی کی شکل میں بند تھا، ایک طاق میں رکھ دی...... اس

ے بعد وہ کوٹھڑی سے نکلی اور اس نے باولی کے اِرد گرد اور کوٹھڑیوں کے باہر طلسمی منتر پڑھ کر ایک طلسمی حصار کھینچ دیا...... یہ بڑا ہلاکت خیز طلسم تھا...... سوائے راکھشنی چڑیل کے کوئی اور چڑیل یا بدرُوح اس طلسم کے حصار میں آتے ہی جل کر راکھ ہو سکتی تھی...... کوئی انسان تو سوائے عمران کے اس طلسم سے بچ ہی نہیں سکتا تھا۔

اس کے بعد وہ زینہ چڑھ کر خونی باولی سے باہر آگئی...... یہاں بھی اس نے خونی باولی میں اترنے والے زینے کے شگاف پر طلسمی منتر پڑھ کر پھونکا اور شگاف کو جھاڑیوں سے ڈھانپ دیا اور واپس راون کی کوٹھڑی میں آگئی...... راون کی کوٹھڑی میں آنے کے بعد بدرُوح کجلی چبوترے کے شکستہ پتھروں پر بیٹھ گئی اور اس نے بلند آواز میں طلسمی منتروں کا جاپ شروع کر دیا...... کچھ دیر تک وہ اُونچی آواز میں منتر پڑھتی رہی...... پھر اپنے ہونٹ بند کر کے دل مین منتر دہرانے لگی...... جب اس نے منتروں کا چلہ پورا کر لیا تو دونوں بازو کھول کر بولی۔

وکرمی! وکرمی! میں نے تیرا چلہ پورا کر دیا ہے...... اب تجھ پر لازم ہو گیا ہے کہ میرے سامنے ظاہر ہو کر میرا ایک سوال پورا کر۔

کوٹھڑی میں بادلوں کی خوفناک گرج کے ساتھ بجلی چمکی اور کھلے بالوں والی کسی عورت کا ہیولا دیوار میں سے نکل کر سامنے آگیا...... یہ وکرمی چڑیل تھی جس کا بدرُوح کجلی نے چلہ کاٹا تھا...... وکرمی چڑیل نے پوچھا۔

"بول تیرا سوال کیا ہے؟"

بدرُوح کجلی نے کہا۔

"مجھے اپنے طلسمی پتلے کی تلاش ہے جس میں میری زندگی اور میری طاقت چھپی ہوئی ہے...... مجھے بتا کہ میرا پتلا کس جگہ پر ہے۔"

وکرمی چڑیل بولی۔

"میں دیکھ رہی ہوں کہ یہاں سے جنوب کی جانب بارہ کوس کے فاصلے پر جنگل

میں ایک پرانے مندر کا کھنڈر ہے...... یہ کھنڈر کبھی ایک مندر ہوا کرتا تھا...... اس مندر کے نیچے ایک اندھیری کوٹھڑی ہے...... تمہارا پتلا اس کوٹھڑی کے کونے میں زمین کے نیچے دبا ہوا ہے۔"

بدرُوح کجلی نے پوچھا۔

"اس ویران مندر کی نشانی کیا ہے؟"

وکرم چڑیل نے کہا۔

"اس ویران مندر کی ایک آدھی ٹوٹی ہوئی برجی ابھی باقی ہے...... یہی اس کی نشانی ہے۔" اس کے ساتھ ہی وکرمی چڑیل غائب ہو گئی۔

بدرُوح کجلی کو اپنے پتلے کا سراغ مل گیا تھا...... وہ یہ بھی جانتی تھی کہ راکھشنی چڑیل نے ویران مندر کی زمین دوز کوٹھڑی میں پتلا دبانے کے بعد مندر کے اِرد گرد ایسا طلسم پھونکا ہوا ہوگا جس کے اگر بدرُوح کبھی قریب بھی جائے گی تو جل کر بھسم ہو جائے گی...... اس مندر کے کھنڈر کے اندر کوئی بدرُوح، کوئی چڑیل، کوئی انسان طلسمی حصار میں سے گزر کر نہیں جا سکتا تھا، مگر صرف عمران اس طلسمی حصار میں سے محفوظ رہ کر گزر سکتا تھا...... وہ عمران کو اسی لئے اپنے ساتھ لائی تھی...... وہ فوراً اُٹھی...... طاق میں سے وہ بوتل اُٹھائی جس میں عمران مکڑی کی شکل میں بند تھا...... اس نے بوتل کا منہ کھول کر بوتل اپنے سامنے رکھ لی اور ایک بار پھر منتر پڑھ پڑھ کر بوتل پر پھونکنے لگی...... کچھ ہی دیر کے بعد بوتل کے اندر مکڑی غائب ہو گئی اور اس کی جگہ دھواں بھر گیا...... پھر یہ دھواں بوتل میں سے آہستہ آہستہ باہر نکل کر ایک چھوٹا سا گولا بن کر بدرُوح کجلی کے سامنے چبوترے پر ٹھہر گیا۔

بدرُوح کجلی نے بلند آواز میں ایک دوسرا منتر پڑھ کر دھوئیں پر پھونکا اور بولی۔

"تم میرے قبضے میں ہو...... تم میرے غلام ہو...... میں تمہیں جو کہوں گی تم وہی بن جاؤ گے۔" "میں تمہیں جیسا کہوں گی تم ویسے ہی کرو گے...... میں تمہیں حکم دیتی

ہوں کہ اپنی انسانی شکل میں ظاہر ہو جاؤ۔"

بد رُوح کجلی کے کالے جادُو کے اثر سے عمران پھر سے اپنی اصلی انسانی شکل میں آ گیا...... وہ انسانی شکل میں ضرور تھا مگر اس کے ذہن اور اس کے شعور پر بد رُوح کجلی کا قبضہ تھا...... اسے اپنا ذہن اور اپنا جسم ہلکا ہلکا اور اُڑتا اُڑتا سا محسوس ہو رہا تھا...... بد رُوح کجلی نے کہا۔

"تم میرا ہر حکم ماننے کے پابند ہو...... تم میرے ساتھ چلو گے۔"

بد رُوح کجلی نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر حلق سے ایک بھیانک آواز نکالی اور دونوں غائب ہو گئے...... وہ عمران کو لے کر راون کی خونی باولی والے جنگل سے اس جگہ پر آ گئی جہاں ایک خفیہ راستہ ویران مندر کے تہہ خانے کے اندر جاتا تھا...... بد رُوح عورت کجلی اس سے آگے نہیں جا سکتی تھی، کیونکہ اس کے آگے راکھشنی چڑیل کے کالے جادو کا حصار شروع ہوتا تھا...... اس طلسمی حصار میں سے صرف عمران ہی گزر سکتا تھا، اس نے عمران کے ماتھے کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے شکنجے میں لے کر ایک منتر پڑھا اور بولی۔

"جو کچھ میں نے تمہارے ذہن میں ڈال دیا ہے تم وہی کچھ کرو گے...... جاؤ میرا کام کر کے اسی جگہ واپس آ کر مجھ سے ملو۔"

عمران ایک مشینی آدمی کی طرح مڑا اور جھاڑیوں میں گھس گیا...... جھاڑیوں کے اندر سے گزر کر وہ نیچے ویران مندر میں آ گیا...... اس نے رُک کر چاروں طرف گھور کر دیکھا...... سامنے کی جانب بنی ہوئی ایک کوٹھڑی میں سے اسے خاص قسم کی بو آتی محسوس ہو رہی تھی...... بد رُوح عورت کجلی نے اسی بو کو اس کے ذہن میں ڈالا تھا، وہ اس کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔

کوٹھڑی کے قریب آیا تو اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ دو قدم پیچھے کو ہٹ گیا...... وہ ایک بار پھر آگے بڑھا...... اسے پھر جھٹکا لگا، لیکن وہ کوٹھڑی میں داخل ہو گیا...... کوٹھڑی میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا...... جیسے ہی وہ کوٹھڑی میں آیا جادُوگرنی کی لاش کی

کھوپڑی سامنے ظاہر ہو گئی...... عمران نے کھوپڑی کو دیکھا اور ٹھٹھک گیا۔

جادُوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"عمران! ہوش میں آؤ...... تم اپنی موت کا سامان کر رہے ہو۔"

عمران کو جادُوگرنی کی آواز ضرور سنائی دی مگر وہ اسے پہچان نہ سکا اور نہ ہی فضا میں معلق کھوپڑی کو دیکھ کر یہ جان سکا کہ یہ اس کی ہمدرد جادُوگرنی کی لاش کی کھوپڑی ہے...... جادُوگرنی کی آواز ایک بار پھر گونجی۔

"عمران! بد رُوح کجلی کو اس کا پتلا لے جا کر مت دینا...... نہیں تو تم ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنس جاؤ گے...... میں تمہیں خبردار کرنے آئی ہوں۔"

عمران پر بد رُوح کجلی کا قبضہ تھا...... اس نے کہا۔

"تو کون ہے جو مجھے کجلی دیوی کے حکم کو نہ ماننے کے لئے کہہ رہی ہے۔"

جادُوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"میں تمہاری ہمدرد ہوں...... مجھے پہچانو...... میری بات مانو اور یہیں سے میرے ساتھ بھاگ چلو۔"

عمران نے حلق سے ایک عجیب سی کسی جنگلی درندے ایسی آواز نکالی اور کہا۔

"یہاں سے دفع ہو جاؤ...... دفع ہو جاؤ...... نہیں تو میں تمہیں پاش پاش کر دوں گا۔"

جادُوگرنی کی کھوپڑی کو معلوم تھا کہ عمران پر بد رُوح کجلی کا اثر ہے اور وہ ایسا کر سکتا ہے...... اس نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا...... وہ فوراً غائب ہو گئی...... عمران کوٹھڑی کے کونے میں آ کر نیچے دیکھنے لگا...... اسے زمین کے اندر سے تیز گرم شعاعیں نکلتی محسوس ہوئیں...... وہ بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں سے مٹی ہٹانے لگا...... اس نے طلسمی پتلا نکال لیا...... پتلے کو دونوں ہاتھوں میں تھاما اور جس راستے سے وہاں آیا تھا اسی راستے زمین دوز مندر سے باہر نکل آیا۔

بدروح کجلی نے اسے اپنی طرف آتے اور اس کے دونوں ہاتھوں میں اپنے طلسمی پتلے کو دیکھا تو اس کی آنکھوں سے سرخ روشنی کی چنگاریاں پھوٹنے لگیں...... اس نے دونوں ہاتھ آگے کر لئے...... جیسے ہی عمران اس کے قریب آیا بدروح کجلی نے جھپٹ کر پتلا اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور اسے اپنی مضبوط گرفت میں لیتے ہوئے عمران کو بازو سے پکڑا اور فوراً غائب ہو گئی۔

غائب ہونے کے بعد وہ عمران کو اپنے ساتھ ہی لئے راون کی خونی باولی والی کوٹھڑی میں آ گئی...... اس نے عمران کو حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے چبوترے پر کھڑا ہو جائے...... عمران تو اس کا غلام بن چکا تھا...... اس نے ایسا ہی کیا...... بدروح کجلی نے حکم دیا۔

"میرے کالے جادو کی طاقت سے دھواں بن کر واپس اپنی بوتل میں چلے جاؤ۔"

عمران کا جسم اسی وقت دھوئیں کا گولا بن گیا...... پھر دھوئیں کا یہ گولہ ایک لہر کی شکل میں شیشے کی خالی بوتل میں داخل ہو گیا...... بدروح کجلی نے اسی وقت بوتل کا منہ زور سے بند کر دیا اور بوتل کو اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر بولی۔

"پھر اسی شکل میں بدل جاؤ جس شکل میں تم پہلے بوتل میں بند تھے"۔

اس حکم کو سنتے ہی بوتل میں بھرا ہوا دھواں سمٹ کر مکڑی کی شکل اختیار کر گیا۔

بدروح عورت کجلی نے ایک قہقہہ لگایا اور بولی۔

"اب میں وہ غلطی نہیں کروں گی جو میں پہلے کر چکی ہوں...... میں تمہیں زمین کے اندر زندہ گاڑنے کی بجائے تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گی اور تم سے وہ کام لوں گی جو صرف تم ہی کر سکتے ہو...... کوئی دوسرا انسان نہیں کر سکتا، لیکن اس سے پہلے مجھے اپنی دشمن راکھشنی چڑیل کو ٹھکانے لگانا ہے۔"

بدروح کجلی نے عمران کی مکڑی والی بوتل کو طاق میں رکھ دیا اور اپنے طلسمی پتلے کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر اسے اپنے چہرے کے سامنے کیا اور بولی۔

"تم دو بار مجھ سے غداری کر چکے ہو...... مگر میں اب تمہیں غداری کرنے کا موقع نہیں دوں گی...... میں تمہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گی کہ تم مجھ سے غداری کر کے میرے کسی دشمن کے پاس جا سکو۔"

اس کے ساتھ ہی بدروح کجلی نے ایسی آواز نکالی جیسے کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا ہو...... اس کے کھلے ہوئے منہ میں سے خون کی ایک دھار نکل کر اس کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پتلے پر پڑی اور مکڑی کے پتلے میں جان پڑ گئی...... وہ کسی جانور کی طرح بدروح کجلی کے ہاتھوں کی گرفت میں تڑپنے اور پھڑ پھڑانے لگا...... بدروح کجلی نے فتح مندی سے ایک قہقہہ لگا کر کہا۔

"نہیں...... اب تم میری گرفت سے کبھی آزاد نہیں ہو سکو گے...... اب تم مجھ سے کبھی غداری نہیں کر سکو گے...... تمہارا تڑپنا اور پھڑکنا بے کار ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے طلسمی پتلے کو جو زندہ ہو چکا تھا کھانا شروع کر دیا...... سب سے پہلے اس نے پتلے کی گردن کو اپنے نوکیلے دانتوں میں دبوچ کر بھنبھوڑا...... پتلے کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی...... بدروح عورت کجلی نے فوراً پتلے کا سر اپنے منہ میں ڈال کر اسے ہڑپ کر لیا...... پتلے کی آواز خاموش ہو گئی...... بدروح کجلی دیکھتے دیکھتے سارے پتلے کو کھا گئی...... اس نے پتلے کو کھانے کے بعد ایک نعرہ لگایا اور دونوں بازو کھول کر بولی۔

"کنڈلا! کنڈلا! تم بھی سن لو...... لوک پرلوک کی چڑیلو! ڈائنو! تم بھی سن لو...... اب دنیا کی کوئی بدروح، کوئی جادوگرنی، کوئی چڑیل مجھ سے میری طلسمی طاقت نہیں چھین سکے گی...... میری طاقت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرے جسم کے اندر آ گئی ہے۔"

اپنی پوری طاقت مل جانے کے بعد بدروح کجلی کی طلسمی طاقتیں جو اس سے جدا ہوئی تھیں، پھر سے واپس اس کے پاس آ گئیں...... اس کا چہرہ اور زیادہ ڈراؤنا ہو گیا تھا...... اس کی آنکھوں میں سے چنگاریاں پہلے سے زیادہ پھوٹنے لگی تھیں...... اس نے

آنکھیں بند کرتے ہوئے چیخ مار کر کہا۔

"راکھشنی! راکھشنی چڑیل! مجھے اپنا آپ دکھاؤ کہ تم کہاں ہو...... تم کہاں ہو؟"

بند آنکھوں میں بدرُوح کجلی نے دیکھا کہ چڑیلوں کے جنگل کے ایک کھنڈر محل میں راکھشنی چڑیل ایک تخت پر گہری نیند سو رہی ہے...... اس کے تخت کی دونوں جانب سیاہ فام محافظ چڑیلیں ننگی تلواریں لئے اس کی حفاظت کر رہی ہیں...... بدرُوح کجلی نے آنکھیں کھول دیں اور فلک شگاف چیخ کے ساتھ کہا۔

"راکھشنی! تیرا آخری وقت آن پہنچا ہے......اب کوئی تمہیں موت کے منہ سے نہیں بچا سکتا۔"

اور بدرُوح عورت کجلی غائب ہو گئی...... جیسے ہی بدرُوح کجلی غائب ہوئی کھنڈر محل میں گہری نیند سوئی ہوئی راکھشنی چڑیل کی آنکھ کھل گئی......اس نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا تخت کس نے ہلایا ہے؟"

محافظ چڑیلوں میں سے ایک چڑیل نے کہا۔

"چڑیلوں کی مہارانی! تمہارے تخت کو ہلانے کی جرات بھلا کون کر سکتا ہے۔"

لیکن راکھشنی چڑیل سمجھ گئی تھی کہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے...... کہیں کوئی انہونی بات ہو گئی ہے......اس نے ایک ہاتھ اپنے سینے پر رکھا تو اسے فوراً معلوم ہو گیا کہ اس کی طلسمی طاقت ختم ہو چکی ہے۔

✿ ✿ ✿

راکھشنی چڑیل کا سیاہ رنگ خوف سے زرد پڑ گیا۔

اس نے گھبرا کر چاروں طرف نگاہ دوڑائی...... عین اس وقت بجلی کی کڑک کے دھماکے کے ساتھ بدرُوح کجلی اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی......اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی......اسے دیکھ کر چاروں محافظ چڑیلیں ڈر کر بھاگ گئیں...... بدرُوح کجلی نے راکھشنی چڑیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"راکھشنی! تیری زندگی کے چند آخری سانس باقی رہ گئے ہیں......اس کے بعد جس تخت پر تو بیٹھی ہے وہاں تیری تڑپتی ہوئی لاش پڑی ہو گی۔"

اگرچہ راکھشنی چڑیل کو علم ہو چکا تھا کہ اس کے پاس اس کی طاقت نہیں رہی اور بدرُوح کجلی نے اپنا پتلا اس سے چھین لیا ہے......اس کے باوجود وہ بھی ایک چڑیل تھی بلکہ چڑیلوں کے جنگل کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور چڑیل تھی...... وہ اتنی جلدی ہار ماننے والی نہیں تھی۔اس نے بھی ایک چیخ بلند کی اور اپنا ہاتھ ایک طرف پھیلایا تو اس کے ہاتھ میں بھی ایک تلوار آ گئی...... وہ تخت سے اُچھل کر اتری اور بدرُوح کجلی کے سامنے آ کر بولی۔

"کجلی بدروح! آج تیرا اور میرا مقابلہ ہے...... میں جانتی ہوں...... تمہارے پاس جادُوگروں کے سردار کنڈلا جادُوگر کی طاقت ہے مگر میرے پاس بھی ایک ایسی طاقت

ہے جس کو آج تک میں نے کبھی استعمال نہیں کیا۔"

بدرُوح کجلی نے کہا۔

"راکھشنی! تو چاہے جو بھی کرلے، مگر تیری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی بدرُوح کجلی نے لپک کر تلوار کا بھرپور وار راکھشنی کی گردن پر ...... راکھشنی چڑیل ایک سیکنڈ میں غائب ہوگئی، مگر وہ بدرُوح کجلی کو صاف دکھائی دے رہی تھی...... اب اس پر تلوار کا اثر نہیں ہوسکتا تھا...... بدرُوح کجلی یہ سب کچھ جانتی تھی...... کسی چڑیل کا غائب ہوجانا کوئی انوکھی بات نہیں تھی...... بدرُوح کجلی نے منتر پڑھ کر پھونکا...... راکھشنی چڑیل نے اس کے جواب میں منتر پھونکا...... دونوں منتر آگ کے چھوٹے بگولوں کی شکل میں آپس میں ٹکرائے اور چنگاریاں بن کر غائب ہوگئے...... اب راکھشنی چڑیل نے اپنی اس طاقت کا مظاہرہ کیا جس کے بارے میں اس نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا، اسی طاقت کے طلسمی منتر کو پھونکتے ہی راکھشنی چڑیل ایک دم ایک دیو قامت اژدھا کے رُوپ میں سامنے آگئی...... اژدھا کا منہ ایک تاریک غار کی مانند کھلا تھا جس میں سے سرخ زبان سانپ کی طرح باہر نکل نکل کر لہرا رہی تھی...... اژدھا نے جیسے ہی سانس اندر کی طرف کھینچا ایک طوفانی آندھی چلنے لگی اور بدرُوح کجلی سوکھے پتے کی طرح اُڑتی ہوئی اژدھا کے کھلے منہ کے اندھیرے غار میں چلی گئی۔

بدرُوح کجلی نے اپنے آپ کو روکنے اور سنبھلنے کی بہت کوشش کی مگر اژدھا کے سانس کی طوفانی آندھی اسے کھینچ کر اپنے اندر لے گئی...... اژدھا نے اپنا منہ بند کرلیا اور اپنی آری ایسی دندانے دار زبان حلق کے اندر گھمانی شروع کردی...... زبان کی یہ آری بدرُوح کجلی کے جسم کے ٹکڑے کرنے والی تھی کہ بدرُوح کجلی نے اسی لمحے غائب ہوکر اپنا ہاتھ اُوپر کو اُٹھایا اور اس کے ہاتھ میں تلوار آگئی...... بدرُوح کجلی غوطہ لگا کر اژدھا کے حلق سے نیچے اس کے پیٹ میں آگئی...... پیٹ میں آتے ہی بدرُوح

کجلی نے تلوار کا بھرپور وار کرکے اژدھا کا پیٹ چاک کردیا اور باہر نکل آئی...... اس نے دیکھا کہ چبوترے پر اژدھا کی جگہ راکھشنی چڑیل اسی حالت میں پڑی تھی کہ اس کا پیٹ کھل گیا تھا اور اس میں سے سیاہ خون اُبل اُبل کر بہہ رہا تھا۔

بدرُوح کجلی نے تلوار کا دوسرا وار راکھشنی کی گردن پر کیا اور اس کی گردن تن سے جدا کردی اور بالوں سے پکڑ کر اس کا سر اُوپر اُٹھالیا اور قہقہہ لگا کر کہا۔

"راکھشنی! میں نے تمہیں خبردار کیا تھا کہ تیری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔"

راکھشنی چڑیل کی کٹی ہوئی گردن میں سے چھوٹے چھوٹے سانپ نکل نکل کر زمین پر گر رہے تھے...... یہ سانپ مر چکے تھے...... راکھشنی چڑیل بھی مر چکی تھی...... بدرُوح کجلی نے ایک فاتحانہ قہقہہ لگایا اور راکھشنی کا سر لہراتی ہوئی اس کے آسیبی تہہ خانے سے باہر آگئی...... باہر آسیبی برگدوں کے درختوں کے نیچے جنگل کی تمام چڑیلیں جمع ہوکر واویلا کررہی تھیں...... جب بدرُوح کجلی راکھشنی کا کٹا ہوا سر بالوں سے پکڑے باہر آئی تو چڑیلوں پر سکتہ طاری ہوگیا...... بدرُوح عورت کجلی نے راکھشنی کا سر بلند کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری سردارنی چڑیل مر چکی ہے...... اب میں تمہاری مہارانی ہوں۔"

تمام چڑیلوں نے سر جھکا دیئے...... بدرُوح کجلی نے راکھشنی چڑیل کا سر زمین پر پھینک کر اس پر ایک طلسمی منتر پھونکا...... راکھشنی کے سر کو آگ لگ گئی اور دیکھتے دیکھتے وہ جل کر راکھ ہوگیا...... بدرُوح کجلی نے جنگل کی چڑیلوں سے مخاطب ہوکر کہا۔

"میں جارہی ہوں، لیکن میں بہت جلد پھر آؤں گی۔"

اور بدرُوح کجلی ایک دہشت ناک آواز کے ساتھ غائب ہوگئی۔

غائب ہونے کے بعد وہ خونی باولی والے راون کے زمین دوز مندر میں ظاہر ہوگئی جہاں اس نے عمران کو مکڑی کی شکل میں بوتل میں بند کرکے طاق میں رکھا ہوا تھا...... بدرُوح کجلی نے اپنی دشمن کا کام تمام کردیا تھا...... اب اسے واپس عمران کے شہر

جانا تھا جہاں شہر سے باہر رنجیت سنگھ کی اُجاڑ آسیب زدہ سرائے کے تہہ خانے میں اُس کا ٹھکانہ تھا...... بدرُوح کجلی کو اب یہ فکر بھی نہیں تھا کہ کوئی اس کی طاقت کا پتلا چرا کر لے جائے گا...... اس نے پتلے کو اپنے اندر ہڑپ کر لیا تھا اور پتلے کی ساری طلسمی طاقت اس کے جسم کے ذرے ذرے میں جذب ہو گئی تھی...... اسے اگر کوئی تشویش تھی تو صرف اس بات کی تھی کہ جادوگرنی کی لاش اس کے قابو میں نہیں آئی تھی اور اس نے اپنی جان بچا کر غائب ہو گئی تھی۔

بدرُوح کجلی کو عمران کی طرف سے بھی یہ ڈر تھا کہ اس کے بازو پر چاند گرہن کے دو دائروں والے نشان ہیں، جن کی وجہ سے وہ بدرُوح کجلی کی طلسمی طاقت کا مقابلہ کر سکتا ہے...... اس کی طاقت کو للکار سکتا ہے...... وہ بڑی آسانی سے عمران کو موت کے گھاٹ اُتار سکتی تھی، لیکن ایک جادوگرنی ہونے کی حیثیت سے وہ جانتی تھی کہ ایسے انسان کو جس کے بازو پر اتفاق سے چاند گرہن کے دائروں کے نشان ہوں، کوئی چڑیل یا جادوگر ہلاک نہیں کر سکتا...... اگر اسے ہلاک کر بھی دے تو دوسرے لمحے ایسا آدمی پھر سے زندہ ہو جاتا ہے اور زندہ ہو جانے کے بعد اس میں اتنی طاقت آ جاتی ہے کہ اس کا مقابلہ بڑے سے بڑا جادوگر اور خوفناک سے خوفناک چڑیل بھی نہیں کر سکتی، چنانچہ بدرُوح کجلی عمران کو زندہ رکھنا چاہتی تھی، مگر اس خیال سے اسے اپنے قبضے میں رکھنا چاہتی تھی کہ کہیں پھر اس کے مقابلے میں نہ اُتر آئے...... صرف عمران ہی دُنیا میں ایک ایسا شخص تھا جو اگر بدرُوح کجلی کے مقابلے پر اُتر آئے تو کجلی کو شکست ہو سکتی تھی...... اس وجہ سے بدرُوح کجلی عمران کو اپنے قبضے میں ہی رکھنا چاہتی تھی۔

اس نے وہ بوتل جس میں عمران مکڑی کی شکل میں بند تھا اُٹھائی اور غائب ہو کر لاہور پاکستان میں اپنے آسیبی ٹھکانے پر واپس آ گئی...... اپنی پوری طاقت مل جانے کے بعد بدرُوح کجلی کی آدم خوری کی بھوک زیادہ تیز ہو گئی تھی...... پہلے وہ ہفتے میں ایک آدھ زندہ یا مردہ انسانوں کو کھاتی تھی، مگر اب اس کو ہر روز کسی زندہ انسان کو ہڑپ کرنے کی

ضرورت تھی، چنانچہ اس نے آسیبی سرائے کے تہہ خانے میں آتے ہی عمران والی بوتل کو طاق میں رکھا اور غائب ہو کر شہر کے گلی کوچوں میں نکل آئی۔ سرد اندھیری رات تھی...... شہر کے گلی کوچے سنسان پڑے تھے...... بدرُوح کجلی کی زندہ انسانوں کو ہڑپ کرنے کی بھوک اسے بے چین کیے ہوئے تھی...... وہ شہر کی چار دیواری کی گنجان آبادی میں نکل آئی تھی...... یہاں تقریباً ہر مکان میں اللہ کے پاک نام اور خانہ کعبہ کے قطعے لگے ہوئے تھے اور ہر مکان میں ایسے مرد اور عورتیں رہتی تھیں جو نماز، روزے کی پابند تھیں...... چنانچہ شہر کی گنجان آبادی کی گلیوں میں آتے ہی بدرُوح کجلی کو جھٹکے لگنے شروع ہو گئے...... وہ فوراً سمجھ گئی کہ ان مکانوں میں خدا کی عبادت کرنے والے لوگ رہتے ہیں...... وہ غیبی حالت میں ہی ان گلی کوچوں سے باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔

مگر زندہ انسانوں کو ہڑپ کرنے کی بھوک اسے بے حال کر رہی تھی...... باہر نکلنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ وہ کسی ایسے مکان کی تلاش میں بھی تھی کہ جہاں بے نمازی اور بے روزہ دار لوگ رہتے ہوں تاکہ اس گھر میں گھس کر کسی عورت یا مرد کو کھا جائے، مگر اسے ایسا کوئی گھر نہیں مل رہا تھا...... ایک گلی میں جب وہ ایک مسجد کے قریب سے گزرنے لگی تو اسے ایک ایسا زبردست دھکا لگا کہ وہ اُلٹ کر پیچھے کی طرف لڑھکتی چلی گئی...... اس کے حلق سے ایک رحم طلب چیخ نکلی اور وہ اُلٹی طرف اُڑ گئی اور شہر سے باہر نکل آئی...... شہر کے باہر نئی ماڈرن کالونیاں آباد ہو گئی تھیں...... بڑی بڑی کوٹھیاں اور بنگلے بنے ہوئے تھے، جہاں روزہ دار نمازی لوگ بھی رہتے تھے، لیکن کچھ ایسے بنگلے بھی تھے جن کے نمازیں پڑھنے، روزے رکھنے اور صبح شام کلام پاک کی تلاوت کرنے والے بزرگ رُخصت ہو چکے تھے اور وہاں دن رات مائیکل جیکسن اور میڈونا کے انگریزی گانوں کی آواز گونجتی رہتی تھی...... اس قسم کے ماحول والی کوٹھیوں میں بھی مسلمان ہونے کے ناطے کلام مجید کسی نہ کسی الماری میں ضرور موجود تھا جس کی وجہ سے وہاں برکتوں کا نزول رہتا تھا...... بدرُوح کجلی ایسی کوٹھیوں کے قریب بھی

نہیں پھٹک سکتی تھی...... وہ ان سے دور رہ کر گزر رہی تھی۔

آخر اسے ایک فائیو سٹار ہوٹل کی عمارت نظر آئی۔

ہوٹل میں جگہ جگہ روشنی ہو رہی تھی...... بدروح ہوٹل کی عمارت میں داخل ہو گئی...... اسے کسی جگہ کوئی معمولی سا بھی جھٹکا نہ لگا...... وہ سمجھ گئی کہ اس ہوٹل میں اللہ کے پاک نام کی برکتوں کا نزول نہیں ہو رہا...... ہوٹل کے ڈانس رُوم میں ڈسکو ڈانس ہو رہا تھا اور میوزک کی آوازیں آ رہی تھیں...... بدرُوح کجلی ڈانس ہال میں داخل ہو گئی...... جلتی بجھتی رنگ برنگی روشنیوں میں نیم عریاں لڑکیاں لڑکوں کے ساتھ جھوم جھوم کر اُچھل اُچھل کر تیز میوزک کی دُھن پر ڈانس کر رہی تھیں...... بدرُوح کجلی ایسے خوش ہو گئی جیسے کوئی بھوکی شیرنی ہرنیوں کے باڑے میں آ گئی ہو۔

بدرُوح کجلی کے لئے ہر طرف شکار ہی شکار تھا...... اس کے لئے یہ انتخاب کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ وہ کس کو کھائے...... کس کو نہ کھائے...... وہاں فحاشی ہی فحاشی تھی...... بدرُوح کجلی کے لئے یہ ماحول بڑا سازگار تھا، اس کی بھوک اتنا شکار دیکھ کر اور تیز ہو گئی تھی...... شکار زیادہ بھی تھا اور آسان بھی تھا...... بدرُوح کجلی نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ لپک لپک کر ڈانس کر رہی تھی...... اس کے بوائے فرینڈ نے اپنا بازو اس کی کمرے میں ڈال رکھا تھا...... لڑکی نیم عریاں حالت میں تھی...... بدرُوح کجلی نے اپنی بھوک مٹانے کے لئے اسے چن لیا اور پھر اس سے صبر نہ ہو سکا...... وہ غیبی حالت میں لڑکی کی طرف بڑھی اور اس کے قریب پہنچتے ہی اپنا ہاتھ اس کے سینے میں ڈال کر اس کا دل نکال کر کھا لیا...... لڑکی اپنے بوائے فرینڈ کے بازو سے نکل کر نیچے گر پڑی...... اس کا سینہ کھل گیا تھا اور خون اُبل اُبل کر باہر بہہ رہا تھا...... وہاں چیخ و پکار مچ گئی۔

بدرُوح کجلی نے اس کے بعد دونوں ہاتھوں سے ایک لمحے کے اندر اندر لڑکی کا سارا گوشت ہڑپ کر لیا اور وہاں لڑکی کا پنجر ہی رہ گیا...... ڈانس حال میں لوگ ڈانس اور گانا بھول کر بھاگنے لگے...... بدرُوح کجلی ایک انسان سے اپنا پیٹ بھر کر اپنے آسیبی

سرائے والے ٹھکانے پر واپس آ گئی...... دوسرے دن پھر وہ رات کو شکار کی تلاش میں نکلی اور ایک اور فائیو سٹار ہوٹل میں تالاب میں نہاتی ایک نیم عریاں لباس والی لڑکی کو لقمہ بنانے کے بعد ہڈیوں کا پنجر بنا کر واپس آ گئی...... جب ہر رات کو اس قسم کی ہولناک وارادات ہونے لگی تو شہر میں افراتفری مچ گئی...... لوگوں نے فائیو سٹار ہوٹل کا رُخ کرنا چھوڑ دیا...... ڈسکو کلبیں بند ہو گئیں...... بدرُوح کجلی نے یہ دیکھ کر اپنا رُخ بدل لیا۔

اب اس نے غیر مسلموں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ کیونکہ غیر مسلموں نے اللہ کے پاک کلام کا تعویذ نہیں باندھا ہوتا تھا...... جب غیر مسلموں کی وارداتیں ہونے لگیں تو ان لوگوں نے بھی اپنی مقدس کتاب کی دعاؤں اور مقدس صلیبیں اپنے گلے میں لٹکانی شروع کر دیں...... مقدس صلیب کو بھی دیکھ کر بدرُوح ایک دم دفع ہو جاتی تھی، اسی طرح وہ گرجا گھروں کے بھی نزدیک نہیں پھٹکتی تھی۔

بدرُوح کجلی کی درندگی اپنی طاقت واپس مل جانے کے بعد عروج پر پہنچ گئی تھی...... پہلے وہ ہفتے میں ایک دن انسانوں کا شکار کرتی تھی، مگر اب وہ ہر رات کسی نہ کسی بھولے بھٹکے آدمی کو کھا جاتی تھی...... پولیس شہر میں ہر وقت گشت لگانے لگی تھی، مگر بدرُوح کجلی پولیس کو نظر آتی تو اس کو پکڑتے...... وہ تو ڈائنوں کی ڈائن اور چڑیلوں کی چڑیل تھی۔

وہ غائب ہو کر یہ سارا مکروہ کام کرتی تھی۔

عمران کے اچانک غائب ہو جانے کے بعد اس کے ممی ڈیڈی، رشتے دار اور رُخسانہ سخت پریشان تھے...... جب کئی روز گزر گئے اور عمران گھر واپس نہ آیا تو پولیس میں اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرا دی گئی...... رُخسانہ کو شک تھا کہ عمران کو ضرور بدرُوح کجلی نے ایک بار پھر اغوا کر لیا ہے...... جب شہر میں انسانوں کی ہلاکت کی وارداتیں ہونے لگیں تو رُخسانہ کو یقین ہو گیا کہ یہ کام بدرُوح کجلی کا ہے اور اس کی

طاقت واپس آگئی ہے اور عمران ضرور اس کے قبضے میں ہے۔

مگر اس نے عمران کے ممی ڈیڈی اور کسی دوسرے سے بھی اس کا ذکر نہ کیا۔ وہ خود ہی غور و فکر کرنے لگی کہ عمران کا کیسے اور کس طرح سے سراغ لگایا جائے۔ اس نے وہ جگہ بھی نہیں دیکھی تھی جہاں پہلی بار بدرُوح عورت کجلی عمران کو ملی تھی۔ وہ سوچ میں پڑ گئی کہ اس بدرُوح کا کہاں سے اور کیسے سراغ لگایا جائے...... اسے یقین تھا کہ عمران اسی کے قبضے میں ہے اور اگر ایک بار اس بدرُوح عورت کا سراغ مل گیا تو عمران کا بھی پتہ چل جائے گا...... کافی سوچ بچار کے بعد اس نے بزرگ عامل سے ملنے کا فیصلہ کرلیا اور ایک دن بزرگ عامل کے مکان پر پہنچ گئی۔

بزرگ عامل کو سارے واقعات کا علم تھا کہ شہر میں عجیب و غریب قسم کی وارداتیں ہو رہی ہیں...... بزرگ عامل نے لوگوں میں ہزاروں کی تعداد میں تعویذ تقسیم کردیئے تھے تاکہ لوگ انہیں اپنے گلے میں باندھ لیں تاکہ وہ خونی بلا سے محفوظ رہ سکیں...... بزرگ عامل اور دوسرے مذہبی عالموں نے بھی اخبارات کے ذریعے لوگوں کو ہدایت کردی تھی کہ وہ گھروں کے دروازوں پر خدا کا پاک نام لکھ کر لٹکادیں اور نماز، روزے کی پابندی کریں...... یہی وجہ تھی کہ شہر کے اندرونی اور بیرونی علاقے میں وارداتیں بند ہوگئی تھیں...... فائیو سٹار ہوٹل والوں نے بھی ڈسکو ڈانس بند کردیئے تھے...... سوئمنگ پول پر بھی عورتوں نے نیم عریاں لباس میں نہانا بند کردیا تھا۔ اب یہ وارداتیں شہر سے باہر دیہاتوں میں یا شہر سے باہر جانے والی سڑکوں پر ہوتی تھیں جہاں بدرُوح کجلی کو ایسے دیہاتی لوگوں کا شکار مل جاتا تھا جنہوں نے نہ تو کوئی تعویذ باندھا ہوتا تھا اور نہ اخباروں میں بزرگ عامل اور دینی عالموں کے بیانات پڑھے ہوتے تھے...... بزرگ عامل نے جب رُخسانہ کی زبانی سنا کہ عمران کئی دنوں سے غائب ہے تو اس نے رُخسانہ سے پوچھا۔

"تمہیں کیسے شک ہے کہ عمران بدرُوح کے قبضے میں ہے؟"

رُخسانہ نے کہا۔

"شاہ جی اس سے پہلے بھی بدرُوح نے عمران کو اپنے قبضے میں کرلیا تھا۔ جب ہم آپ کے پاس تعویذ لینے آئے تھے...... مجھے یقین ہے کہ اب بھی عمران اسی بدرُوح کے قبضے میں ہے۔"

بزرگ عامل کچھ سوچنے لگے...... پھر کہا۔

"غیب کا علم تو صرف خدا کی ذات ہی کو ہے، میں یہ تو معلوم نہیں کرسکتا کہ عمران بدرُوح کے قبضے میں ہے یا نہیں...... میں تو صرف ان بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لئے تعویذ ہی دے سکتا ہوں، کیونکہ خدا کے پاک نام کی طاقت سے بدرُوحیں نزدیک نہیں پھٹک سکتیں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"کیا آپ حساب لگا کر بھی نہیں بتا سکتے کہ عمران اس وقت کہاں ہوگا؟"

بزرگ عامل نے کہا۔

"بیٹی میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ غیب کا علم صرف خدا کی ذات کے پاس ہی ہے...... میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا، بلکہ میں تمہیں بھی یہی مشورہ دوں گا تم بھی اپنے بازو پر تعویذ ضرور باندھ کر رکھو، کیونکہ تم عمران کی منگیتر ہو...... ہوسکتا ہے بدرُوح تم پر بھی حملہ کردے۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"میں نے تعویذ باندھا ہوا ہے۔"

اس کے بعد رُخسانہ بزرگ عامل کو سلام کرکے وہاں سے واپس آگئی...... وہ عمران کے بارے میں سخت پریشان تھی...... ہر وقت سوچتی رہتی کہ اسے بدرُوح کی قید سے کیسے نکالا جاسکتا ہے...... یہ اسے پورا یقین تھا کہ عمران بدرُوح کے ہی قبضے میں ہے۔"

جس رات وہ بزرگ عامل سے مل کر آئی یہ اسی رات کا ذکر ہے کہ رُخسانہ رات کو

نماز پڑھنے کے بعد اپنے کمرے میں آ کر سونے کے لئے بستر پر لیٹ گئی...... سردی کڑاکے کی پڑ رہی تھی...... کمرے کی کھڑکی جو مکان کے باغیچے کی طرف کھلتی تھی بند تھی...... باہر سناٹا چھایا ہوا تھا...... ویسے بھی ان کی چھوٹی سی کوٹھی شہر سے باہر کے علاقے میں تھی اور سردی کی وجہ سے سڑکیں رات کے دس بجے ہی سنسان ہو گئی تھیں...... دُور کسی گاڑی کے گزرنے کی آواز کبھی کبھی سنائی دے جاتی تھی...... رُخسانہ کو نیند نہیں آ رہی تھی...... اس کا ذہن عمران کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا۔ اس نے میز پر رکھی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا، رات کے گیارہ بجنے والے تھے...... رُخسانہ نے ٹیبل لیمپ بجھا دیا اور آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

رات خاموش تھی...... رُخسانہ کی آنکھیں بند تھیں، مگر نیند آنکھوں سے غائب تھی...... اسے ایسے لگا جیسے کسی نے دروازے پر دستک دی...... اس نے آنکھیں کھول دیں...... دستک کی ٹک ٹک دوبارہ سنائی دی اور خاموشی چھا گئی...... رُخسانہ نے ٹیبل لیمپ جلا دیا اور کمرے کے دروازے کی طرف غور سے دیکھنے لگی، مگر دستک کی آواز پھر سنائی نہ دی...... رُخسانہ نے اسے محض اپنا وہم سمجھا اور ٹیبل لیمپ بجھانے ہی والی تھی کہ اسے ایسا لگا جیسے کسی نے اسے اس کا نام لے کر پکارا ہو۔

آواز کسی عورت کی تھی اور جیسے بڑی دُور سے آ رہی تھی...... رُخسانہ ڈر گئی، اس نے کان لگا دیئے...... رات کے سناٹے میں اسے ایک بار پھر وہی آواز سنائی دی...... کسی عورت نے اس کا نام لے کر کہا تھا۔

"رُخسانہ! مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

رُخسانہ جلدی سے کلمہ پڑھتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گئی...... رُخسانہ اگرچہ نازک سی لڑکی تھی مگر اس کا دل بڑا مضبوط تھا اور وہ ایک دلیر لڑکی تھی...... اس نے ڈرنے کی بجائے غصے میں پوچھا۔

"کون ہو تم؟"

عورت کی آواز میں نرمی اور ہمدردی تھی...... آواز نے کہا۔

"رُخسانہ! مجھ سے غصہ کرنے کی ضرورت نہیں...... مجھے اپنی سہیلی ہی سمجھو۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"تم ضرور کوئی بدرُوح ہو یا کوئی جن بھوت ہو یاد رکھو میرے بازو پر خدا کے پاک نام کا تعویذ بندھا ہوا ہے...... تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔"

آواز نے کہا۔

"میں جانتی ہوں، اسی لئے میں تمہارے زیادہ قریب نہیں آ رہی...... یقین کرو کہ میں تمہارا کچھ بگاڑنے نہیں بلکہ سنوارنے آئی ہوں۔"

رُخسانہ نے جھنجھلا کر کہا۔

"مگر تم کون ہو؟ اگر انسانی مخلوق ہو تو میرے سامنے آؤ۔"

عورت کی آواز نے کہا۔

"تم نے خود ہی میرا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ سنو...... میں کبھی انسانی مخلوق تھی، اب نہیں ہوں...... اس لئے کہ میں مر چکی ہوں اور ایک بدرُوح ہوں...... بت پرست تھی اور اپنے زمانے کی بہت بڑی اور بہت خطرناک جادوگرنی تھی اور میں یہ بھی تمہیں بتا دوں کہ میں نے عمران کی ہمیشہ مدد کی ہے اور جب وہ بدرُوح کجلی کا پتلا چرانے میری لاش کے قریب آیا تھا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پتلا لے جانے سے روکا تھا، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ اگر اس نے پتلا لے جا کر بدرُوح عورت کجلی کو دے دیا تو وہ بڑی بھاری مصیبت میں پھنس جائے گا اور پھر ایسا ہی ہوا...... اب تم ضرور سمجھ گئی ہو گی کہ میں کون ہوں، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ عمران نے تمہیں میرے بارے میں ضرور کچھ نہ کچھ بتایا ہو گا۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"کیا تم جادوگرنی کی وہی لاش ہو جس کے ڈھانچے میں بدرُوح عورت کا طلسمی پتلا

چھپایا گیا تھا اور جہاں سے عمران پتلا نکال کر لے آیا تھا۔"

عورت نے کہا۔

"ہاں...... میں وہی جادوگرنی ہوں۔"

رُخسانہ بولی۔

"اب میں ساری بات سمجھ گئی ہوں...... تم میرے سامنے آؤ...... مجھے تم سے بہت کچھ پوچھنا ہے...... بہت کچھ معلوم کرنا ہے۔"

جادوگرنی کی آواز آئی۔

"میں اپنی کھوپڑی کی شکل میں تمہارے سامنے آؤں گی...... کیا تم ڈرو گی تو نہیں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"میں سوائے اللہ کے اور کسی سے نہیں ڈرتی...... تم جس شکل میں چاہے میرے سامنے آسکتی ہو۔"

اسی لمحے جادوگرنی کی بدرُوح اپنی کھوپڑی کی شکل میں رُخسانہ کے سامنے آگئی۔ وہ کمرے کی کھڑکی اور رُخسانہ کے پلنگ کے درمیان فضا میں زمین سے پانچ فٹ اونچی لٹکی ہوئی تھی...... رُخسانہ نے ٹیبل لیمپ کی روشنی میں اپنے سامنے ایک انسانی کھوپڑی کو دیکھا تو اس کے بدن میں ایک سنسنی سی ضرور دوڑ گئی، لیکن وہ ڈری نہیں، اس نے سوال کیا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"میرا نام مارا ہے...... یہ میرا وہ نام ہے جو عمران کو بھی معلوم نہیں ہے...... میں نے اسے کبھی بتایا بھی نہیں تھا...... تمہیں بتا دیا ہے...... شاید اس لئے کہ میں تمہاری شخصیت سے متاثر ہوئی ہوں...... تم ایک دلیر لڑکی ہو۔"

رُخسانہ نے پوچھا۔

"کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ عمران کہاں ہے؟ میرا دل کہتا ہے کہ اسے بدرُوح

عورت نے قید کر رکھا ہے۔"

جادوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

"تمہارا دل تمہیں ٹھیک کہہ رہا ہے...... عمران اس وقت بدرُوح عورت کجلی کے قبضے میں ہی ہے...... اس نے عمران کے ذریعے اپنا طلسمی پتلا دوبارہ حاصل کر لیا ہے۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"جب بدرُوح عورت کو اس کا پتلا واپس مل گیا ہے اور اس کی طلسمی طاقت اس کے پاس واپس آگئی ہے تو پھر اس کو عمران کو قید میں رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟"

جادوگرنی مارا نے کہا۔

"اس کی وجہ یہ ہے کہ بدرُوح کجلی اچھی طرح جانتی ہے کہ اپنے پاس اتنی طلسمی طاقت رکھنے کے باوجود اگر دُنیا میں کوئی شخص اس کو شکست دے سکتا ہے تو وہ صرف عمران ہی ہے، کیونکہ عمران کے بازو پر قدرت کی طرف سے چاند گرہن کے دو دائرے بنا دیئے گئے ہیں جو سینکڑوں سال کے بعد کسی انسان کے بازو پر ہی ظاہر ہوتے ہیں...... چاند گرہن کے ان نشانوں کی وجہ سے عمران میں اپنے آپ بدرُوح کجلی کے طلسم کو بے اثر کرنے کی طاقت پیدا ہو گئی ہے...... وہ عمران سے ڈرتی ہے کہ اگر اس نے آزاد کر دیا تو وہ اس کے مقابلے پر اتر آئے گا اور دُنیا میں صرف وہی ایک ایسا شخص ہے جو اگر اس کے مقابلے پر آیا تو بدرُوح کجلی کو شکست ہو سکتی ہے۔ اس وجہ سے وہ اسے نہیں چھوڑ رہی۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"اب میں ساری بات سمجھ گئی ہوں، لیکن تم تو عمران کی ہمدرد ہو...... کیا تم اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتیں؟"

جادوگرنی مارا نے کہا۔

"میری اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں بدرُوح عورت کا مقابلہ کر سکوں...... اس

نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی مگر میں اپنے ایک خفیہ منتر کی مدد سے غائب ہو گئی...... میں چاہتی ہوں کہ تم عمران کی مدد کرو اور اس سے پہلے کہ وہ عمران کو ہمیشہ کے لئے زمین کی گہرائیوں میں زندہ دفن کر دے اسے بدرُوح عورت کی قید سے نکال کر لے آؤ...... اس کی تم فکر نہ کرو...... یہ بدرُوح عورت عمران کو ہلاک نہیں کر سکتی...... عمران کے بازو پر چاند گرہن کے قدرتی نشان بدرُوح کو ایسا کبھی نہیں کرنے دیں گے...... وہ زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتی ہے کہ عمران کو زمین کے اندر یا سمندر کے نیچے پتھریلے سمندری غاروں میں ہمیشہ کے لئے بند کر دے جہاں عمران نہ پوری طرح سے مر سکے گا اور نہ پوری طرح زندہ رہ سکے گا۔“

رُخسانہ پریشان ہو گئی، کہنے لگی۔

”مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ عمران کو بدرُوح عورت نے کہاں اور کس جگہ قید میں رکھا ہوا ہے...... میں اس کی کیسے مدد کر سکتی ہوں اور پھر میں ایک عام عورت ہوں...... میرے پاس سوائے اللہ کے پاک نام کے تعویذ کے اور کوئی طاقت نہیں ہے۔“

جادُوگرنی کی کھوپڑی نے کہا۔

”جس کے پاس اللہ کے پاک نام کی طاقت ہو اسے کسی اور طاقت کی ضرورت نہیں رہتی...... یہ دُنیا بلکہ ساری کائنات کی سب سے بڑی طاقت ہے...... اگر تمہیں اللہ کے پاک نام کی طاقت پر پورا بھروسہ ہے...... تمہارا اس پر پورا ایمان ہے تو یاد رکھو دنیا کا کوئی جادو، دنیا کی کوئی بدرُوح، کوئی چڑیل تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، لیکن اگر کسی لمحے تمہارا یہ ایمان ڈول گیا اور تمہارے دل میں اللہ کے خوف کی بجائے کسی دوسرے کا خوف آ گیا تو یہ بدرُوحیں فوراً تم پر حملہ کر کے تمہیں اپنے قبضے میں کر سکتی ہیں۔“

رُخسانہ نے کہا۔

”میرا خدا پر ایمان بڑا مضبوط ہے...... مجھے اپنے خدا پر پورا بھروسہ ہے اور میرے دل میں اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر خوف نہیں ہے...... تم مجھے بتاؤ کہ عمران کو اس بدرُوح

نے کس جگہ قید میں ڈالا ہوا ہے؟“

جادُوگرنی مارا کی کھوپڑی نے کہا۔

”اگر تم اپنے ارادوں اور اپنے ایمان پر اسی طرح ثابت قدم رہیں تو مجھے یقین ہے کہ تم عمران کو وہ جس حالت میں بھی ہے اپنے ساتھ لے آؤ گی۔“

رُخسانہ کہنے لگی۔

”تم نے ابھی تک مجھے یہ نہیں بتایا کہ عمران کس حالت میں ہے اور کہاں ہے؟“

جادُوگرنی مارا کی کھوپڑی نے کہا۔

”تمہارے شہر کے شمال کی جانب دو کوس کے فاصلے پر ایک پرانی سرائے کا کھنڈر ہے جس کو رنجیت سنگھ کی سرائے کہتے ہیں...... اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں بھوت پریت رہتے ہیں...... لوگ اس طرف جاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔“

رُخسانہ نے کہا۔

”میں نے دُور سے اس سرائے کے کھنڈر کو دیکھا ہے۔“

”اچھی بات ہے۔“ جادُوگرنی مارا نے کہا۔

”اس آسیبی سرائے میں بدرُوح عورت کجلی رہتی ہے...... اس نے عمران کو اپنے جادُو کے زور سے مکڑی بنا کر ایک بوتل میں بند کر رکھا ہے...... تمہیں وہ بوتل وہاں سے اُٹھا کر میرے پاس لانی ہو گی...... میں کوشش کروں گی کہ اپنی طلسمی طاقت سے عمران کو مکڑی سے انسانی شکل میں واپس لے آؤں۔“

رُخسانہ نے کہا۔

”لیکن بدرُوح عورت نے وہاں ضرور طلسمی لہروں کا حصار کھینچ رکھا ہو گا تاکہ کوئی انسان وہاں داخل نہ ہو سکے...... میں اس طلسمی حصار میں سے کیسے گزروں گی؟“

جادُوگرنی مارا کہنے لگی۔

”میں جانتی تھی کہ انسان ہونے کی وجہ سے تم یہ بات ضرور کہو گی اور تمہارے

دل میں شک اور ڈر ضرور پیدا ہو گا...... یہی شک تمہارے ایمان کی طاقت کو کمزور کر دے گا...... تمہیں یہ ڈر دل میں لانا ہی نہیں چاہیے کہ بدرُوح کجلی کا طلسمی حصار تمہیں کوئی نقصان پہنچائے گا۔"

رُخسانہ نے فوراً کہا۔

"مجھ سے بھول ہو گئی...... تم بے فکر رہو...... میں نے اسی لمحے یہ ڈر یہ خوف اور یہ شک اپنے دل سے نکال کر پھینک دیا ہے...... مجھے بتاؤ کہ آسیبی سرائے میں داخل ہونے کا راستہ کس طرف ہے اور عمران والی بوتل وہاں کس جگہ پر ہے؟"

جادوگرنی مارا کی کھوپڑی نے رُخسانہ کو آسیبی سرائے میں داخل ہونے کا خفیہ راستہ بھی سمجھا دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ بوتل جس میں عمران مکڑی کی شکل میں بند ہے کس جگہ پر ہے...... پھر اس نے کہا۔

"ایک بات کا یقین رکھو کہ تمہارے بازو پر بندھے ہوئے تعویذ کی وجہ سے بدرُوح عورت کبھی تمہارے قریب نہیں آ سکے گی...... میں بھی ایک کافر بدرُوح ہوں، مگر میرے دل میں انسانوں کی بھلائی اور خدا کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے میں تمہارے قریب آ گئی ہوں...... اس کے باوجود میں اس سے زیادہ تمہارے قریب نہیں آ سکتی، کیونکہ بہرحال میں ایک بت پرست جادوگرنی کی بدرُوح ہوں، لیکن بدرُوح کجلی کے دل میں شیطانی خیالات ہیں...... وہ خلقِ خدا کی دُشمن ہے۔ اس وجہ سے وہ تم سے بیس تیس فٹ کے فاصلے پر ہی رہے گی...... اس سے آگے آئے گی تو جل جائے گی۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"لیکن وہ مجھ پر کوئی منتر پڑھ کر تو پھونک سکتی ہے؟"

جادوگرنی مارا نے جواب میں کہا۔

"میں تمہیں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ تمہارے تعویذ کی وجہ سے بدرُوح کجلی

کسی طلسمی منتر کا تم پر کوئی اثر نہیں ہو گا...... ہاں...... اگر تمہارا ایمان ڈول گیا...... اگر تم پر خدا کی بجائے بدرُوح کا خوف غالب آ گیا تو پھر تمہارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

رُخسانہ بولی۔

"ایسا نہیں ہو گا...... اب یہ بتاؤ کہ مجھے وہاں کس وقت جانا چاہیے کہ وہاں پر بدرُوح نہ ہو۔"

جادوگرنی مارا کی کھوپڑی نے کہا۔

"بدرُوح کجلی اپنی آدم خوری کی بھوک مٹانے کے لئے آدھی رات کو سرائے سے نکلتی ہے...... تم آدھی رات کے بعد وہاں جانا...... کیا تم جا سکو گی؟"

رُخسانہ نے کہا۔

"میں عمران کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہوں...... یہ عمران ہی کی نہیں...... میری بھی زندگی اور موت کا سوال ہے...... میں کسی نہ کسی طرح گھر سے نکل پڑوں گی۔"

جادوگرنی مارا بولی۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں گی، لیکن میں تم سے دُور ہوں گی...... میں تمہارے قریب نہیں آ سکوں گی، کیونکہ اگر بدرُوح عورت کو ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں تو وہ تمہیں تو کچھ نہیں کہہ سکے گی مگر مجھے ضرور جلا کر راکھ کر دے گی...... میں تم سے دُور رہ کر تمہیں دیکھ رہی ہوں گی...... تم کل آدھی رات کے بعد اس مہم پر نکل جانا...... میں بھی آ جاؤں گی...... میں تمہیں نظر نہیں آؤں گی، کیونکہ میں تم سے کافی دُور دُور رہوں گی مگر تم مجھے برابر دکھائی دے رہی ہو گی۔"

رُخسانہ نے سوال کیا۔

"اگر فرض کر لیا میں عمران والی بوتل وہاں سے نکال کر لے آئی اور راستے میں بدرُوح نے مجھے دیکھ لیا تو وہ تو عمران کو مجھ سے چھین لینے کے لئے اپنی جان تک لڑا دے گی۔"

"جادوگرنی مارا نے کہا۔

"وہ کچھ بھی کرلے، مگر اس بات کا یقین رکھو کہ وہ نہ تو تمہارے قریب آسکے گی اور نہ اس کے کسی طلسمی منتر کا تم پر اثر ہوگا...... اس کا طلسمی منتر تمہارے تعویذ کی وجہ سے راستے میں ہی بے اثر ہو جائے گا...... بس تمہارا کام یہ ہوگا کہ اگر وہ بوتل تمہارے ہاتھ آگئی، جس میں عمران بند ہے تو تم اسے لے کر عید گاہ کے مسجد والے ریلوے پھاٹک کی طرف آجاؤ گی...... وہاں میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی...... تم بوتل کو پھاٹک کے پاس رکھ کر چلی جانا...... میں عمران کی بوتل اُٹھا کر غائب ہو جاؤں گی اور اسے کسی نہ کسی طرح انسانی شکل میں واپس لاکر تمہارے پاس لے آؤں گی۔"

رُخسانہ نے اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اور اگر اس دوران بدرُوح عورت میرے پیچھے لگ گئی تو وہ تو مجھے بوتل پھاٹک کے پاس رکھتے دیکھ لے گی اور جیسے ہی میں بوتل رکھ کر پیچھے ہٹی وہ بوتل اُٹھا لے گی اور تم کچھ بھی نہ کر سکو گی۔"

جادوگرنی مارا کہنے لگی۔

"تمہارا خدشہ بالکل درست ہے...... اگر ایسی بات ہو گئی تو میں کچھ نہ کر سکوں گی، کیونکہ اگر میں نے بوتل اُٹھانے کی کوشش کی تو بدرُوح کجلی مجھے دیکھ لے گی اور اسی وقت اپنی طلسمی طاقت سے مجھے جلا کر راکھ کر دے گی...... بس خدا سے دُعا کرو کہ جس وقت تم بوتل لے کر پھاٹک پر آؤ تو بدرُوح کجلی وہاں موجود نہ ہو...... اچھا اب میں جاتی ہوں...... میں نے جو کہا ہے ویسے ہی کرنا۔"

جادوگرنی مارا کی کھوپڑی غائب ہو گئی...... رُخسانہ نے ٹیبل لیمپ بجھایا اور گہری سوچ میں گم ہو گئی...... وہ بہت کچھ سوچ رہی تھی...... سب سے اہم بات جو اسے پریشان کر رہی تھی یہ تھی کہ وہ ایک جوان لڑکی ہے اور آدھی رات کو اکیلی کیسے گھر سے نکلے گی...... راستے میں اگر گشت لگانے والی پولیس نے اسے روک کر پوچھا کہ وہ

کون ہے اور آدھی رات کو کہاں جا رہی ہے تو اس کے لئے مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے، لیکن اسے ہر حالت میں کل رات آسیبی سرائے میں جانا تھا۔

یہ اس نے فیصلہ کر لیا ہوا تھا۔

دوسری رات رُخسانہ نے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا...... کچھ دیر ممی ڈیڈی کے ساتھ ٹی وی پروگرام دیکھتی رہی...... پھر حسبِ عادت دس بجے سونے کے لئے اپنے کمرے میں چلی آئی...... آج اس کی نیند غائب تھی...... اسے سونا بھی نہیں تھا...... اسے رات کے بارہ بجے تک جاگنا تھا اور بارہ بجے کے بعد گھر سے نکلنا تھا، جس طریقے اور جس انداز سے اس نے نکلنا تھا وہ اس نے سوچ رکھا تھا...... گاڑی اسے ہر حالت میں اپنے ساتھ لے جانی تھی...... اس خیال سے کہ آدھی رات کو گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز گھر میں کوئی اگر جاگ رہا ہو تو سن نہ لے، اس نے گاڑی کو کوٹھی کے گیٹ کے بالکل قریب اندر کی طرف کھڑی کی تھی۔

گیارہ بجے رات تک وہ بستر پر لیٹی کتاب پڑھتی رہی...... اس کے بعد اس نے ٹیبل لیمپ بجھا دیا...... صرف باتھ روم کی بتی جلتی رہنے دی اور اس کا آدھا دروازہ کھلا رکھا تاکہ اس کی روشنی کمرے میں آتی رہے...... گھڑی نے جب رات کے ٹھیک پونے بارہ بجائے تو رُخسانہ اُٹھ کر باتھ روم میں گئی...... اس نے وضو کیا اور مصلیٰ بچھا کر دو نفل ادا کر کے خدا سے کامیابی اور مدد کی دعا مانگی...... اپنے بازو پر بندھے ہوئے تعویذ کو دیکھا...... پھر سادہ سے کپڑے پہنے...... اوپر گرم چادر اوڑھی اور باتھ رُوم کی بتی بجھا دی...... سائیڈ ٹیبل پر جو کلاک رکھا ہوا تھا اس کی سوئیاں روشن تھیں...... جب کلاک نے رات کے سوا بارہ بجائے تو رُخسانہ باتھ روم والے پچھلے دروازے سے باہر باغیچے میں نکل آئی...... رات سرد تھی...... ہلکی ہلکی دُھند پھیلی ہوئی تھی...... وہ دبے پاؤں چل کر عقبی برآمدے میں سے گزر کر کوٹھی کے مین گیٹ کے پاس آ گئی...... اس کی گاڑی گیٹ کے پاس کھڑی تھی۔

اس نے سب سے پہلے کوٹھی کے گیٹ کا آدھا پٹ کھول دیا...... پھر گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی...... گاڑی کا دروازہ اس نے زور سے بند نہ کیا...... اب انجن سٹارٹ کرنے کا خطرناک مرحلہ درپیش تھا...... اگرچہ اسے یقین تھا کہ گھر میں سب گہری نیند سو رہے ہوں گے...... پھر بھی اسے ڈر تھا کہ انجن کے سٹارٹ ہونے کی آواز سے کوئی جاگ نہ پڑے...... اس نے بسم اللہ پڑھ کر چابی گھمائی...... گاڑی کا انجن مخصوص آواز کے ساتھ سٹارٹ ہو گیا...... رُخسانہ نے گاڑی کوٹھی سے باہر نکال کر ایک طرف کھڑی کی...... باہر آکر کوٹھی کا دروازہ آہستہ سے بند کیا...... گاڑی میں واپس آکر بیٹھی اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔

❁❁❁

آدھی رات ہو چکی تھی...... شہر کی باہر والی آبادی کی سڑکیں خالی پڑی تھیں...... سردی خوب پڑ رہی تھی...... رُخسانہ گاڑی کو شہر کی سڑکوں پر سے نکال کر جی ٹی روڈ پر لے آئی...... جی ٹی روڈ پر اسے تسلی تھی کہ اگر گشتی پولیس نے اسے روک کر پوچھا بھی تو وہ بڑی آسانی سے کہہ سکتی تھی کہ وہ دوسرے شہر سے آ رہی ہے...... والدہ کی علالت کا فون آیا تھا جس کی وجہ سے اسے اسی وقت گھر سے نکلنا پڑا...... جی ٹی روڈ سے آگے جا کر ایک چھوٹی سڑک رنجیت سنگھ کی آسیبی سرائے کی طرف مڑ جاتی تھی...... جب یہ سڑک آئی تو اس نے گاڑی اس پر ڈال دی...... وہ ریلوے پھاٹک سے گزری...... یہ وہی ریلوے پھاٹک تھا جہاں اس نے عمران والی بوتل کو لا کر رکھنا تھا...... پھاٹک کے قریب ہی بائیں جانب عید گاہ والی مسجد تھی۔

سڑک خالی تھی...... رُخسانہ نے دل میں کلمہ پاک کا ورد شروع کر دیا تھا...... اس کا دل بڑا مضبوط تھا...... اسے یقین تھا کہ وہ اپنی مہم میں ضرور کامیاب ہو جائے گی...... جادوگرنی مارا نے رُخسانہ کو دیکھ لیا تھا...... وہ اس سے کچھ فاصلے پر غیبی حالت میں ہوا میں پرواز کرتی پیچھے پیچھے آ رہی تھی...... جب دُور سے رُخسانہ کو سڑک کی ایک جانب رنجیت سنگھ کی آسیبی سرائے کا کھنڈر اندھیرے میں دکھائی دیا تو جادوگرنی مارا وہیں رُک گئی...... وہ اس سے آگے نہیں جا سکتی تھی، کیونکہ اس کے آگے بدرُوح عورت تجلی کا طلسمی حلقہ

شروع ہو جاتا تھا...... اس طلسمی حلقے کی خطرناک لہروں کا رُخسانہ پر تو کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا مگر جادُوگرنی مارا کو وہ طلسمی لہریں بھسم کر سکتی تھیں...... جادُوگرنی مارا ایک درخت کی گنجان شاخوں میں چھپ کر بیٹھ گئی اور اپنی نظریں آسیبی سرائے کے کھنڈر پر جما دیں۔

رُخسانہ نے آسیبی سرائے کے کھنڈر کے قریب پہنچ کر گاڑی ایک طرف کھڑی کر دی...... گاڑی کی بتیاں اس نے چھوٹی سڑک پر آتے ہی بجھا دی تھیں...... گاڑی سے نکل کر اس نے آسیبی سرائے کے کھنڈر پر نگاہ ڈالی...... اسے ایسے لگا جیسے سرد اندھیری رات میں کوئی بہت بڑا دیو قامت بھوت سر جھکائے بیٹھا ہو...... چاروں طرف دُھند پھیلی ہوئی تھی...... دُھند زمین سے ایک فٹ بلند تھی...... خاموشی ایسی تھی کہ قبرستان کی خاموشی یاد آ رہی تھی...... رُخسانہ کا دل ذرا سا تیز دھڑکا...... آخر وہ انسان تھی...... انسان اس قسم کے ماحول میں آکر ایک قسم کا ڈر سا ضرور محسوس کرتا ہے...... یہ انسانی فطرت ہے، مگر رُخسانہ نے فوراً اپنے دل کو مضبوط کیا اور کلمہ پاک کا ورد کرتے ہوئے وہ آسیبی سرائے کے پیچھے آ گئی۔

جادُوگرنی مارا نے اسے سب کچھ سمجھا دیا تھا کہ سرائے کے کھنڈر میں جانے کا خفیہ راستہ کس طرف ہے...... رُخسانہ ایک جگہ آ کر رُک گئی...... یہ وہی جگہ تھی جہاں سے ایک خفیہ راستہ سرائے کے کھنڈر میں جاتا تھا...... رُخسانہ نے سرکنڈوں کو ایک طرف ہٹایا...... جیسے ہی اس نے سرکنڈوں کو چھوا اسے ایک دھچکا سا لگا اور وہ پیچھے کو ہو گئی...... سمجھ گئی کہ یہ بدرُوح عورت کے طلسم کا اثر ہے...... اس نے اپنے ارادوں کو متزلزل نہ ہونے دیا اور خفیہ راستے میں داخل ہو گئی...... وہ ایک تنگ و تاریک سرنگ نما راستے سے گزرنے لگی...... ہر تین چار قدم کے بعد اسے ہلکا سا جھٹکا محسوس ہوتا تھا...... اس سرنگ میں بدرُوح عورت کا طلسم پھیلا ہوا تھا، مگر رُخسانہ اللہ کے پاک نام کی برکت اور اپنے ناقابلِ شکست عزم کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھ رہی تھی۔

وہ ایک چھوٹے سے دالان میں آ گئی...... اندھیرے میں اسے ایک کوٹھڑی کا

وازہ دُھندلا دُھندلا سا دکھائی دیا...... جادُوگرنی مارا نے اسے بتایا تھا کہ وہ بوتل جس عمران بند ہے اسی کوٹھڑی کے ایک طاق میں رکھی ہوئی ہے...... رُخسانہ نے قریب دیکھا...... کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا، مگر اس پر تالا نہیں لگا ہوا تھا...... رُخسانہ نے وازے کا ایک پٹ اندر کو دھکیلا تو اسے ایک زبردست جھٹکا لگا...... وہ گرتے گرتے سنبھل گئی...... اس نے ہمت نہ ہاری اور اللہ کا نام لے کر کوٹھڑی میں داخل ہو گئی...... ٹھڑی میں ایک جگہ چبوترے پر مٹی کا دیا جل رہا تھا...... اس کی پھیکی مدہم روشنی میں سانہ نے چاروں طرف نگاہ ڈالی...... اسے ایک جگہ طاق میں رکھی ایک بوتل دکھائی ...... رُخسانہ سے صبر نہ ہو سکا...... اس نے لپک کر طاق میں سے بوتل اُٹھائی اور غور سے دیکھا۔

بوتل کے اندر ایک کالے رنگ کی مکڑی تھی جو کسی قسم کی حرکت نہیں کر رہی ی...... وہ سمجھ گئی کہ یہ عمران ہی ہے جس کو بدرُوح عورت نے جادُو کے زور سے ی بنا دیا ہوا ہے...... رُخسانہ سے صبر نہ ہو سکا...... اس نے جلدی سے بوتل اپنی چادر چھپائی اور جس راستے سے اندر آئی تھی اسی راستے سے باہر نکل گئی...... عجیب بات کہ عمران والی بوتل اپنے ہاتھوں میں تھامنے کے بعد رُخسانہ کے دل کی دھڑکن کچھ ہو گئی تھی...... اس نے سوچا کہ یہ بدرُوح عورت کے طلسم کا نفسیاتی اثر ہے جس کو عام انسان ہونے کی وجہ سے اس کے دل نے محسوس کیا ہے...... وہ تیز تیز قدموں جھاڑیوں اور سرکنڈوں میں سے گزرتی سرد اندھیری رات کی دُھند میں سے نکلتی گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی...... جلدی سے گاڑی سٹارٹ کی اور واپس چل پڑی۔

بوتل اس نے چادر کے اندر اپنی گود میں رکھی ہوئی تھی...... اسے بوتل میں سے ہلکی حرارت کی لہریں نکلتی محسوس ہو رہی تھیں...... رُخسانہ نے اس کا کوئی زیادہ نہ کیا اور گاڑی کو تیزی سے چلاتی کھنڈر کے احاطے سے نکل کر چھوٹی سڑک پر ...... وہ ریلوے پھاٹک کی طرف جا رہی تھی...... وہ دل میں کلمہ پاک پڑھے جا رہی

تھی...... اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک خطرناک بدرُوح کے طلسمی جال میں سے گز کر وہ عمران کی بوتل لانے میں کامیاب ہوگئی ہے...... وہ کلمہ پاک کا ورد بھی کر رہی تھی اور دل میں خدا کا شکر بھی ادا کر رہی تھی...... دُور سے اسے ریلوے پھاٹک پر جلتی لالٹین کی زرد روشنی نظر آنے لگی۔

وہ گاڑی کو کافی سپیڈ پر لے جارہی تھی...... جادُوگرنی مارا نے رُخسانہ کو دیکھ لیا تھا اس کو یہ بھی علم ہوگیا تھا کہ رُخسانہ عمران والی بوتل لانے میں کامیاب ہوگئی ہے...... اس سے دُور رہ کر اس کے ساتھ ساتھ جارہی تھی...... اسے اس وقت کا انتظار تھا جب رُخسانہ نے بوتل کو ریلوے پھاٹک کے پاس رکھ دینا تھا اور جادُوگرنی مارا نے بوتل اٹھا کر فوراً وہاں سے بجلی کی تیزی کے ساتھ نکل جانا تھا...... جادُوگرنی مارا حیران تھی کہ بدرُوح عورت کجلی کو ابھی تک خبر نہیں ہوئی تھی کہ ایک عورت عمران والی بوتل اس کے آسیبی کھنڈر کے تہہ خانے سے نکال کر لے جانے میں کامیاب ہوگئی ہے...... یہ بات بدرُوح کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوسکتی تھی، کیونکہ اگر عمران اس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو وہ اس کی طاقت کو چیلنج کر سکتا تھا اور اسے نیست و نابود کر سکتا تھا...... عمران کا بدرُوح عورت کی قید میں رہنا...... اس کے قبضے میں رہنا بہت ضروری تھا۔

جادُوگرنی مارا فضا میں چاروں طرف دیکھ رہی تھی کہ کہیں کسی جانب سے بدرُوح کجلی تو وہاں نمودار نہیں ہوگئی، مگر ابھی تک فضا خالی تھی اور بدرُوح کجلی دُور دُور تک نظر نہیں آرہی تھی...... اسے حیرانی تھی کہ ابھی تک بدرُوح کجلی کو اتنے بڑے واقعے کی خبر نہیں ہوئی تھی...... جادُوگرنی مارا سمجھ گئی کہ بدرُوح کجلی اس وقت شہر سے دُور کسی موٹے تازے شکار کو کھانے میں اتنی مصروف ہے کہ اسے دنیا جہان کی کوئی ہوش نہیں۔

لیکن جادُوگرنی مارا کا اندازہ غلط تھا...... بدرُوح عورت کو خبر لگ چکی تھی کہ عمران کو کسی نے اس کے خفیہ ٹھکانے سے نکال لیا ہے...... اس میں کوئی شک نہیں کہ اس

وقت بدرُوح عورت شہر سے دُور ایک ویران جگہ پر ایک بدقسمت دیہاتی کو کھانے میں مصروف تھی، جو اس وقت کوئی ضروری پیغام لے کر کسی دوسرے گاؤں جارہا تھا، لیکن وہ اتنی غافل بھی نہیں تھی...... جیسے ہی رُخسانہ نے آسیبی کھنڈر کے گرد ایک حلقے کو عبور کیا بدرُوح عورت کے کانوں میں تیز شور والی طوفانی ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں...... یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ اس کے تہہ خانے سے کوئی شخص عمران کو نکال کر لے گیا ہے...... بدرُوح عورت نے جلدی جلدی اپنے شکار کو ہڈیوں کا پنجر بنا کر وہیں پھینکا اور جتنی تیزی سے اُڑ سکتی تھی، فضا میں غائب ہو کر اُڑتی ہوئی اپنے آسیبی سرائے والے ٹھکانے پر پہنچ گئی...... کوٹھڑی میں آتے ہی اس کی نظر طاق پر گئی، عمران والی بوتل غائب تھی۔

بدرُوح عورت کجلی ایک طوفانی بگولے کی طرح گردش کرتی ہوئی وہاں سے نکل کر باہر آگئی...... اسے ایک جانب سے عمران کی بڑی تیز بو آرہی تھی...... وہ اس طرف پرواز کر گئی۔

اس وقت رُخسانہ ریلوے پھاٹک کے پاس پہنچ کر گاڑی ایک طرف کھڑی کر رہی تھی تاکہ عمران والی بوتل پھاٹک کے پاس رکھ دے...... جیسا کہ جادُوگرنی مارا نے اسے ہدایت کی تھی...... اِدھر جادُوگرنی مارا فضا میں بلند ہو کر چاروں طرف غور سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک اسے ایک جانب سرخ بگولا تیزی سے اپنی طرف بڑھتا دکھائی دیا...... وہ سمجھ گئی کہ یہ سوائے بدرُوح کجلی کے اور کوئی نہیں ہوسکتا...... اسے سب کچھ معلوم ہوگیا ہے اور اب وہ عمران کو دوبارہ اپنے قبضے میں کرنے کے لئے بگولا بن کر وہاں پہنچ گئی ہے۔

جادُوگرنی مارا کو یہ بھی معلوم تھا کہ اگر بدرُوح کجلی نے اسے دیکھ لیا تو اس کی یعنی جادُوگرنی مارا کی خیر نہیں...... بدرُوح کجلی اس کو جلا کر راکھ کر ڈالے گی اگرچہ جادُوگرنی مارا ایک بار مر چکی تھی اور اب ایک بدرُوح بن کر بھٹک رہی تھی، لیکن ان کافر بدرُوحوں کی بھی ایک موت ہوتی ہے...... اگر یہ ایک بار مرنے کے بعد بدرُوح بن

جانے کی صورت میں دوسری بار مر جائیں تو پھران کی بدرُوح ہمیشہ کے لئے زمین کے نیچے پاتال کے آتشیں حلقے میں گرادی جاتی ہیں...... اسی لئے جادوگرنی مارا اپنی دوسری موت سے بچنا چاہتی تھی، چنانچہ وہ بدرُوح کجلی کے سرخ بگولے کو دُور سے دیکھتے ہی وہاں سے غائب ہوگئی۔

رُخسانہ کو کچھ خبر نہیں تھی کہ کیا ہونے والا ہے۔

اس نے گاڑی ریلوے پھاٹک کے پاس ہی ایک طرف درختوں میں عیدگاہ کے باہر کھڑی کی اور عمران والی بوتل چادر میں چھپائے تیز تیز چلتی ریلوے پھاٹک کے پاس ایک جگہ بوتل نکال کر رکھ دی...... وہ اگر عمران والی بوتل رکھ کر وہیں بوتل کے پاس ہی کھڑی رہتی تو بدرُوح عورت اس کے قریب آنے کی جرات نہیں کر سکتی تھی، کیونکہ رُخسانہ کے بازو پر تعویذ بندھا ہوا تھا، مگر رُخسانہ کو تو معلوم ہی نہیں تھا کہ بدرُوح عورت اس کی طرف طوفانی بگولا بن کر بڑھ رہی ہے...... عمران والی بوتل پھاٹک کی دیوار کے پاس رکھ کر رُخسانہ جلدی سے اپنی گاڑی کے پاس آگئی...... اس نے اندھیری رات میں چاروں طرف دیکھا کہ شاید کسی جگہ اسے جادوگرنی مارا کی کھوپڑی دکھائی دے جائے مگر اسے وہ کہیں نظر نہ آئی۔

اس نے آواز ذرا سی بلند کر کے پوچھا۔

"مارا! کیا تم موجود ہو؟ میں نے بوتل پھاٹک کے پاس رکھ دی ہے۔"

اس کے جواب میں رُخسانہ کو بھیانک چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور دُور سے ایک سرخ بگولا طوفان کی طرح گردش کرتا ہوا اس سے ٹکرایا...... رُخسانہ اُچھل کر عیدگاہ کے صحن میں جاگری...... اتفاق سے وہ جھاڑیوں پر گری اور زخمی ہونے سے بچ گئی...... اسے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ بگولا بدرُوح عورت کا غیض و غضب تھا اور وہ عمران کو واپس لینے کے لئے وہاں پہنچ گئی ہے...... رُخسانہ جلدی سے اُٹھی اور عیدگاہ کے دروازے سے نکل کر ریلوے پھاٹک کی طرف دوڑی...... اسے معلوم تھا کہ تعویذ

کی وجہ سے بدرُوح عورت اس کے نزدیک نہیں آسکتی...... جیسے ہی ریلوے پھاٹک کے پاس آکر اس نے دیوار کی طرف نگاہ اُٹھائی...... وہاں عمران والی بوتل غائب تھی۔

سوائے بدرُوح عورت کے اور کوئی اس بوتل کو نہیں لے جا سکتا تھا...... رُخسانہ مایوسی کے عالم میں خالی دیوار کو تک رہی تھی...... بدرُوح عورت رُخسانہ کو تو کوئی گزند نہ پہنچا سکی تھی مگر اس کی سب سے قیمتی متاع اس سے چھین کر لے گئی تھی...... چیخوں کی آوازیں اور تیز گردش کرتے بگولے کا شور خاموش ہو چکا تھا...... سرد رات کا سناٹا چاروں طرف چھا رہا تھا...... رُخسانہ کو تعجب تھا کہ جادوگرنی مارا وہاں پر کیوں نہیں آئی...... پھر اسے یاد آگیا...... اس نے کہا تھا کہ اگر بدرُوح کجلی وہاں پہنچ گئی تو میں وہاں سے بھاگ جاؤں گی، کیونکہ وہ مجھے دیکھ لے گی اور اس کے بعد مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔

رُخسانہ شکستہ دل کے ساتھ بوجھل بوجھل سے قدم اُٹھاتی اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گئی...... وہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کر سکتی تھی کہ واپس اپنے گھر پہنچ جائے...... اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور گھر کی طرف روانہ ہوگئی...... اپنے قبضے میں آکر عمران کے چھن جانے کا رُخسانہ کو سخت صدمہ ہوا تھا...... اب کچھ معلوم نہیں تھا کہ دوبارہ وہ عمران کو بدرُوح کے طلسمی پنجے سے نکال بھی سکے گی یا نہیں...... وہ خیریت سے اپنی کوٹھی میں پہنچ گئی، اسی طرح اس نے بڑی احتیاط سے گیٹ آدھا کھول کر گاڑی اندر کھڑی کی اور دبے پاؤں چلتی عقبی برآمدے میں سے ہوتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی...... اس سارے کام میں اسے بمشکل سوا گھنٹہ لگا تھا...... وہ اسی حالت میں بستر میں گھس گئی اور لحاف اُوپر کر لیا۔

اپنی مہم کی ناکامی پر اسے سخت افسوس ہو رہا تھا، مگر اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا...... قسمت نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا...... وہ مجبور تھی...... مگر عمران کے خیال سے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے...... خدا جانے اس پر کیا گزر رہی ہوگی ایک مکڑی

کی شکل میں خدا جانے وہ کیا سوچ رہا ہو گا...... سوچ بھی رہا ہو گا یا نہیں...... رُخسانہ سخت سردی میں سے نکل کر اپنے بستر میں آکر لیٹی تھی...... اس پر غنودگی سی طاری ہونے لگی، پھر اسے نیند آ گئی۔

نیند کی آغوش میں جاتے ہی اس نے اپنے آپ کو ایک پرانے قلعے کی سیڑھیوں پر بیٹھے دیکھا...... اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہی ہے...... اتنے میں ایک تیکھے نقوش والی سانولی سی لڑکی جس نے نیلی ساڑھی پہن رکھی تھی سیڑھیاں اترتی ہوئی اس کی طرف آئی...... رُخسانہ کو لگا جیسے وہ اس کا انتظار کر رہی تھی...... وہ اس لڑکی کو دیکھنے لگی...... لڑکی اس کے قریب آکر زینے پر بیٹھ گئی اور بولی۔

"میں جادُوگرنی مارا ہوں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"مجھے تمہارا ہی انتظار تھا...... مجھے بتاؤ عمران کہاں ہو گا...... بدرُوح عورت اسے مجھ سے چھین کر کہاں لے گئی ہے۔"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"میں یہی بتانے یہاں آئی ہوں...... تم نے بڑی دلیری سے کام لے کر عمران کو حاصل کر لیا تھا مگر قسمت کو یہ منظور نہیں تھا...... عین وقت پر بدرُوح کو پتہ چل گیا اور وہ طوفانی بگولا بن کر وہاں پہنچ گئی اور عمران کو اُٹھا کر لے گئی۔ اگر تمہارے بازو پر خدا کے پاک نام کا تعویذ نہ ہوتا تو وہ تمہیں کبھی زندہ نہ چھوڑتی، مگر وہ یہی کر سکتی تھی کہ تمہیں بگولے کی شکل میں دھکا دے کر وہاں سے دُور پھینک دیا۔"

رُخسانہ نے پوچھا۔

"کیا تم اس وقت وہاں موجود تھیں؟"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"جس وقت بدرُوح کجلی کے بگولے نے تمہیں اُٹھا کر عیدگاہ کے صحن میں پھینکا

تھا اس وقت میں وہاں موجود تھی، لیکن اس کے بعد خود وہاں میری جان خطرے میں تھی...... اس لئے میں وہاں سے غائب ہو گئی، تم خوش قسمت ہو کہ عیدگاہ والی مسجد قریب تھی اور تم مسجد کے صحن میں گری تھیں اور بدرُوح کجلی مسجد کے قریب نہیں جا سکتی تھی...... اگر وہاں مسجد نہ ہوتی تو بدرُوح کجلی کا بگولا تمہیں اُڑا کر نہ جانے کہاں سے کہاں لے جا کر پھینک دیتا۔

رُخسانہ نے کہا۔

"مارا! اب کیا ہو گا؟ کیا میں عمران کو کبھی حاصل نہ کر سکوں گی؟ اگر بدرُوح عورت اسے واپس اپنی آسیبی سرائے میں لے گئی ہے تو میں وہاں ایک بار پھر جانے کو تیار ہوں۔"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"وہ اتنی بے وقوف نہیں ہے کہ عمران کی بوتل کو واپس اسی جگہ لے جا کر رکھے گی جہاں سے تم اسے اُٹھا کر لائی تھیں...... وہ اسے کسی دوسری نامعلوم جگہ پر لے گئی ہو گی...... جس کا کھوج لگانا پڑے گا۔"

رُخسانہ نے آزردہ سی ہو کر کہا۔

"وہ عمران کو نقصان تو نہیں پہنچائے گی نا؟"

"میرا مطلب ہے اس کی جان تو خطرے میں نہیں ہے ناں؟"

جادُوگرنی مارا کہنے لگی۔

"میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ بدرُوح کجلی عمران کو ہلاک نہیں کر سکتی...... عمران کی ہلاکت میں خود بدرُوح کجلی کی ہلاکت ہے...... عمران کے زندہ رہنے میں ہی اس کی زندگی ہے، اگر وہ عمران کو مار سکتی تو اب تک عمران کو ختم کر چکی ہوتی مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی...... یہ میں اچھی طرح سے جانتی ہوں۔"

"تو پھر عمران کو وہ کہاں لے گئی ہو گی؟" رُخسانہ نے پوچھا...... تم جادُوگرنی

ہو...... تمہیں بہت سی باتوں کا پتہ چل جاتا ہے، تم ضرور عمران کا سراغ لگا سکتی ہو۔"

جادُوگرنی مارا بولی۔

"میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ عمران کا کھوج لگانے کی پوری کوشش کروں گی، کیونکہ عمران ہی ایک ایسا شخص ہے جو دُنیا پر آباد انسانوں کو اس شیطانی بدرُوح سے نجات دلا سکتا ہے...... صرف عمران کے پاس ہی قدرت کی عطا کی ہوئی ایسی طاقت ہے جو اس بدرُوح عورت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر سکتی ہے...... اس وجہ سے بھی میرا فرض بن چکا ہے کہ میں ہر قیمت پر عمران کا کھوج لگا کر اسے بدرُوح کجلی کی قید سے رہائی دلاؤں اور اسے بدرُوح کجلی کا خاتمہ کرنے کے لئے تیار کروں۔"

رُخسانہ نے پوچھا۔

"تم سے پھر کب ملاقات ہوگی؟"

جادُوگرنی مارا نے جواب میں کہا۔

"بدرُوح عورت کجلی کو میرے بارے میں بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اس میں میرا بھی ہاتھ ہے...... اس لئے وہ مجھے ہلاک کرنے کی بھی کوشش کرے گی، اسی وجہ سے میں تمہیں تمہارے بیڈروم میں آکر ملنے کی بجائے تمہارے خواب میں آکر تم سے ملاقات کر رہی ہوں۔"

رُخسانہ نے پوچھا۔

"کیا اب تم مجھے خواب میں ہی آکر ملا کرو گی؟"

جادُوگرنی مارا نے جواب دیا۔

"اگر مجھے بدرُوح کجلی کی طرف سے یہ احساس ہو گیا کہ وہ میری تلاش سے مایوس ہو چکی ہے تو میں تمہیں اسی انسانی شکل میں کسی بھی جگہ عالم بیداری میں آکر مل لوں گی، ورنہ خواب میں ہی تم سے ملاقات ہوا کرے گی۔"

"اب میں تمہاری کب اُمید رکھوں؟" رُخسانہ نے پوچھا، جادُوگرنی مارا بولی۔

"ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتی...... میں کسی بھی وقت آسکتی ہوں، لیکن سب سے پہلے مجھے عمران کا کھوج لگانا ہے...... میں جاتی ہوں۔"

اس کے فوراً بعد رُخسانہ کی آنکھ کھل گئی...... اس نے جادوگرنی مارا کو پہلی بار ایک عورت کے رُوپ میں دیکھا تھا...... اسے جادُوگرنی مارا کی شکل اور اس کی ایک ایک بات یاد ہو گئی تھی...... وہ دل میں خدا سے دعا مانگنے لگی کہ کسی طرح عمران خیریت سے گھر واپس آجائے۔

لیکن عمران کا اب خیریت سے گھر واپس آنا اتنا آسان نہیں تھا...... بدرُوح عورت کے لئے عمران اس کی زندگی اور دوسری موت کا مسئلہ بن گیا تھا...... یہ بات بھی کھل کر اس کے سامنے آگئی تھی کہ اس کی منگیتر رُخسانہ اس کی تلاش میں سرگرم ہے اور اس کے پیچھے اس کے بزرگ عامل کی طاقت بھی ہے اور اسے جادُوگرنی مارا کی مدد بھی حاصل ہے...... بدرُوح کجلی نے سب سے پہلے جادُوگرنی مارا کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن اس سے بھی پہلے وہ عمران کو کسی ایسی جگہ چھپانا چاہتی تھی جہاں سے اب کوئی بھی اسے نکال کر نہ لے جاسکے۔

کافی سوچ بچار کے بعد آخر ایک ترکیب بدرُوح عورت کے شیطانی دماغ میں آگئی...... اس نے عمران کو بوتل میں سے نکالا...... اسے اپنی مٹھی میں چھپایا اور زمین کے نیچے پاتال کے تیسرے حلقے میں اتر گئی...... پاتال کے اس حلقے میں چنڈال کی بدرُوح دو سو برس سے مگرمچھ کی شکل میں ایک تالاب کی دلدل میں عذاب میں مبتلا تھی...... چنڈال وہ جادُوگر تھا جو اپنے طلسمی عمل کی خاطر بے گناہ لوگوں کا خون کیا کرتا تھا...... یہ بت پرست تھا...... مرنے کے بعد اس کی بدرُوح مگرمچھ کی صورت میں زمین کے نیچے دلدل میں پھنس گئی تھی جہاں سے نہ وہ باہر نکل سکتی تھی اور نہ دلدل اسے نگل رہی تھی۔

بدرُوح عورت کجلی پاتال میں اترنے کے بعد اس دلدل کے کنارے آگئی جہاں

چنڈال کی بدرُوح مگرمچھ کی شکل میں آدھی دلدل میں دھنسی ہوئی تھی...... چنڈال نے بدرُوح کجلی کو دیکھا تو پہچان کر بولا۔

"کجلی! تو آج یہاں کیسے آگئی ہو؟ اگر میرے لئے کچھ کرسکتی ہو تو مجھے اس عذاب سے نکالو...... میں ہمیشہ تمہارا داس بن کر تمہاری خدمت کروں گا۔"

بدرُوح کجلی بولی۔

"چنڈال! میں تمہیں یہاں سے نکالنے کے لئے ہی آئی ہوں، لیکن میری ایک شرط ہے۔"

چنڈال نے کہا۔

"مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔"

بدرُوح عورت کجلی نے کہا۔

"تمہیں ایک انسان کے جسم میں داخل ہوکر میرے اشاروں پر چلنا ہوگا، جو میں تمہیں کہوں گی تمہیں وہی کرنا ہوگا...... کیا تمہیں منظور ہے؟"

چنڈال کی بدرُوح نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔"

بدرُوح عورت کجلی نے اپنی مٹھی میں سے عمران والی مکڑی نکال کر زمین پر رکھ دی...... چنڈال نے مکڑی کو دیکھتے ہی کہا۔

"یہ تو چاند گرہن کے نشانوں والا انسان ہے...... یہ کہاں سے تمہارے قابو میں آگیا؟"

بدرُوح کجلی نے کہا۔

"میں تمہیں کوئی سوال پوچھنے کی اجازت نہیں دوں گی...... تم اس انسان کے جسم میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوجاؤ۔"

چنڈال بولا۔

"میں تیار ہوں۔"

بدرُوح عورت نے مکڑی پر ایک طلسمی منتر پڑھ کر پھونکیں مارنی شروع کردیں...... چنڈال مگرمچھ کے رُوپ میں آدھا دلدل میں دھنسا مکڑی کو دیکھتا رہا...... تھوڑی دیر کے بعد مکڑی غائب ہوگئی اور اس کی جگہ عمران زمین پر پڑا تھا...... وہ بے ہوش تھا...... بدرُوح عورت نے چنڈال سے کہا۔

"اب میں تمہیں مگرمچھ کے جسم سے نکال رہی ہوں۔

بولنا بالکل نہیں۔

بدرُوح عورت نے چنڈال کی طرف منہ کرکے منتروں کا جاپ شروع کردیا...... جیسے جیسے وہ منتر پڑھتی جاتی تھی دلدل کے اندر مگرمچھ چنڈال اپنے جسم کو ہلاتا جاتا تھا...... بدرُوح عورت نے آخری منتر اونچی آواز میں پڑھ کر مگرمچھ پر پھونکا تو مگرمچھ غائب ہوگیا اور اس کی جگہ ایک سیاہ فام ڈراؤنی شکل والا شخص دلدل میں آدھا دھنسا ہوا نمودار ہوگیا۔

بدرُوح عورت نے اسے حکم دیا۔

"چنڈال! دلدل سے نکل کر اس انسان کے جسم میں پرویش کرو (داخل ہوجاؤ)"

یہ حکم سنتے ہی سیاہ فام ڈراؤنا چنڈال حلق سے گرج دار آواز نکال کر دلدل سے باہر آگیا اور تین فٹ بلند ہوکر فضا میں تیرتا ہوا بے ہوش عمران کے اوپر آکر رُک گیا...... بدرُوح عورت کجلی نے اسے حکم دیا۔

"یہ عمران ہے...... میرا سب سے بڑا دشمن...... اس کے اندر داخل ہوکر اس کے دماغ پر قبضہ کرلو۔"

سیاہ فام چنڈال فضا میں لٹکے لٹکے آدمی سے سیاہ دھوئیں کے گولے کی شکل اختیار کرگیا...... پھر یہ گولہ عمران کے اُوپر آکر اس کے سر کے گرد چکر لگانے لگا...... دس بارہ چکر لگانے کے بعد دھوئیں کا گولہ ایک لہر بن کر عمران کے نتھنوں کے راستے سے اس

کے دماغ میں داخل ہو گیا۔

بے ہوش عمران نے جھر جھری سی لی اور آنکھیں کھول دیں...... عمران کی آنکھیں اب عمران کی نہیں چنڈال کی آنکھیں تھیں...... ان آنکھوں کا رنگ زرد اور سرخ تھا اور ان میں سے انسانی جسم کو منجمد کر دینے والی مقناطیسی شعاعیں نکل رہی تھیں...... بدرُوح عورت کجلی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران! اس وقت تم کہاں ہو؟"

عمران کے جسم میں گھسے ہوئے چنڈال نے کہا۔

"میں عمران نہیں ہوں...... میں چنڈال ہوں کجلی! تمہارا غلام چنڈال۔"

بدرُوح کجلی کو تسلی ہو گئی کہ اس کا تجربہ کامیاب رہا ہے اور اس نے عمران یعنی اپنے دشمن کو اس طریقے سے اپنے قبضے میں کر لیا ہے کہ اب اسے کوئی اس کی قید سے نکال کر نہیں لے جا سکتا، اسی طرح بدرُوح کجلی اپنے سب سے خطرناک دشمن عمران سے محفوظ ہو گئی تھی۔

عمران چنڈال کے رُوپ میں ابھی تک زمین پر سیدھا لیٹا ہوا تھا، بدرُوح عورت نے کہا۔

"چنڈال! میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں۔"

اس نے ایک منتر پڑھ کر اس پر پھونکا، عمران ایک بار پھر مکڑی کی شکل اختیار کر گیا۔ بدروح کجلی نے اسے اٹھا کر اپنی مٹھی میں بند کیا اور ایک فاتحانہ قہقہہ لگا کر پاتال کی گہرائیوں سے اُوپر اُٹھتی ہوئی زمین سے باہر نکل آئی...... اپنے سب سے زیادہ خطرناک دشمن عمران کو اپنا غلام بنانے کے بعد بدرُوح عورت نے انسانوں پر ایک نئے ظلم و ستم کا سلسلہ شروع کر دیا۔

✿ ✿ ✿

بدرُوح عورت نے اپنا ٹھکانہ بدل لیا۔

وہ شہر سے باہر والی رنجیت سنگھ کی آسیبی سرائے سے نکل کر زمین کے نیچے پاتال کے تیسرے حلقے کے ایک غار میں آ گئی...... یہاں وہ اپنے دشمنوں سے محفوظ تھی اور آسانی سے اپنے انسان دشمن منصوبوں پر عمل کر سکتی تھی...... بدرُوح عورت کے اب صرف دو ہی دشمن تھے...... ایک وہ بزرگ عامل جس نے خلق خدا کو اللہ کے پاک نام والے تعویذ اپنے بازوؤں پر باندھنے کی ہدایت کی تھی اور یوں انسانوں کو بدرُوح کجلی کی درندگی کا شکار ہونے سے بچا لیا تھا۔

اس کے بعد بدرُوح کجلی کی دشمن جادُوگرنی مارا تھی جو اسے ختم کرنے کے لئے عمران اور رُخسانہ کی مدد کر سکتی تھی...... عمران کو تو بدرُوح نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا...... رُخسانہ سے اسے کوئی زیادہ خطرہ نہیں تھا، لیکن وہ جادُوگرنی مارا کو ہر حالت میں ہلاک کرنا چاہتی تھی، مگر اسے ابھی تک یہ علم نہیں ہو سکا تھا کہ غائب ہو جانے کے بعد جادُوگرنی مارا کہاں چھپی ہوئی ہے...... پاتال کے غار میں آتے ہی بدرُوح عورت نے چنڈال سے کہا۔

"چنڈال! عمران کی ایک منگیتر ہے جس کا نام رُخسانہ ہے۔"

چنڈال بولا۔

"ہاں! میں جانتا ہوں...... وہ میرے ساتھ کالج میں پڑھتی ہے...... میں اس وقت عمران کے جسم میں رہ رہا ہوں...... مجھ پر اس کے ذہن کے تمام نشیب و فراز ظاہر ہو چکے ہیں...... اس کی ساری پچھلی اور حال کی زندگی اور اس کے خیالات کھل کر میرے سامنے آگئے ہیں...... تم مجھے حکم کرو کہ مجھے کیا کرنا ہوگا۔""

بدرُوح عورت نے کہا۔

"میں بھول گئی تھی کہ تم عمران کے ماضی اور حال سے واقف ہو چکے ہو...... سنو! میں اس کی منگیتر رُخسانہ کو بھی اپنے قبضے میں کرنا چاہتی ہوں، کیونکہ صرف یہی ایک ایسی عورت ہے جو عمران کو حاصل کرنے اور تمہیں اس کے جسم سے نکال کر ہلاک کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہے...... اس طرح سے وہ تمہاری دشمن بھی ہے۔"

چنڈال نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو کجلی! میں ابھی اسے اُٹھا کر تمہارے پاس لے آتا ہوں۔"

بدرُوح عورت کجلی نے کہا۔

"یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو...... رُخسانہ ہر وقت اپنے بازو پر اللہ کے پاک نام کا تعویذ باندھے رکھتی ہے...... یہ وہ تعویذ ہے جس کے قریب جاؤ گے تو جل کر راکھ ہو جاؤ گے...... تمہیں سب سے پہلے کسی طرح وہ تعویذ اتروا کر دریا کی لہروں کے سپرد کرنا ہوگا۔"

چنڈال بولا۔

"لیکن اگر یہ تعویذ رُخسانہ کے بازو پر بندھا ہوا ہے تو پھر میں خود اس کے قریب کیسے جا سکوں گا؟ کیونکہ میں نے سن رکھا ہے کہ جہاں اللہ پاک کا نام لیا جاتا ہو، اس کا پاک نام لکھا ہوا ہو وہاں بدرُوحیں اور چڑیلیں اور ناپاک روحیں نہیں جا سکتیں۔"

بدرُوح عورت نے کہا۔

"تم عمران بن کر اس کے پاس جاؤ گے...... اس کا ایک فائدہ تمہیں یہ ہوگا کہ تم

رُخسانہ کے قریب ہو کر بیٹھ سکو گے، لیکن یاد رکھنا...... اس کو ہاتھ لگانے کی غلطی مت کرنا...... اگر تم نے اسے ہاتھ لگایا تو اس کے تعویذ کی نیکی کی طاقت تمہیں وہیں جلا کر راکھ کر دے گی۔"

چنڈال بولا۔

"کجلی! تم مجھے بڑا خطرناک کام کرنے کو کہہ رہی ہو...... تمہیں معلوم ہے کہ ہم بدرُوحیں اگر دوسری بار مر جاتی ہیں تو پھر ہمارا ٹھکانہ دوزخ کی آگ کے سوا اور کوئی نہیں ہے جہاں ہم قیامت تک جلتی رہیں گی۔"

بدرُوح عورت نے چیخ کر کہا۔

"تم میرے غلام ہو...... میرے حکم کے پابند ہو...... میں تمہیں جو کہوں گی تمہیں وہی کرنا ہوگا...... اگر تم نے انکار کیا تو یاد رکھو...... میں تمہیں دوبارہ مگرمچھ بنا کر دلدل میں پھینک دوں گی۔"

چنڈال نے خوف زدہ آواز میں کہا۔

"نہیں نہیں کجلی! ایسا نہ کرنا...... تم جیسے کہتی ہو میں ویسے ہی کروں گا۔"

بدرُوح عورت بولی۔

"اسی میں تمہاری مکتی ہے...... تمہاری نجات ہے...... اب اپنے گھر یعنی عمران کے گھر جانے کے لئے تیار ہو جاؤ...... تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے...... تم عمران کے دماغ میں چھپے ہوئے ہو...... تمہیں سب کچھ معلوم ہے کہ عمران کے گھر میں کون کون رہتا ہے اور تمہارا ان سے کیا رشتہ ہے...... تمہارا نشانہ رُخسانہ ہوگی...... تمہیں اس کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اتروانا ہے...... اگر عمران کے ماں باپ نے یا وہاں کسی بھی شخص نے اللہ کے پاک نام والا تعویذ باندھا ہوا ہوگا تو تمہیں علم ہو جائے گا...... خبردار ان میں سے کسی کو چھونے کی کوشش نہ کرنا...... تعویذ کی نیکی کی طاقت تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔"

چنڈال نے کہا۔

"میں ان باتوں کا خیال رکھوں گا۔"

بدرُوح عورت کجلی بولی۔

"زمین کے اوپر صبح ہو چکی ہے...... میں تمہیں عمران کے گھر بھیج رہی ہوں...... اپنی آنکھیں بند کر کے لیٹ جاؤ۔"

چنڈال آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا...... بدرُوح عورت کجلی نے ایک منتر پڑھ کر اس کے جسم پر پھونکا اور وہ غائب ہو گیا۔

چنڈال نے جس وقت آنکھیں کھولیں تو اس نے اپنے آپ کو عمران کی کوٹھی کے گیٹ پر پایا...... چنڈال کی بدرُوح کو سب معلوم تھا کہ اسے عمران بن کر کیا کچھ کرنا ہے...... وہ ہو بہو عمران ہی تھا، مگر چنڈال کی بدرُوح نے عمران کے شعور کو بے ہوش کر دیا تھا اور اس کی جگہ اپنا شعور مسلط کر دیا تھا...... وہ چلنے پھرنے، دیکھنے، بولنے اور بات کرنے میں عمران ہی تھا مگر حقیقت میں اس کے اندر چنڈال کی بدرُوح کام کر رہی تھی...... عمران اسی لباس میں وہاں ظاہر ہوا تھا جس لباس میں وہ گھر سے غائب ہوا تھا...... اسے کوٹھی کی کال بیل بجانے کی ضرورت نہیں تھی...... کوٹھی کے پورچ میں اس کے ڈیڈی کی کار کھڑی تھی...... ابھی وہ اپنے آفس نہیں گئے تھے جہاں وہ ریٹائر ہونے کے بعد کام کرتے تھے...... دن کے آٹھ سوا آٹھ بجے کا وقت تھا۔

عمران برآمدے میں سے گزر کر ڈرائنگ روم کے دروازے پر آیا تو دروازہ اندر سے بند تھا...... اس نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی اور کہا۔

"ممی! میں ہوں عمران۔"

اسے ایک دم سے اندر کچھ آوازیں سنائی دیں...... ممی نے عمران کے ڈیڈی کو پکار کر کہا تھا...... یہ عمران کی آواز ہے...... وہ آگیا ہے...... اس کے فوراً بعد دروازہ کھل گیا اور اس کی ممی نے روتے ہوئے اپنے بیٹے کو گلے لگا لیا...... اس کے ڈیڈی بھی آگئے......

انہوں نے بھی عمران کو گلے لگا کر پیار کیا اور اپنے ساتھ اندر لے آئے...... میز پر ناشتہ لگا تھا۔

"بیٹا! تم کہاں چلے گئے تھے؟" ڈیڈی نے پوچھا۔

ممی نے کہا۔

"خدا کے لئے ابھی یہ باتیں نہ پوچھیں...... میرے بیٹے کو بھوک لگی ہو گی...... دیکھتے نہیں اس کا چہرہ اترا ہوا ہے۔"

اور اس کی ممی نے عمران کا سر چوم کر کہا۔

"بیٹا! پہلے ناشتہ کر لو۔"

عمران بولا۔

"ممی! میں ایک عجیب مصیبت میں پھنس گیا تھا...... کچھ لوگ مجھے اغوا کر کے دور دراز علاقے میں لے گئے تھے...... وہاں انہوں نے مجھے زمین کھودنے پر لگا دیا تھا۔"

"مائی گاڈ" عمران کے ڈیڈی نے بے اختیار کہا۔ "مگر یہ کیسے ہو گیا؟"

عمران ناشتہ کرنے لگا...... بولا۔

"ڈیڈی کچھ نہ پوچھیں...... بس ہو گیا...... میں کالج سے نکل کر موٹر سائیکل پر گھر آ رہا تھا کہ ایک جیپ نے مجھے ٹکر ماری اور پھر اس میں سے تین چار آدمی نکلے اور پستولیں دکھا کر مجھے اُٹھایا اور جیپ میں ڈال دیا اور میرے منہ پر زبردستی گیلا رومال ڈال کر مجھے بے ہوش کر دیا۔"

"یہ لوگ خرکار تھے کیا؟" ڈیڈی نے پوچھا۔

"ہاں ڈیڈی خرکار ہی تھے۔" عمران نے کہا۔

عمران کی ممی بار بار اپنے آنسو پونچھ رہی تھی، کہنے لگیں۔

"بیٹا پہلے ناشتہ کر لو۔"

ڈیڈی کہنے لگے۔

"کیا پولیس وہاں نہیں پہنچی تھی؟ ہم نے تو اسی روز تمہاری گمشدگی کی رپورٹ درج کرادی تھی۔"

عمران بولا۔

"ڈیڈی! آپ پولیس کی کارکردگی سے تو واقف ہی ہیں۔"

ممی نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔

"خدا کا شکر ہے میرا بیٹا واپس آ گیا...... ہمیں اور کچھ نہیں چاہئے۔"

ناشتہ کرنے کے بعد عمران یعنی چنڈال کی بدرُوح نے کہا۔

"ممی! میں کالج جاتا ہوں۔"

ممی نے کہا کہ آج آرام کرو...... کل چلے جانا...... ڈیڈی نے کہا۔

"میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں...... تمہارے پاس موٹر سائیکل تو ہے نہیں...... ہمیں اس کی رپورٹ بھی پولیس سٹیشن لکھوانی ہوگی۔"

چنڈال نے کہا۔

"لکھوا دیں گے ڈیڈی! ابھی تو میں ٹیکسی لے کر کالج چلا جاتا ہوں...... پڑھائی کا پہلے ہی بہت حرج ہوا ہے...... میں ذرا منہ ہاتھ دھولوں۔"

چنڈال کو تو معلوم ہی تھا کہ عمران کا کمرہ کون سا ہے اور کہاں ہے...... وہ اس کے کمرے میں آ گیا...... اس نے وہاں آتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ کاغذ کا ایک خالی ٹکڑا لے کر اسے تہہ کیا اور تعویذ کی طرح اسے اپنے بازو سے باندھ لیا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ رُخسانہ اس سے تعویذ کے بارے میں ضرور پوچھے گی اور اگر اس نے کہہ دیا کہ تعویذ گم ہو گیا ہے تو وہ اسے دوسرا تعویذ بندھوانے کی غرض سے بزرگ عامل کے پاس لے جائے گی، جو اس کی شکل دیکھتے ہی پہچان جائے گا کہ یہ عمران نہیں ہے بلکہ عمران کی شکل میں ایک بدرُوح ہے...... اس کام سے فارغ ہو کر وہ ٹیکسی لے کر سیدھا کالج پہنچ گیا۔

چنڈال چونکہ عمران کے ذہن اور شعور کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا...... اس لئے

اس نے رُخسانہ کو بھی فوراً پہچان لیا...... وہ کلاس روم کی سیڑھیاں اتر رہی تھی...... اس نے بھی عمران کو دیکھا تو خوشی اور حیرانی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اس کی طرف دوڑی...... عمران کو بدرُوح کجلی نے خبردار کر دیا تھا کہ رُخسانہ نے اپنے بازو پر تعویذ باندھا ہوا ہے، اگر اس نے اس کو چھوا تو وہ جل کر راکھ ہو جائے گا، چنانچہ عمران یعنی چنڈال بے حد محتاط ہو گیا...... جیسے ہی رُخسانہ اس کی طرف لپک کر آئی اس سے ہاتھ ملانے لگی تو اس نے اسے وہیں روک دیا اور بولا۔

"رُخسانہ! مجھے چھونا مت...... نہیں تو میرے ساتھ تم بھی شعلوں میں جھلس جاؤ گی۔"

رُخسانہ وہیں ٹھٹک گئی اور حیرت سے عمران کو تکنے لگی۔

"عمران! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

عمران یعنی چنڈال بولا۔

"یہ ساری باتیں میں تمہیں تھوڑی دیر میں بتا دوں گا...... پہلے یہ بتاؤ کہ تم کیسی ہو؟"

رُخسانہ اب عمران سے دُور رہ کر اس سے بات کر رہی تھی...... کہنے لگی۔

"تم بتاؤ عمران! تم کہاں غائب ہو گئے تھے...... یہ سب کچھ کیا ہے...... کیا تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔"

عمران یعنی چنڈال رُخسانہ کو لے کر ایک جگہ گھاس پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"تمہیں کیا بتاؤں رُخسانہ کہ میرے ساتھ کیا گزری...... میں نے ممی ڈیڈی کو تو یہی بتایا ہے کہ مجھے خرکار اغوا کر کے لے گئے تھے، مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی حماقت کی وجہ سے پہلے راکھشنی اور پھر بدرُوح کجلی کے چنگل میں پھنس گیا تھا...... بس میری قسمت اچھی تھی کہ بچ کر نکل آیا...... اگر میرے بازو پر بزرگ عامل کا تعویذ نہ ہوتا تو میں اس وقت زندہ سلامت تمہارے سامنے نہ بیٹھا ہوتا۔"

رُخسانہ بڑی فکر مند ہو گئی، کہنے لگی۔

”خدا کا شکر ہے کہ تم زندہ سلامت ہمارے پاس واپس آگئے، لیکن عمران! تمہارے غائب ہونے کے بعد بدرُوح عورت نے تو کھلے بندوں لوگوں پر قاتلانہ حملے شروع کر دیئے تھے..... شاید تمہیں اس کی خبر نہیں۔“

پھر رُخسانہ نے عمران یعنی چنڈال کو بدرُوح عورت کی درندگیوں کے سارے واقعات بیان کئے..... چنڈال تو ان تمام واقعات کو جانتا تھا..... رُخسانہ خاموش ہو گئی تو کہنے لگا۔

”ہمیں مل کر اس بدرُوح عورت کو جہنم کی آگ کے سپرد کرنا ہو گا، ورنہ بے گناہ لوگ نہ جانے کب تک اس کے ظلم و ستم کا شکار ہوتے رہیں گے۔“

اور اب تو طلسمی پتلا واپس مل جانے کی وجہ سے بدرُوح کو اس کی طاقت بھی واپس مل گئی ہے۔“

رُخسانہ کہنے لگی۔

”مجھے خود اس بات پر بڑی تشویش ہے۔ مگر ہم اس بدرُوح عورت کا قلع قمع کرنے کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ ہم اگر اپنے آپ کو ہی اس کی درندگی سے بچالیں تو یہی بڑی غنیمت ہے۔“

عمران یعنی چنڈال بولا۔

”نہیں رُخسانہ ..... یہ ہماری بڑی خود غرضی ہو گی، صرف ہم ہی دو ایسے انسان ہیں جو بدرُوح عورت کے منصوبوں اور اس کی اصل طاقت سے واقف ہیں۔“

رُخسانہ نے کہا۔

”لیکن ہم نے ہر کوشش کر کے دیکھ لی ہے..... جیسا کہ میں تمہیں بتا چکی ہوں..... میں تو جادوگرنی مارا کی رہنمائی میں اور خدا کی مدد کے سہارے بدرُوح کے آسیبی ٹھکانے سے تمہیں بھی نکال کر لے آئی تھی، مگر افسوس کہ عین وقت پر اسے

خبر ہو گئی اور اس نے تمہیں ایک بار پھر مجھ سے چھین لیا..... تم نے مجھے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تمہیں تو بدرُوح عورت نے مکڑی بنا کر بوتل میں بند کر کے رکھا ہوا تھا..... پھر تم وہاں سے فرار ہونے میں کیسے کامیاب ہوئے؟“

چنڈال یہ سب کچھ بھولا ہوا تھا..... فوراً اُسے سب کچھ یاد آگیا..... کہنے لگا۔

”رُخسانہ! یہ ایک ایسا راز ہے جس کے بارے میں مجھے کچھ ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔“

”تمہیں کس نے منع کیا ہے؟“ رُخسانہ نے پوچھا۔

چنڈال بولا۔

”جس طاقت نے مجھے بدرُوح عورت کی قید سے رہائی دلائی ہے اسی طاقت نے مجھے اس راز کو ظاہر کرنے سے منع کر دیا تھا..... میں تمہارے پاس زندہ اور اپنی انسانی شکل صورت میں واپس آگیا ہوں..... یہی بہت خوش قسمتی کی بات ہے، ہمیں ان باتوں کو بھلا کر صرف انسانوں کو ان بدرُوحوں اور چڑیلوں سے ہمیشہ کے لئے نجات دلانے کے بارے میں سوچنا چاہئے۔“

رُخسانہ بولی۔

”چلو چل کر بزرگ عامل سے ملتے ہیں..... صرف وہی ہمیں کوئی راستہ دکھا سکتے ہیں۔“

بزرگ عامل کے ذکر ہی سے چنڈال پر ایک کپکپی طاری ہو گئی، فوراً بولا۔

”بزرگ عامل ہمیں زیادہ سے زیادہ کوئی تعویذ ہی دے سکتے ہیں، لیکن آگے جو کچھ کرنا ہے وہ تو ہمیں ہی کرنا ہو گا..... تعویذ تم نے بھی باندھ رکھا ہے اور تعویذ میں نے بھی باندھا ہوا ہے۔“

یہ کہہ کر چنڈال نے اپنی آستین اُوپر اُٹھا کر بازو پر بندھا ہوا نقلی تعویذ رُخسانہ کو دکھایا، حقیقت میں تہہ کیا ہوا کورے کاغذ کا ٹکڑا تھا..... اس نے رُخسانہ سے پوچھا۔

"تمہارے بازو پر بھی تعویذ ہے ناں؟"

رُخسانہ نے بھی آستین اُوپر چڑھا کر عمران کو بازو پر بندھا تعویذ دکھایا...... تعویذ کو دیکھتے ہی چنڈال کو جیسے بجلی کا ایک جھٹکا لگا جس نے اس کے جسم کے اندرونی نظام کو ہلا کر رکھ دیا، مگر اس نے رُخسانہ پر ظاہر نہ ہونے دیا...... جلدی سے بولا۔

"بالکل ٹھیک ہے...... آستین نیچے کر لو۔"

رُخسانہ آستین نیچے کرنے لگی...... اگرچہ چنڈال عمران کی شکل میں بدرُوح کجلی کی ہدایت کے مطابق رُخسانہ سے تین فٹ دُور بیٹھا تھا...... اس کے باوجود اسے اس کے بازو والے تعویذ کی وجہ سے مسلسل ہلکے ہلکے جھٹکے وقفے وقفے سے محسوس ہو رہے تھے، وہ جتنی جلدی ہو سکے رُخسانہ کا تعویذ اُتروا کر اسے دریا میں بہا دینا چاہتا تھا، لیکن چونکہ وہ ایک بدرُوح تھا، اس وجہ سے تعویذ کو ہاتھ لگانا تو بڑی دُور کی بات تھی وہ خود اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا تھا...... اس کی سمجھ میں ایسی کوئی ترکیب نہیں آ رہی تھی جس پر عمل کر کے وہ رُخسانہ کا تعویذ اس کے بازو سے الگ کر کے کسی نہر یا دریا میں بہا سکے...... اچانک ایک ترکیب اس کے شیطانی دماغ میں آ گئی...... چنڈال ایک جادوگر کی بدرُوح تھا اور وہ کسی کی بھی شکل اختیار کر سکتا تھا، جو ترکیب اس کے شیطانی دماغ میں آئی تھی وہ اتنی کارگر ترکیب تھی کہ اس میں ناکام ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

چنڈال نے بزرگ عامل کی شکل نہیں دیکھی ہوئی تھی مگر چونکہ وہ عمران کے دماغ اور اس کے شعور میں سمایا ہوا تھا اور بزرگ عامل کی شکل عمران کے شعور میں موجود تھی، چنانچہ چنڈال نے بزرگ عامل کی شکل کو بڑی آسانی سے دیکھ لیا...... اب وہ کسی مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا...... مناسب موقع یہی ہو سکتا تھا کہ جب رُخسانہ کالج سے گھر جا رہی ہو یا اپنے گھر میں اکیلی ہو...... گھر میں اس کے اکیلی ہونے کا موقع ملنا مشکل تھا، چنانچہ چنڈال نے اسے کالج میں ہی چھٹی کے بعد ملنے کا فیصلہ کر لیا۔

چنڈال نے عمران کے رُوپ میں رُخسانہ کے ساتھ کالج میں دو ایک پیریڈ پڑھائی اور پھر یہ کہہ کر اپنے گھر چلا گیا کہ شام کو اس سے ملنے اس کے گھر آئے گا۔ چنڈال نی عمران کالج سے سیدھا اپنے گھر آ گیا اور اپنی ممی اور ڈیڈی کے ساتھ چائے کی میز پر ٹھ گیا اور کالج وغیرہ کی باتیں کرنے لگا...... دوسری طرف رُخسانہ نے اپنا آخری پیریڈ ٹینڈ کیا اور کتابیں سنبھال کر گھر جانے کے لئے کالج کی پارکنگ کی طرف آئی، وہاں اس ی گاڑی کھڑی تھی...... جیسے ہی وہ وہاں آئی اس نے دیکھا کہ اس کی گاڑی کے پاس زرگ عامل کھڑے تھے۔

یہ وہی بزرگ عامل تھے جنہوں نے عمران کو اور رُخسانہ کو بدرُوحوں سے محفوظ کھنے کے لئے تعویذ دیئے تھے...... اصل میں یہ بزرگ عامل نہیں تھے بلکہ یہ چنڈال درُوح تھا جو بزرگ عامل کی صورت اختیار کر کے وہاں آ گیا تھا...... رُخسانہ بزرگ عامل و دیکھ کر بڑی حیران ہوئی...... اس نے آگے بڑھ کر بڑے ادب سے سلام کیا اور پوچھا۔

"شاہ جی! آپ نے تکلیف کیوں فرمائی...... مجھے حکم کرتے میں خود آپ کی دمت میں حاضر ہو جاتی۔"

چنڈال نے کہا۔

"بیٹی بات ہی کچھ ایسی تھی کہ مجھے خود آنا پڑ گیا۔" یہاں آؤ...... بیٹھ کر باتیں رتے ہیں۔"

چنڈال رُخسانہ کو لے کر ایک بنچ پر بیٹھ گیا...... کہنے لگا۔

"بیٹی میں نے تمہیں جو تعویذ دیا تھا اس کی مدت ختم ہو چکی ہے...... ضروری ہو گیا ہے کہ اس کی جگہ تمہیں دوسرا تعویذ دے دیا جائے...... میں دوسرا تعویذ اپنے اتھ لایا ہوں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"تو بسم اللہ کیجئے اور اپنے ہاتھوں سے میرے بازو پر باندھ دیجئے۔"

چنڈال نے کہا۔

"نہیں بیٹی! اس کے لئے ایک شرط ہے...... تمہیں اپنا تعویذ خود اتار کر دریا میں بہا دینا ہوگا...... اس کے بعد میں خود اپنے ہاتھوں سے تمہارے بازو پر نیا تعویذ باندھ دوں گا۔"

رُخسانہ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا...... کہنے لگی۔

"میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہوں۔"

چنڈال جو بزرگ عامل کے بہروپ میں تھا بولا۔

"تو پھر ابھی میرے ساتھ دریا پر چلو...... میں چاہتا ہوں کہ یہ فرض جتنی جلدی ادا ہو جائے اتنا ہی تمہارے لئے اچھا ہے۔"

رُخسانہ بولی۔

"آیئے...... گاڑی میں تشریف رکھئے...... ہم ابھی دریا پر چلے چلتے ہیں۔"

چنڈال رُخسانہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی دریا کی طرف چل پڑی۔

دریا پر پہنچنے کے بعد رُخسانہ نے ایک طرف گاڑی کھڑی کر دی...... چنڈال گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا...... اگلی سیٹ پر رُخسانہ کے ساتھ بیٹھنے سے اس کا جسم رُخسانہ سے چھو سکتا تھا اور وہ جل کر راکھ ہو سکتا تھا، کیونکہ رُخسانہ کے بازو پر اللہ کے پاک نام کا صحیح تعویذ بندھا ہوا تھا...... گاڑی سے نکل کر چنڈال دریا کے کنارے جا کر کھڑا ہو گیا۔

رُخسانہ بھی گاڑی سے نکل کر اس کے پاس آ گئی...... چنڈال اس سے پانچ سات فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا...... کورے کاغذ والا جعلی تعویذ دھاگے کے ساتھ بندھا ہوا اس کے ہاتھ میں تھا...... اس نے رُخسانہ سے کہا۔

"بیٹی! اب اپنے ہاتھ سے تعویذ اتار کر دریا میں بہا دو۔"

رُخسانہ نے فوراً اپنا اصلی تعویذ اتارا اور دل میں کلمہ پاک کا ورد کرتے ہوئے تعویذ کو دریا کی پاک صاف لہروں کے سپرد کر دیا...... اب چنڈال کو رُخسانہ سے کوئی

خطرہ نہیں تھا...... وہ اس کے قریب آ گیا اور بولا۔

"بازو آگے کرو...... میں دوسرا تعویذ باندھ دوں۔"

چنڈال رُخسانہ کے بازو پر تعویذ باندھنے لگا...... اس کا ہاتھ رُخسانہ کے بازو سے چھوا تو اسے کوئی جھٹکا نہ لگا، جس تعویذ نے رُخسانہ کو بدرُوحوں سے بچا کر اپنی حفاظت میں رکھا ہوا تھا وہ تعویذ اس کے جسم سے الگ ہو چکا تھا...... چنڈال اپنی چال میں کامیاب ہو گیا تھا...... اس نے رُخسانہ سے کہا۔

"بیٹی! اب تم گھر واپس جاؤ...... میں خود ہی چلا جاؤں گا۔"

رُخسانہ بڑے ادب سے سلام کر کے وہاں سے رُخصت ہو گئی...... اسے خبر نہیں تھی کہ اس نے بازو پر جو تعویذ باندھ رکھا ہے وہ محض ایک کورا کاغذ ہے اور کورا کاغذ اسے بدرُوحوں سے نہیں بچا سکے گا...... چنڈال سیدھا پاتال کے تیسرے حلقے والے غار میں آ گیا...... اس نے بدرُوح عورت کجلی کو خوشخبری سنائی کہ وہ اپنی مہم میں کامیاب ہو کر واپس آیا ہے...... بدرُوح عورت نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور بولی۔

"چنڈال! تم نے اپنا فرض پورا کر دیا...... اب تم واپس جا سکتے ہو...... زمین پر لیٹ جاؤ۔"

چنڈال زمین پر لیٹ گیا...... بدرُوح عورت نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا، چنڈال غائب ہو گیا...... اس کی جگہ عمران مکڑی کی شکل میں زمین پر بے ہوشی کی حالت میں پڑا تھا...... بدرُوح عورت نے اُسے اُٹھایا اور بوتل میں بند کر کے غار کے اندر طاق میں رکھ دیا...... وہ عمران کو اس کی انسانی شکل میں ابھی واپس نہیں لانا چاہتی تھی...... اسے ڈر تھا کہ اگر کسی وجہ سے عمران اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو اس کی اپنی زندگی یعنی بدرُوح عورت کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی...... عمران اب اس کے لئے طلسمی پتلے سے زیادہ اہم ہو گیا تھا...... طلسمی پتلے کی طاقت کو تو اس نے اپنے جسم میں جذب کر لیا تھا مگر عمران کے ساتھ وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی...... اگر عمران کے بازو پر چاند

گرہن کا قدرتی نشان نہ ہوتا تو اب تک وہ عمران کو بھی ہڑپ کر چکی ہوتی، مگر یہ نشان قدرت کی ایک عجیب و غریب طاقت کی علامت تھی اور بدرُوح اس کے سامنے مجبور تھی...... وہ عمران کو بوتل میں بند کر کے پاتال کے غار میں ہی رکھنا چاہتی تھی...... یہاں کسی انسان یا چڑیل یا دوسری بدرُوح کا گزر نہیں ہو سکتا تھا...... بدرُوح عورت اب رُخسانہ کو عمران کی بوتل اس کے آسیبی تہہ خانے سے چرا کر لے جانے کی سزا دینا چاہتی تھی۔

بدرُوح عورت نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ رُخسانہ کا کام تمام کر دے گی، تاکہ اس کی طرف سے اسے جو خطرہ لگا رہتا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے، کیونکہ رُخسانہ ہی ایک ایسی عورت تھی جو اپنی محبت سے مجبور ہو کر عمران کو ایک بار پھر نکال لے جانے کی کوشش کر سکتی تھی...... اس وقت اُوپر زمین پر دن ڈھل رہا تھا...... بدرُوح عورت نے سوچ لیا تھا کہ وہ آدھی رات کے وقت رُخسانہ کی کوٹھی پر جا کر اسے ہلاک کرنے کے بعد کھا جائے گی...... وہ بڑی آسانی سے ایسا کر سکتی تھی، کیونکہ رُخسانہ کے بازو پر جعلی تعویذ بندھا ہوا تھا۔

اس وقت رُخسانہ گاڑی میں بیٹھی اپنی کوٹھی کی طرف جا رہی تھی...... ابھی وہ دریا سے زیادہ دُور نہیں گئی تھی کہ اس کی گاڑی میں سامنے لگے ہوئے شیشے میں جادوگرنی مارا کی کھوپڑی نمودار ہوئی اور ساتھ ہی جادوگرنی مارا کی آواز آئی۔

"رُخسانہ تم اس وقت سخت خطرے میں ہو...... گاڑی ایک طرف کھڑی کرو۔"

رُخسانہ نے جلدی سے گاڑی کو موڑا اور درختوں کے پاس کھڑی کر دی اور پریشان سی ہو کر پوچھا۔

"مارا! کیا بات ہے؟"

جادوگرنی مارا نے کہا۔

"تمہارے بازو پر جو تعویذ بندھا ہوا ہے وہ اصلی نہیں ہے...... وہ محض کورا کاغذ

تہہ کیا ہوا ہے۔"

رُخسانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے، یہ تعویذ تو خود بزرگ عامل نے اپنے ہاتھ سے باندھا ہے۔"

جادوگرنی مارا نے کہا۔

"یہی تو میں تمہیں بتانے آئی ہوں کہ جو بزرگ عامل تمہیں آ کر ملا تھا وہ بزرگ عامل نہیں تھا بلکہ بدرُوح کجلی کا بھیجا ہوا چنڈال تھا جو بزرگ عامل کا رُوپ دھار کر تمہارا اصلی تعویذ تمہارے ہاتھوں دریا میں بہا کر تمہارے بازو پر جعلی تعویذ باندھ گیا ہے...... اس وقت تمہاری جان خطرے میں ہے...... بدرُوح عورت تم پر کسی بھی وقت حملہ کر سکتی ہے۔"

رُخسانہ گھبرا گئی...... اس نے جلدی سے بازو پر سے تعویذ اتار کر دیکھا...... وہ واقعی ایک کورا کاغذ جس پر کچھ بھی نہیں لکھا ہوا تھا...... رُخسانہ بولی۔

"میرے خدا! یہ تو بہت برا ہوا...... اب میں کیا کروں؟"

جادوگرنی مارا نے کہا۔

"تم فوراً یہاں سے بزرگ عامل کے مکان پر پہنچو اور انہیں ساری بات بتاؤ اور ان سے نیا تعویذ لے کر بازو پر بندھواؤ...... تاکہ بدرُوح عورت تم پر حملہ نہ کر سکے...... جلدی کرو...... دیر نہ لگاؤ...... بدرُوح عورت کسی بھی وقت یہاں آ سکتی ہے...... مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہیں اس دفعہ زندہ نہیں چھوڑے گی۔"

رُخسانہ نے فوراً گاڑی سٹارٹ کی اور تیزی کے ساتھ بزرگ عامل کے مکان کی طرف روانہ ہو گئی...... دن ڈھل رہا تھا...... شہر کی سڑکوں پر کافی رش تھا، مگر رُخسانہ نے کسی جگہ رُکے بغیر گاڑی کو حرکت میں رکھا اور وہ بزرگ عامل کے مکان پر پہنچ گئی...... اس نے جلدی سے گاڑی کھڑی کی اور تیز تیز قدموں سے چلتی بزرگ عامل کی خدمت میں حاضر ہو گئی...... بزرگ عامل نے رُخسانہ کو پریشان دیکھ کر پوچھا۔

”بیٹی! کیا بات ہے..... تم بہت پریشان دکھائی دے رہی ہو۔“

رُخسانہ نے انہیں سارے واقعات بیان کر دیئے..... بزرگ عامل بڑے غور سے سنتے رہے..... پھر کہا۔

”لاحول ولا قوۃ الا باللہ! اچھا ہوا کہ تم وقت ضائع کئے بغیر میرے پاس آ گئیں۔“

رُخسانہ نے جعلی تعویذ اتار کر بزرگ عامل کو دکھایا..... وہ کاغذ کا سادہ ٹکڑا تھا..... بزرگ عامل نے اسی وقت صندوقچی کے خانے میں سے اللہ کے پاک نام والا ایک نیا تعویذ نکال کر اس پر دعا پڑھی اور رُخسانہ کے بازو پر باندھ کر کہا۔

”اللہ کے فضل و کرم سے اب تم بالکل محفوظ ہو۔“

اس کے بعد رُخسانہ نے بزرگ عامل کو عمران کے بارے میں ساری بات کھول کر بیان کر دی کہ وہ اس وقت بدرُوح عورت یکلی کی قید میں ہے جس نے اسے مکڑی بنا کر بوتل میں بند کر رکھا ہے اور کچھ پتہ نہیں کہ اسے کہاں چھپا کر رکھا ہے..... بزرگ عامل نے ایک بار پھر لاحول پڑھی اور کہا۔

”بیٹی! جادو کرنے والے کو ہم کافر بے دین سمجھتے ہیں..... میں اس بارے میں تمہاری اتنی ہی مدد کر سکتا ہوں کہ تمہیں اللہ کے پاک نام کا تعویذ دے کر تمہیں بدرُوحوں اور آسمانی بلاؤں سے محفوظ کر دوں..... باقی میں عمران کو بدرُوح کی قید سے نکال لانے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا..... یہ سب جادو طلسم کی باتیں ہیں اور میں کوئی جادوگر نہیں ہوں..... میں کوئی جادو ٹونہ بھی نہیں کرتا..... صرف اللہ کے پاک کلام سے لوگوں کو سکون پہنچانے اور سیدھی راہ دکھانے کی کوشش کرتا ہوں۔“

رُخسانہ نے بڑے ادب سے کہا۔

”آپ مجھے کوئی مشورہ تو دے سکتے ہیں۔“

بزرگ عامل نے کہا۔

”میں جس کام کے بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں اس کے بارے میں تمہیں کیسے

یہی مشورہ دے سکتا ہوں..... تم لوگ اپنی حماقتوں یا کسی غلطی کی وجہ سے ان [illegible] اور بدرُوحوں کے جال میں پھنس چکے ہو [illegible] سے نکلنے کے لئے تمہیں خود ہی کوشش کرنی ہو گی۔“

رُخسانہ ایک پڑھی لکھی لڑکی تھی..... وہ سمجھ گئی کہ بزرگ عامل نے بالکل صحیح کہا ہے..... وہ جادو ٹونہ کرنے والے عامل نہیں ہیں، بلکہ اس قسم کی باتوں کو کفر اور شرک سمجھتے ہیں اور بالکل حق بجانب ہیں، مگر رُخسانہ جس مصیبت میں پھنس چکی تھی اس سے نکلنے کے لئے وہ جادوگرنی مارا ہی سے مدد حاصل کر سکتی تھی..... اس وقت دوسرا کوئی شخص اس کی مدد نہیں کر سکتا تھا..... وہ گاڑی میں بیٹھی گاڑی آہستہ آہستہ چلاتی اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی..... اس نے کئی بار سامنے لگے آئینے کی طرف دیکھا..... یہ وہ آئینہ تھا جس میں سے ڈرائیور پیچھے سے آنے والی گاڑیوں کو دیکھا کرتے ہیں..... اس آئینے میں جادوگرنی مارا کی کھوپڑی نے نمودار ہو کر اسے بہت بڑے خطرے سے آگاہ کیا تھا۔

اپنے آپ رُخسانہ کے منہ سے نکل گیا۔

”مارا! کیا تم یہاں موجود ہو؟“

مگر جادوگرنی مارا کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا..... آئینے پر بھی اس کی شکل نہ آئی..... رُخسانہ سمجھ گئی کہ مارا بدرُوح عورت کے خوف کے مارے غائب ہو چکی ہے..... اس نے رُخسانہ کو بتایا تھا کہ بدرُوح عورت اس کی دشمن ہو گئی ہے اور اسے ہلاک کرنے کے لئے اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے اور اب وہ اتنی آسانی اور آزادی سے اس کے پاس نہیں آ سکے گی۔

اس وقت شام ہو چکی تھی اور سڑکوں پر بتیاں روشن ہو گئی تھیں..... رُخسانہ کو یہ اطمینان تھا کہ اصلی تعویذ کی وجہ سے اب بدرُوح عورت اس پر حملہ نہیں کر سکے گی۔ کوٹھی میں جا کر اس نے گاڑی ایک طرف کھڑی کر دی اور بوجھل دل کے ساتھ باہر

نکل کر دروازہ لاک کرنے لگی...... عمران کا خیال اسے پریشان کر رہا تھا...... رُخسانہ کو شک تھا کہ عمران کے ساتھ بھی کوئی گڑبڑ ہے اور عمران کی شکل میں کوئی بدرُوح اس کا رُوپ بدل کر آئی ہوئی ہے، جہاں اس نے گاڑی کھڑی کی تھی وہاں اندھیرا تھا...... گاڑی کا دروازہ لاک کرنے کے بعد جیسے ہی رُخسانہ مڑی اور اس نے اپنی کوٹھی کے برآمدے کی طرف قدم بڑھایا اسے ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔

✿ ✿ ✿

بدرُوح عورت کجلی اس کو ہلاک کرنے کے لئے وہاں پہنچ چکی تھی...... بدرُوح یہی سمجھ رہی تھی کہ اس کے لئے میدان صاف ہے اور رُخسانہ کے بازو پر جعلی تعویذ بندھا ہوا ہے، چنانچہ وہ بے فکر ہو کر پوری طاقت سے رُخسانہ پر حملہ کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھی...... ابھی وہ رُخسانہ سے دس فٹ کے فاصلے پر تھی کہ بدرُوح عورت کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ قلابازیاں کھاتی اُوپر کو اُچھلی اور زمین پر دُور جا کر گر پڑی...... بدرُوح عورت جلدی سے اُٹھی، اس کا جسم خوف کے مارے کانپ رہا تھا...... وہ فوراً سمجھ گئی کہ معاملہ اُلٹ ہو گیا ہے اور رُخسانہ کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اصلی ہے...... اب رُخسانہ کے قریب جانا بدرُوح کے لئے اپنی موت کے منہ میں جانے کے برابر تھا۔

وہ وہیں سے غائب ہو کر فرار ہو گئی...... بدرُوح کی چیخ کی آواز صرف رُخسانہ نے ہی سنی تھی...... اس کو بدرُوح دکھائی تو نہیں دی تھی مگر وہ جان گئی تھی کہ اس پر بدرُوح عورت نے حملہ کیا تھا اور محض تعویذ کی وجہ سے اس کی جان بچ گئی ہے...... اگر عین وقت پر آ کر جادُوگرنی مارا اسے خطرے سے آگاہ نہ کرتی اور وہ بزرگ عامل کے پاس جا کر نقلی تعویذ کی جگہ اصلی تعویذ نہ بندھواتی تو بدرُوح نے اس کا کام تمام کر دیا تھا...... وہ دل میں خدا کا شکر ادا کرتی گھر کے اندر آ گئی...... اس نے ممی ڈیڈی کسی کو ان

تمام واقعات کے بارے میں کچھ نہ بتایا..... اس کی ممی نے کہا۔

"عمران کی والدہ کا فون آیا تھا..... وہ پوچھ رہی تھیں کہ عمران کالج سے ابھی تک واپس نہیں آیا..... انہیں فکر لگی ہے۔"

اب رُخسانہ کو یقین ہو گیا کہ جو شخص عمران کا رُوپ بدل کر اپنے گھر آیا تھا اور اسے کالج میں بھی ملا تھا وہ حقیقت میں عمران نہیں تھا بلکہ کوئی بدرُوح تھی جو عمران کا رُوپ دھار کر کسی خاص مقصد کو لے کر وہاں بھیجی گئی تھی..... رُخسانہ نے اسی وقت فون کر کے عمران کی والدہ سے بات کی اور پوچھا۔

"عمران کس وقت سے غائب ہے۔"

اس کی والدہ نے کہا۔

"وہ کالج سے واپس نہیں آیا۔"

رُخسانہ نے سوچا کہ یہ وہی وقت تھا جب اسے بزرگ عامل کے رُوپ میں بدرُوح آکر ملی تھی..... اس سے صاف ظاہر تھا کہ یہ وہی بدرُوح تھی جو عمران کا رُوپ دھار کر اس کو کالج میں بھی ملی تھی..... اب اسے یاد آنے لگا کہ جب وہ بے اختیار ہو کر عمران کی طرف اس سے ہاتھ ملانے کے لئے بڑھی تھی تو وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گیا تھا اور اس نے رُخسانہ سے ہاتھ نہیں ملایا تھا..... اس کے بعد بھی عمران اس کے قریب ہو کر نہیں بیٹھا تھا بلکہ کچھ فاصلہ رکھ کر بیٹھا تھا..... اس سے ثابت ہو گیا تھا کہ وہ حقیقت میں عمران نہیں تھا بلکہ بدرُوح عورت کجلی نے کسی دوسری بدرُوح کو عمران کی شکل میں وہاں بھیجا تھا تاکہ رُخسانہ کو اس کے تعویذ کی طاقت سے محروم کر کے اس پر آسانی سے حملہ کیا جاسکے۔

لیکن ان کی سازش ناکام ہو گئی تھی۔

رُخسانہ نے عمران کی والدہ سے اس بارے میں کوئی ذکر نہ کیا..... یہی کہا۔

"آپ فکر نہ کریں آنٹی! عمران کسی دوست کے ہاں چلا گیا ہوگا..... واپس

آجائے گا۔"

اس نے فون بند کر دیا اور غم زدہ ہو کر اپنا سر تھام لیا..... رُخسانہ جان گئی تھی کہ عمران ابھی تک بدرُوح عورت کی قید میں ہے اور اس کا واپس آنا بہت مشکل ہے..... رُخسانہ اکیلی کچھ نہیں کر سکتی تھی..... اس سے پہلے تو رُخسانہ کو پتہ چل گیا تھا کہ عمران کہاں پر ہے..... اسے جادوگرنی مارا نے بتادیا تھا کہ بدرُوح کجلی نے عمران کو مکڑی بنا کر بوتل میں بند کر کے آسیبی سرائے کے تہہ خانے میں رکھا ہوا ہے اور وہ جرات سے کام لے کر وہاں پہنچ گئی تھی اور عمران کو بوتل سمیت نکال لانے میں کامیاب ہو گئی تھی، لیکن قسمت نے اس کا ساتھ نہ دیا اور عین وقت پر بدرُوح عورت کو پتہ چل گیا اور وہ عمران کو چھین کر لے گئی..... اب تو رُخسانہ کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ بدرُوح نے عمران کو کس جگہ چھپایا ہوا ہے..... یہ تو اسے یقین تھا کہ بدرُوح نے عمران کو آسیبی سرائے سے نکال لیا ہوگا..... دوسری کون سی جگہ ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں صرف جادوگرنی مارا ہی اس کی کچھ مدد کر سکتی تھی، مگر اسے خود اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی تھی..... وہ اتنی آزادی سے بار بار رُخسانہ کے پاس نہیں آسکتی تھی۔

بدرُوح عورت کجلی کو جب معلوم ہوا کہ رُخسانہ ایک بار پھر اس کی پہنچ سے باہر ہو گئی ہے تو اس نے پاتال کے غار میں آتے ہی چنڈال کی بدرُوح کو بلایا اور کڑک کر پوچھا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ رُخسانہ کا تعویذ دریا برد کر دیا گیا ہے..... پھر مجھے زبردست جھٹکا کیوں لگا..... آج میں مرتے مرتے بچی ہوں۔"

چنڈال نے کہا۔

"کجلی دیوی! میں دیوتاؤں کی قسم کھاتا ہوں کہ میرے سامنے رُخسانہ نے اپنے بازو سے تعویذ اُتار کر دریا میں ڈالا تھا۔"

"پھر اس کے پاس اتنی رُوحانی طاقت کہاں سے آگئی؟"

بدرُوح کجلی نے تڑپ کر پوچھا..... چنڈال بولا۔

"کجلی دیوی! ضرور اس کو کسی نے بتادیا ہوگا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے اور اس نے بزرگ عامل کے پاس جاکر دوسرا تعویذ بندھوالیا ہوگا۔"

بدروح عورت کجلی نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"یہ بات اسے سوائے جادوگرنی مارا کے اور کوئی نہیں بتا سکتا...... جادوگرنی مارا ابھی تک میرے قابو میں نہیں آسکی...... یہ کام اسی کا ہے...... ٹھیک ہے...... تم دفع ہو جاؤ۔"

چنڈال اسی وقت غائب ہو گیا...... اسی وقت بدروح عورت کجلی نے اپنی سہیلی بدروح کو بلالیا اور اس سے کہا۔

"میں نے اپنے ایک دشمن کو تو مکڑی بنا کر بوتل میں قید کر کے اپنے پاس رکھ لیا ہے...... میں اس کی طرف سے بے فکر ہو گئی ہوں...... اب اس کی طرف سے میری جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے، لیکن جادوگرنی مارا میرے قابو میں نہیں آسکی...... مجھے اس کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ میرے دشمن عمران کو میری قید سے نکال لے جانے کی ضرور کوشش کرے گی اور اگر عمران میرے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر میرا زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا...... میری مدد کرو اور مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں؟"

اس کی سہیلی جادوگرنی کی بدروح نے کہا۔

"کجلی! اب میں بھی تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی...... تم اتنے بے گناہ انسانوں کا خون کر چکی ہو کہ مجھے تم سے خوف آنے لگا ہے...... اب تو میں آگئی ہوں، لیکن اس کے بعد تم بلاؤ گی بھی تو میں نہیں آؤں گی۔"

اور جادوگرنی کی بدروح غائب ہو گئی۔

بدروح عورت کجلی شدید غصے میں ایک بھیانک چیخ مار کر رہ گئی...... وہ غضبناک ہو کر پاتال کے غار میں دیواروں سے ٹکریں مارنے لگی...... اسی حالت میں وہ پاتال سے نکل کر اوپر زمین پر آگئی اور شہر کی طرف جانے والی سڑک پر بھوکی چڑیل کی طرح پھرنے لگی۔

رات کا وقت تھا...... خالی سڑک اور درخت دھند میں لپٹے سردی سے ٹھٹھر رہے تھے...... کسی طرف کوئی انسان نظر نہیں آرہا تھا...... بدروح عورت بھوکی چڑیل بن چکی تھی...... غیض و غضب کی حالت میں اس کے منہ سے اژدھا کی پھنکاریں نکل رہی تھیں...... اسے سڑک کے کنارے ایک کچا مکان نظر آیا...... وہ دیوانہ وار اس میں گھس گئی...... اندر ایک عورت اور ایک مرد لحاف اوڑھے الگ الگ چارپائیوں پر گہری نیند سو رہے تھے...... بدروح عورت کجلی جاتے ہی خونخوار چڑیل کی طرح ایک لحاف کے اندر گھس گئی...... لحاف کے اندر بدقسمت عورت سو رہی تھی...... اس سے پہلے کہ عورت کو کچھ پتہ چلتا بدروح عورت نے اس کے سینے میں ہاتھ ڈال کر اس کا دل نکال کر ہڑپ کر لیا...... اس کے بعد دوسری چارپائی کا لحاف ایک جھٹکے سے دوسری طرف پھینک کر اس پر سوئے ہوئے آدمی کو بھی ہلاک کر دیا۔

اب دونوں چارپائیوں پر دو انسانوں کے ہڈیوں کے پنجر پڑے تھے...... اس سنگدلانہ انسانیت سوز کارروائی کے بعد بدروح عورت کجلی پھنکارتی ہوئی مکان سے نکلی اور ہوا میں آندھی کی طرح پرواز کرتی شہر کے ایک فیشن ایبل فائیو سٹار ہوٹل کے لاؤنج میں پہنچ گئی...... وہاں تین چار غیر ملکی مسافر ابھی ابھی ایئرپورٹ سے آکر بیٹھے چائے پی رہے تھے...... ان میں ایک غیر ملکی عورت بھی تھی...... بدروح کجلی نے غصے کی حالت میں ان چاروں کو ہلاک کر کے وہاں ان کے پنجر پھینکے اور پرواز کر گئی۔

ایک ہی رات میں چھ انسانوں کی المناک ہلاکت سے شہر میں دوسرے روز کہرام مچ گیا...... اخباروں نے شور مچادیا...... پولیس والے خود ڈر رہے تھے...... پولیس کے ہر سپاہی نے چڑیل سے بچنے کے لئے اپنے بازو پر تعویذ باندھ رکھا تھا...... یہ حالت دیکھ کر لوگ اور زیادہ محتاط ہو گئے...... لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ کسی بدروح چڑیل کا کام ہے اور پولیس اسے نہیں پکڑ سکتی، جن لوگوں نے ابھی تک تعویذ نہیں رکھے تھے انہوں نے بھی تعویذ اپنے گلے میں ڈال لئے...... ہر مکان کے باہر اللہ کا پاک نام لکھا جانے لگا......

ہوٹل والوں نے بھی اس قسم کی حفاظتی تدابیر اختیار کر لیں، لیکن بدروح عورت اب ایک بدروح عورت نہیں تھی بلکہ بدروح چڑیل بن چکی تھی...... وہ اپنی ناکامیوں کے بدلے لوگوں سے لے رہی تھی اور انہیں بے دریغ ہلاک کر رہی تھی۔

شہر میں رات کے وقت سٹیشن یا ایئرپورٹ پر کوئی مسافر اترتا تو وہ اس پر حملہ کر کے اسے ختم کر دیتی، کیونکہ پردیسی مسافر کو کہاں معلوم ہوتا تھا کہ اسے اپنے پاس ایک تعویذ ضرور رکھنا چاہئے...... یہ حالت دیکھ کر ریڈیو اور ٹی وی پر اعلان کر دیا گیا کہ باہر سے جو کوئی آئے وہ اپنے بازو پر خدا کے پاک نام کا تعویذ ضرور باندھ کر آئے لیکن یہ تدابیر بھی بدروح چڑیل کی خونی سرگرمیوں کو نہ روک سکی...... وہ رات کی تاریکی میں شہر شہر پھرتی اور اگر اسے کوئی زندہ انسان نہ ملتا تو قبرستان میں جا کر تازہ قبروں کے مردے باہر نکال کر کھا جاتی۔

یہ حالت دیکھ کر جادوگرنی مارا سے نہ رہا گیا...... وہ بدروح چڑیل کا خطرہ مول لے کر ایک رات کی خاموشی میں رخسانہ کے بیڈروم میں آ گئی...... رخسانہ سو رہی تھی...... جادوگرنی مارا کی کھوپڑی نے اس کو اپنی سانپ ایسی پھنکاروں سے جگا دیا...... رخسانہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی...... اپنے سامنے بیڈروم کے اندھیرے میں جادوگرنی مارا کی کھوپڑی کو دیکھ کر بولی۔

"مارا! تم بڑے وقت پر آئی ہو...... مجھے اس وقت تمہاری مدد کی سخت ضرورت ہے۔"

جادوگرنی مارا نے کہا۔

"میں جانتی ہوں، اس لئے میں اپنی جان کا خطرہ مول لے کر آ گئی ہوں...... بدروح کجلی نے شہروں میں قیامت مچا رکھی ہے...... وہ بڑی بے دردی سے معصوم لوگوں کو ہلاک کر رہی ہے...... اس کو ختم کرنا اب بہت ضروری ہو گیا ہے۔"

رخسانہ نے کہا۔

"پہلے میں عمران کے لئے پریشان تھی مگر اب عمران ایسے سینکڑوں دوسرے نوجوانوں، بچوں اور عورتوں کو ہلاک ہوتے دیکھ کر میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اس بدروح کا قلع قمع کرنا ہو گا...... اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلا کر راکھ کرنا ہو گا...... اس کے بعد عمران کو بھی ہم نکال کر لے آئیں گے۔"

جادوگرنی مارا نے کہا۔

"لیکن ہمیں سب سے پہلے عمران کو ہی اس چڑیل کی قید سے نکالنا ہو گا، کیونکہ صرف عمران ہی ایک ایسا انسان ہے جو بدروح چڑیل کجلی کو تباہ و برباد کر سکتا ہے۔"

رخسانہ نے کہا۔

"لیکن بزرگ عامل بھی تو خدا کے کلام کی مدد سے اسے نیست و نابود کر سکتا ہے۔"

جادوگرنی مارا کہنے لگی۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ بزرگ عامل ایسا کر سکتا ہے، مگر جب بدروح چڑیل بزرگ عامل کے سامنے جائے تو وہ اس کو نیست و نابود کر سکے گا...... وہ تو اس کے سامنے جائے گی ہی نہیں، کیونکہ بدروح کجلی جانتی ہے کہ اگر وہ بزرگ عامل یا کسی بھی ایسے مسلمان بزرگ کے سامنے آ گئی تو وہ جل کر راکھ ہو جائے گی...... صرف عمران ہی ایک ایسا انسان ہے کہ جس کے سامنے جاتے ہوئے بدروح چڑیل کبھی نہیں گھبرائے گی، کیونکہ وہ جانتی ہے کہ عمران کے پاس اللہ کے پاک نام کے تعویذ کی طاقت نہیں ہے...... یوں عمران آسانی سے اس پر حملہ کر سکے گا۔"

رخسانہ نے کہا۔

"لیکن عمران بدروح کو کیسے ختم کر سکے گا، جب کہ اس کے پاس کوئی طاقت ہی نہیں ہے۔"

جادوگرنی مارا نے کہا۔

"ہمیں اس کو یہ طاقت کسی نہ کسی طرح پہنچانی ہو گی...... ابھی تک تو عمران اس

بد روح چڑیل کے آگے صرف اپنا دفاع کرنے کی حالت میں ہے، یعنی وہ اسے ہلاک نہیں کر سکتی، مگر وہ بھی اسے ہلاک نہیں کر سکتا...... اگر ہم کوئی زبردست طاقت عمران تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے تو پھر وہ بڑی آسانی سے بد رُوح چڑیل کو ہلاک کر سکے گا۔"

"مگر یہ طاقت کیا ہو گی اور ہم اسے عمران تک کیسے پہنچائیں گے۔" رُخسانہ نے کہا۔ "ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ بد رُوح چڑیل کجلی عمران کو آسیبی سرائے سے نکال کر کہاں لے گئی ہے۔"

جادُوگرنی مارا کہنے لگی۔

"میں اس کا پتہ لگانے کی کوشش کروں گی، اب میں جاتی ہوں...... مجھے یہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا چاہئے...... میں پھر آؤں گی۔"

جادُوگرنی مارا کی کھوپڑی غائب ہو گئی۔

عمران کے ممی اور ڈیڈی الگ پریشان تھے...... انہوں نے تھانے میں ایک بار پھر رپورٹ درج کروا دی کہ ان کا بیٹا عمران گھر واپس آنے کے بعد پھر کہیں گم ہو گیا ہے...... پولیس اس کی تلاش روایتی انداز میں کر رہی تھی جس کا کوئی نتیجہ نکلنا ناممکن تھا...... رُخسانہ تقریباً روزانہ عمران کے گھر آکر اس کی ممی اور ڈیڈی سے مل جاتی تھی اور انہیں دلاسہ دیتی تھی کہ عمران جہاں بھی گیا ہے وہ جلدی واپس آجائے گا...... اس نے عمران کے ممی ڈیڈی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ عمران ایک دن کے لئے جو ان کے پاس آیا تھا وہ عمران نہیں تھا بلکہ کوئی بد رُوح تھی جو عمران کا رُوپ بدل کر ایک خاص مقصد کی خاطر آئی تھی...... رُخسانہ اگر انہیں بتا بھی دیتی تو وہ لوگ اس کی باتوں پر کبھی یقین نہ کرتے۔

رُخسانہ کو جادُوگرنی مارا کا انتظار تھا...... دوسری طرف بد رُوح چڑیل نے اپنی درندگی کی خونی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی تھیں...... ہر روز شہر سے باہر کسی نہ کسی

جگہ ایک دو بے گناہ انسان ہلاک ہو جاتے تھے اور ان کے ہڈیوں کے پنجر پڑے ہوئے ملتے تھے...... ایک ہفتہ اسی طرح گزر گیا...... ہفتے کے بعد ایک رات جبکہ رُخسانہ رات کو عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد بستر پر لیٹی ہی تھی کہ جادُوگرنی مارا اچانک نمودار ہو گئی...... وہ اس وقت خلاف توقع سانولی لڑکی کی شکل میں تھی...... وہ رُخسانہ کے بیڈ روم کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی...... رُخسانہ نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

"مارا! خدا کا شکر ہے کہ تم آگئی ہو...... کیا عمران کا کچھ پتہ چلا؟"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"میں نے اس کا پتہ لگا لیا ہے، مگر وہ ہماری پہنچ سے بہت دُور ہے...... بد رُوح چڑیل اسے زمین کے نیچے پاتال کے تیسرے حلقے کے ایک غار میں لے گئی ہے...... وہاں اس نے اسے ایک بوتل میں بند کر کے رکھا ہوا ہے۔"

رُخسانہ نے پوچھا۔

"کیا تم وہاں نہیں جا سکتیں؟"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"اگر میں وہاں جا سکتی تو اب تک عمران کو وہاں سے نکال کر لے آئی ہوتی۔"

رُخسانہ نے نااُمید ہو کر کہا۔

"تو پھر وہاں کون جا کر عمران کو نکالے گا...... میں تو انسان ہوں ایک انسان زمین کے اندر پاتال میں کیسے جا سکتا ہے؟"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"تمہارے اندر وہ تمام خفیہ طاقتیں موجود ہیں جو تمہیں پاتال کے اندر لے جا سکتی ہیں، لیکن اس کے لئے تمہیں ایک چھوٹا سا چلہ کرنا پڑے گا۔"

"کس قسم کا چلہ؟" رُخسانہ نے پوچھا۔

مارا نے کہا۔

”یہ کوئی طلسمی چلہ نہیں ہوگا..... نہ ہی تمہیں کوئی منتر پڑھنے پڑیں گے..... تمہیں صرف اپنے خیال کو اپنے دل میں جما کر اپنے آپ کو یہ یقین دلانا ہوگا کہ تم اپنے خدا کے حکم پر انسانوں کی بھلائی کے لئے اپنی خفیہ طاقتیں بیدار کر رہی ہو..... جب تم یقین کے ساتھ ایسا کرو گی تو تمہاری خفیہ طاقتیں جاگ پڑیں گی اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گی کہ تمہیں کیا کرنا ہوگا۔“

رُخسانہ نے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو میں ابھی یہ چلہ کرنے کے لئے تیار ہوں، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ میں صرف عمران کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے اس خطرناک مہم پر جا رہی ہوں۔“

جادوگرنی مارا کہنے لگی۔

”بڑی اچھی بات ہے، جس طرف رُخ کر کے تم خدا کی عبادت کرتی ہو اس طرف منہ کر کے بیٹھ جاؤ۔“

رُخسانہ فوراً قبلہ رُو ہو کر بیٹھ گئی..... مارا نے کہا۔

”اب اپنے ذہن کو تمام فالتو خیالات سے پاک کر دو اور صرف ایک خیال کو ذہن میں رکھو کہ تم خلق خدا کی بھلائی کے لئے کام کرنے والی ہو اور خلق خدا کی بھلائی کے لئے تم ہر قسم کا خطرہ مول لے سکتی ہو اور بڑی سے بڑی قربانی دے سکتی ہو۔“

رُخسانہ نے ایسا ہی کیا..... اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے ذہن سے تمام غیر ضروری خیالات کو نکال کر صرف ایک خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے دل میں وہی جملے دہرائے جو مارا نے اسے بتائے تھے..... مارا کی آواز آئی۔

”جس خدائے ذوالجلال کی تم عبادت کرتی ہو، اس سے مدد کی درخواست کرو اور کہو کہ اے میرے خدائے پاک مجھے اتنی طاقت عطا فرما کہ میں تیرے بندوں کو ایک ناپاک چڑیل کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے پاتال میں جا سکوں۔“

رُخسانہ نے ایسا ہی کیا، چونکہ اسے اپنے خدا پر پختہ یقین تھا اور اس کا ایمان چٹان سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔ اس کے دل میں خلق خدا کی بھلائی کا جذبہ موجزن تھا..... اس وجہ سے اس کے دل میں اللہ کے حکم سے اس کی خفیہ طاقتیں بیدار ہونا شروع ہو گئیں..... یہ نیکی کی وہ خفیہ طاقتیں ہیں جو ہر کلمہ گو مسلمان کو اپنے رب کی طرف سے عطا کی ہوئی ہوتی ہیں اور یہ صرف دین اسلام کی خدمت اور خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہی بیدار ہوتی ہیں۔

رُخسانہ کو ایسے محسوس ہونے لگا جیسے اس کے جسم میں حرارت کی ہلکی ہلکی لہریں گردش کر رہی ہیں..... مارا جو بیڈ روم کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی اس نے کہا۔

”اب اپنی آنکھیں کھول دو..... میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے اندر وہ زبردست رُوحانی طاقت بیدار ہو گئی ہے جو تمہیں برائی کا خاتمہ کرنے کے لئے زمین کے اندر لے جا سکتی ہے۔“

رُخسانہ نے آنکھیں کھول دیں..... وہ واقعی اپنے اندر ایک نئی توانائی کی لہریں گردش کرتی محسوس کر رہی تھی..... اس نے مارا سے پوچھا۔

”اب مجھے کیا کرنا ہوگا..... میں بدی اور کفر کی بڑی سے بڑی منفی طاقت کو شکست دے سکتی ہوں..... مجھے اس جگہ لے چلو جہاں سے مجھے زمین کے اندر پاتال میں جانا ہوگا۔“

جادوگرنی مارا کہنے لگی۔

”اب تمہیں کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں ہے..... تمہارے لئے ہر جگہ زمین ایک جیسی ہے..... تمہاری ایمانی طاقتوں کے آگے زمین نے اپنا سینہ کھول دیا ہے اور وہ ہوا کی لہروں کی طرح نرم ہو گئی ہے..... تم اسی جگہ سے پاتال میں اتر سکتی ہو۔“

رُخسانہ نے کہا۔

”کیا میں اس جگہ سے زمین میں اترنے کے بعد پاتال کے اس مقام پر پہنچ جاؤں

گی، جہاں عمران قید میں پڑا ہے؟"

مارا نے کہا۔

"جب تم زمین کے اندر اترو گی تو تمہیں اپنے چاروں طرف ہلکا ہلکا شور سنائی دے گا...... تمہیں اس شور سے ہر گز نہیں گھبرانا...... تم زمین میں اترنے کے بعد دائیں جانب مڑ جاؤ گی، کچھ دُور زمین کے اندر سفر کرنے کے بعد تمہیں ایک ٹمٹماتی ہوئی روشنی دکھائی دے گی...... یہ پاتال کے تیسرے حلقے کے اس غار میں جلتے چراغ کی روشنی ہو گی جہاں بدرُوح چڑیل نے عمران کو قید کیا ہوا ہے...... یہ بات یاد رکھنا کہ تم اس وقت کسی کو نظر نہیں آ رہی ہو گی...... یہاں تک کہ اگر بدرُوح چڑیل وہاں پر موجود ہوئی تو وہ بھی تمہیں نہیں دیکھ سکے گی، لیکن ایک بات کا تمہیں بہت خیال رکھنا ہو گا۔"

"وہ کیا ہے؟" رُخسانہ نے پوچھا۔

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"جب تم عمران والی بوتل اٹھانے لگو تو اس سے پہلے اپنے دل میں پانچ مرتبہ کلمہ پاک ضرور پڑھنا۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔"

مارا نے کہا۔

"تو پھر پاتال کے تیسرے حلقے میں اُترنے کے لئے تیار ہو جاؤ...... اپنی آنکھیں بند کر لو۔"

رُخسانہ نے آنکھیں بند کر لیں...... مارا نے کہا۔

"خدا کو یاد کر کے اپنے آپ کو یقین دلاؤ کہ تم زمین کے اندر جا سکتی ہو۔"

رُخسانہ نے ایسا ہی کیا...... اس کے فوراً بعد اسے ایسے لگا جیسے کسی نے اس کے نیچے سے پلنگ کھینچ لیا ہے اور وہ نیچے ہی نیچے جا رہی ہے...... اس نے مارا کی ہدایت کے

مطابق اپنی آنکھیں بند رکھیں...... پھر اسے اپنے ارد گرد شور سنائی دینے لگا...... یہ شور ایسا تھا جیسے طوفانی آندھیاں چل رہی ہوں...... جادُوگرنی مارا کی ہدایت کے مطابق رُخسانہ دائیں طرف مڑ گئی...... طوفانی آندھیوں کا شور آہستہ آہستہ کم ہونے لگا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں...... دُور کچھ فاصلے پر اسے روشنی ٹمٹماتی دکھائی دی...... وہ پاتال کے اندر تیسرے حلقے کے غار میں پہنچ گئی تھی اور یہ روشنی غار کے اندر جلتے چراغ کی تھی، جس غار میں بدرُوح چڑیل نے عمران کو قید کیا ہوا تھا۔

رُخسانہ غار کے اندر آ گئی...... غار میں اس قدر تاریکی تھی کہ جلتا ہوا چراغ بھی اس تاریکی کو دُور کرنے میں ناکام ثابت ہو رہا تھا...... شاید یہ بدرُوح چڑیل کی بدی، اس کی شیطانیت کی تاریکی تھی...... رُخسانہ زمین کے نیچے پاتال میں جاتے ہی اپنے آپ کو بوجھل سا محسوس کرنے لگی تھی...... جیسے اس پر اوپر سے کسی شے کا مسلسل دباؤ پڑ رہا ہو...... وہ گرمی بھی محسوس کر رہی تھی...... وہ ایسے آہستہ آہستہ چل رہی تھی جیسے پانی کے اندر چل رہی ہو...... اسے بدرُوح چڑیل کے حملے کا ہر لمحہ خطرہ لگا ہوا تھا......

جادُوگرنی مارا نے اسے کہا تھا کہ بدرُوح چڑیل اسے نہیں دیکھ سکے گی...... اس کے علاوہ رُخسانہ کی نیکی کی طاقتوں نے بیدار ہو کر اس کے اندر ناقابلِ شکست اعتماد پیدا کر دیا تھا۔

غار کے اندر طاق میں چراغ جل رہا تھا، مگر باقی دونوں طاق خالی تھے...... ان میں سے کسی میں بھی وہ بوتل نہیں تھی جس میں عمران بند تھا...... رُخسانہ پریشان ہونے لگی۔ آخر عمران والی بوتل کہاں چلی گئی...... کیا بدرُوح چڑیل نے اسے کسی دوسری جگہ چھپا دیا ہے؟ ایسے ہی لگتا تھا...... رُخسانہ نے سارے غار کو چھان مارا، مگر اسے عمران والی بوتل کہیں دکھائی نہ دی...... وہ غار سے نکل آئی...... اس کے سامنے ایک اور غار تھا...... رُخسانہ اس غار کی طرف بڑھی...... جیسے ہی غار کی طرف اس نے قدم اُٹھایا اسے اپنے چاروں طرف آگ کے شعلے بھڑکتے نظر آنے لگے...... ان شعلوں کی تپش رُخسانہ اپنے جسم کے قریب ہوتی محسوس کر رہی تھی، وہ بے چین ہو کر اُوپر کی طرف

اُٹھی، لیکن اسے محسوس ہوا جیسے اس کے پاؤں کے ساتھ بڑے بڑے وزنی پتھر بندھے ہوئے ہیں...... اس کے لئے تیزی سے اوپر کو اُٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔

آگ کے شعلے اس کی طرف بڑھ رہے تھے، ہو سکتا تھا کہ وہ شعلے رُخسانہ کی نظر کا دھوکا ہوتے اور ان سے رُخسانہ کو کوئی نقصان نہ پہنچتا، لیکن اس لمحے رُخسانہ یہی سمجھ رہی تھی کہ آگ کے یہ شعلے اسے جلا ڈالیں گے...... وہ پوری طاقت سے اُوپر کو اُٹھی...... اب وہ آہستہ آہستہ اُوپر کو اُبھرنے لگی...... اس پر جیسے کسی شے کا زبردست دباؤ پڑ رہا تھا جو اسے آسانی سے اُوپر کو اُٹھنے نہیں دیتا تھا...... آگ کے شعلے اب اس کے نیچے آ گئے تھے اور ان کی تپش قریب سے قریب تر ہو رہی تھی...... اس وقت رُخسانہ کو شدت سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ واقعی زمین کے اندر دھنسی ہوئی ہے اور زمین کا دباؤ اسے اُوپر اُٹھنے سے روک رہا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی رُخسانہ کو یہ احساس بھی ہو رہا تھا کہ کوئی غیبی طاقت اس کی مدد کر رہی ہے...... یہی احساس اس کو حوصلہ عطا کر رہا تھا اور وہ پورے یقین اور ارادے کی پختگی اور جوش و جذبے کے ساتھ اپنے آپ کو اُوپر لئے جا رہی تھی۔

بدرُوح چڑیل وہاں موجود تھی، مگر رُخسانہ اسے نہیں دیکھ سکتی تھی...... جیسا کہ جادوگرنی مارا نے کہا تھا بدرُوح چڑیل کو رُخسانہ نظر نہیں آ رہی تھی، لیکن رُخسانہ کے جسم سے نکلتی ہوئی حرارت کی لہروں کی وجہ سے بدرُوح چڑیل نے رُخسانہ کو پہچان لیا تھا...... رُخسانہ کے جسم سے نکلتی حرارت کی شعاعوں نے رُخسانہ کے جسم کا پورا خاکہ بنا دیا ہوا تھا اور بدرُوح چڑیل اسی متحرک خاکے پر حملہ کر رہی تھی، مگر رُخسانہ کے تعویذ کی وجہ سے بدرُوح چڑیل اس کے نزدیک نہیں جا سکتی تھی اور اس کے خطرناک سے خطرناک طلسم کا بھی رُخسانہ پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا...... بدرُوح چڑیل صرف رُخسانہ کے راستے میں رکاوٹیں ہی پیدا کر سکتی تھی...... اس پر زمین کے اندر دباؤ ہی ڈال سکتی تھی تا کہ رُخسانہ وہاں سے باہر نہ نکل سکے اور دم گھٹ کر مر جائے۔

لیکن رُخسانہ اپنے ارادے کی پختگی اور جذبے کی صداقت کے باعث زمین کے اندر کے طلسمی دباؤ کا مقابلہ کرتی اوپر کو اُٹھتی چلی جا رہی تھی...... آخر وہ زمین کے باہر نکل آئی...... زمین کے باہر آتے ہی رُخسانہ دکھائی دینے لگی...... بدرُوح چڑیل نے بھی اسے اب صاف صاف دیکھ لیا تھا، مگر رُخسانہ کے گرد اللہ کے پاک نام کے تعویذ کی وجہ سے اس کی حفاظت کا ایک دائرہ سا بنا ہوا تھا جس کی وجہ سے بدرُوح چڑیل کا طلسم بے اثر ہو چکا تھا۔

زمین کے اُوپر آتے ہی رُخسانہ اپنی گاڑی کی طرف جلدی جلدی چلنے لگی...... عمران کی طرف سے وہ مایوس ہو چکی تھی...... وہ جان گئی تھی کہ بدرُوح چڑیل نے عمران کو پاتال کے غار سے نکال کر کسی دوسری جگہ پر چھپایا ہوا ہے...... اس دوسری جگہ کا رُخسانہ کو علم نہیں تھا...... اسے جادوگرنی مارا سے مل کر اس دوسری جگہ کا کھوج لگانا تھا...... بدرُوح چڑیل رُخسانہ کو گاڑی کی طرف جاتے دیکھ رہی تھی...... وہ اسے فوراً ہلاک کر دینا چاہتی تھی، مگر ایسا نہیں کر سکتی تھی، جو آسمانی طاقت رُخسانہ کی حفاظت کر رہی تھی بدرُوح چڑیل اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی، بلکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر وہ رُخسانہ کے زیادہ قریب گئی تو خود ہلاک ہو جائے گی۔

بدرُوح چڑیل وہیں کھڑی رُخسانہ کو گاڑی میں بیٹھ کر جاتے دیکھتی رہی...... یہی اطمینان بدرُوح چڑیل کے لئے کافی تھا کہ رُخسانہ عمران کو اپنے ساتھ نکال لے جانے میں کامیاب نہیں ہو سکی...... بدرُوح چڑیل نے عمران کو ایک ایسی خفیہ جگہ پر چھپایا ہوا تھا کہ جس کے بارے میں جادوگرنی مارا کو بھی علم نہیں تھا، لیکن بدرُوح چڑیل کو رُخسانہ اور جادوگرنی مارا کی طرف سے برابر خطرہ لگا ہوا تھا...... جادوگرنی مارا تو بدرُوح کی پہنچ سے باہر تھی، کیونکہ جادوگرنی اور ایک بدرُوح ہونے کی وجہ سے وہ اپنا بچاؤ کرنا جانتی تھی، لیکن رُخسانہ ایک انسان تھی اور اگر اس کا تعویذ اس کے جسم سے الگ کر دیا جائے تو بدرُوح اس پر قاتلانہ حملہ کر سکتی تھی...... بدرُوح چڑیل رُخسانہ کی دشمن نمبر ایک

تھی اور وہ ہر حالت میں رُخسانہ کو ختم کرنا چاہتی تھی...... وہ جانتی تھی کہ جب تک رُخسانہ زندہ ہے وہ جادُوگرنی مارا کی مدد سے اس کو جلا کر راکھ کر سکتی تھی، بلکہ اگر رُخسانہ بدرُوح چڑیل کو اچانک اپنی گرفت میں لے لے تو بدرُوح چڑیل جل کر راکھ ہو سکتی تھی...... یہی وجہ تھی کہ اب بدرُوح چڑیل اپنی اصلی شکل میں اس کے سامنے نہیں جاتی تھی۔

اس کا شیطانی دماغ رُخسانہ کو ٹھکانے لگانے کے لئے بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا...... آخر اس کے ذہن میں یہی ایک منصوبہ آیا کہ رُخسانہ کو عمران کے ذریعے ہی ختم کیا جا سکتا ہے، کیونکہ رُخسانہ عمران پر بھروسہ کرتی تھی اور عمران ہی کسی طریقے سے رُخسانہ کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اُتروا سکتا تھا...... تعویذ کے اترتے ہی بدرُوح چڑیل عمران کی مدد سے رُخسانہ کو ایک سیکنڈ میں ہلاک کر سکتی تھی...... عمران اس کے قابو میں تھا...... مکڑی کی شکل میں اس کی قید میں تھا...... یہی ایک مہرہ تھا جو بدرُوح چڑیل کے کام آسکتا تھا۔

چنانچہ اس نے ایک سکیم سوچی اور پاتال کے تیسرے حلقے میں اتر گئی...... اس نے عمران کو پاتال کے آخری غار میں زمین کے اندر دفن کر کے رکھا ہوا تھا...... بدرُوح چڑیل نے زمین کے اندر سے وہ بوتل نکال لی جس میں عمران مکڑی کی شکل میں بند تھا...... اس نے بوتل کے اندر سے مکڑی کو نکالا اور زمین پر رکھ دیا...... اس کے بعد بدرُوح چڑیل نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے...... کچھ دیر منتر پڑھنے کے بعد اس نے مکڑی کو اپنی انگلی سے چھوا تو وہ عمران کی شکل اختیار کر گئی...... عمران بے ہوش اس کے سامنے پڑا تھا...... بدرُوح چڑیل نے اس کے اِرد گرد طلسمی حصار کھینچا اور دن نکلنے کا انتظار کرنے لگی...... اسے صبح کے وقت عمران کو اس کے گھر کی طرف روانہ کرنا تھا۔

اُدھر رُخسانہ اپنے گھر پہنچ چکی تھی اور اپنے کمرے میں آکر خدا کا شکر ادا کرنے کے بعد بستر پر لیٹی ہی تھی کہ جادُوگرنی مارا کی کھوپڑی کھڑکی کے پاس نمودار ہوئی......

س نے دھیمی آواز میں رُخسانہ سے کہا۔

"میں جانتی ہوں تم ناکام واپس آئی ہو، لیکن مجھے خوشی ہے کہ تم زندہ سلامت واپس آگئی ہو...... اگر تمہارے ساتھ تمہارے ایمان کی طاقت نہ ہوتی تو بدرُوح چڑیل نے جس طرح تم پر زبردست حملہ کیا تھا تم زمین کے اندر سے قیامت تک باہر نہیں نکل سکتی تھیں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"لیکن اب کیا ہوگا...... میں عمران کو ہر قیمت پر واپس لانا چاہتی ہوں...... کیا تم معلوم کر سکتی ہو کہ بدرُوح اسے کس جگہ لے گئی ہے؟"

جادُوگرنی مارا کہنے لگی۔

"یہ پتہ کرنا بڑا مشکل ہے...... لیکن میں پوری کوشش کروں گی، لیکن اب تمہیں بہت ہوشیار ہو کر رہنا ہوگا...... مجھے یقین ہے کہ بدرُوح چڑیل تمہیں ہلاک کرنے کی بھرپور کوشش کرے گی اور اپنی ساری شیطانی طاقتیں استعمال کرے گی۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"میرا خدا میرے ساتھ ہے...... میرا جذبہ ایمان سلامت ہے...... بدرُوح چڑیل میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی...... یہ سچ ہے کہ بدرُوح چڑیل اگر مجھے ہاتھ لگائے گی تو جل کر راکھ ہو جائے گی تو پھر میں چاہتی ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے...... جیسے ہی وہ میرے سامنے آئی میں چھلانگ لگا کر اس سے چمٹ جاؤں گی تاکہ وہ جل کر بھسم ہو جائے۔"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"یہ بات وہ بھی جانتی ہے...... اس لئے وہ کبھی زندہ انسانی شکل میں تمہارے سامنے نہیں آئے گی...... اس کو ختم کرنے کے لئے ہمیں بڑے ٹھنڈے دل سے کوئی اور منصوبہ سوچنا پڑے گا، مگر سب سے پہلے عمران کو اس کے جال سے باہر نکالنا بہت ضروری ہے۔"

رُخسانہ بولی۔

"میں بھی یہی چاہتی ہوں۔"

جاڈوگرنی مارا کہنے لگی۔

"ہوسکتا ہے بدرُوح تم پر حملہ کرنے کے لئے عمران کو استعمال کرے اور وہ اسے انسانی شکل میں تمہارے پاس بھیجے...... اب اگر عمران تمہارے پاس آیا تو تمہیں بہت ہوشیار رہنا ہوگا...... تمہیں اچھی طرح سے جانچ پڑتال کرنی ہوگی کہ یہ حقیقت میں صحیح عمران ہے یا بدرُوح چڑیل نے کسی چنڈال بدرُوح کو عمران کی شکل میں تمہیں ہلاک کرنے کے لئے بھیجا ہے۔"

رُخسانہ نے پوچھا۔

"یہ مجھے کیسے پتہ چلے گا؟"

جاڈوگرنی مارا بولی۔

"عمران اگر چنڈال کی بدرُوح ہوگا تو وہ کسی نہ کسی بہانے تمہیں تعویذ اتارنے کے لئے کہے گا...... بس یہی عمران کے بدرُوح ہونے کی سب سے بڑی نشانی ہوگی...... میں جاتی ہیں، میں زیادہ دیر یہاں نہیں رُک سکتی۔"

اور جاڈوگرنی مارا غائب ہوگئی۔

✿ ✿ ✿

جاڈوگرنی مارا چلی گئی۔

رُخسانہ بستر میں لیٹی دیر تک عمران کے بارے میں سوچتی رہی کہ وہ کس مشکل میں پھنس گیا ہے اور اس کی وجہ سے وہ خود بھی ایک عجیب شیطانی چکر میں پھنس گئی ہے، مگر رُخسانہ نے حوصلہ نہیں ہارا تھا...... اس نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ چاہے کچھ ہوجائے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ نہ صرف عمران کو ان بدرُوحوں کے جال سے آزاد کروائے گی بلکہ بدرُوح چڑیل سے بھی خلق خدا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات دلائے گی۔

دوسرے دن جب زمین پر صبح کی روشنی پھیلی تو بدرُوح چڑیل عمران کو ہوش میں لے آئی...... عمران اُٹھ کر بیٹھ گیا...... وہ بدرُوح چڑیل کو دیکھ رہا تھا اور یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ وہ عورت ہے جو اس کی مالک ہے اور وہ اس کا غلام ہے اور اس کے ہر حکم کو ماننا اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا اس کا فرض ہے...... عمران کے دل و دماغ پر بدرُوح چڑیل کا قبضہ تھا اور وہ اپنی شخصیت کو بالکل بھول چکا تھا۔

بدرُوح چڑیل نے ایک منتر پڑھ کر عمران پر پھونک ماری اور اس کے سر کو اپنی انگلیوں کے شکنجے میں لے کر کہا۔

"تم عمران نہیں ہو...... تم عمران کی شکل میں مہا چنڈال کی بدرُوح ہو...... تم

اپنے گھر جا رہے ہو...... تمہیں وہاں جا کر یہی ظاہر کرنا ہے کہ تم عمران ہی ہو، میں جس خاص مقصد کے لئے تمہیں بھیج رہی ہوں وہ میں نے تمہارے ذہن میں ڈال دیا ہوا ہے......اب اپنے گھر جانے کے لئے تیار ہو جاؤ...... کیا تم سمجھ گئے ہو؟‘‘

عمران نے کہا۔

’’ہاں میں سمجھ گیا ہوں مہا دیوی!‘‘

بدرُوح چڑیل بولی۔

’’شاباش! یاد رکھو...... رُخسانہ ہماری دشمن ہے...... وہ ہمیں ٹھکانے لگانا چاہتی ہے، وہ ہماری جان کی دشمن ہے...... تمہیں ہر قیمت پر اسے ہلاک کرنے کے لئے میری مدد کرنی ہو گی۔‘‘

عمران نے کہا۔

’’میں ایسا ہی کروں گا مہا دیوی!‘‘

بدرُوح چڑیل کہنے لگی۔

’’اپنی آنکھیں بند کر لو...... میں تمہیں عمران کے گھر بھیج رہی ہوں۔‘‘

عمران نے آنکھیں بند کر لیں...... اس کے کانوں میں عجیب سا شور بلند ہونا شروع ہو گیا...... جب یہ شور کچھ دیر کے بعد رُک گیا تو اسے بدرُوح چڑیل کی آواز سنائی دی۔

’’آنکھیں کھول دو۔‘‘

عمران نے آنکھیں کھول دیں...... کیا دیکھتا ہے کہ وہ اپنی کوٹھی کے گیٹ پر کھڑا ہے...... اس نے جیکٹ اور پتلون پہن رکھی ہے...... وہ گیٹ میں سے گزر کر گھر کے ڈرائنگ رُوم میں آ گیا...... اس کی ممی اور ڈیڈی نے اسے دیکھا تو حیرانی اور خوشی سے بے اختیار اس کی طرف بڑھے...... ممی نے عمران کو گلے لگا لیا۔

’’میرے بیٹے! تم اچانک کہاں غائب ہو گئے تھے...... ڈیڈی نے بھی اسی حیرت کا

اظہار کیا۔‘‘

’’بیٹا! تم آنے کے بعد اچانک کہاں چلے گئے تھے...... ہم نے تو تمہاری دوبارہ گمشدگی کی رپورٹ بھی درج کرا دی تھی۔‘‘

عمران کا سر بوجھل تھا...... اسے اپنی ممی اور ڈیڈی کی شکلیں دُھندلی دُھندلی سی نظر آ رہی تھیں، مگر وہ عمران نہیں تھا...... عمران کی شکل میں مہا چنڈال کی بدرُوح تھا اور اسے عمران کی اداکاری کرنی تھی...... اس نے کہا۔

’’ممی! میں ایک بار پھر خرکاروں کے چنگل میں پھنس گیا تھا...... کیا بتاؤں...... بڑی مشکل سے نکل کر آیا ہوں۔‘‘

ڈیڈی نے کہا۔

’’ہمیں ابھی پولیس سٹیشن جا کر پولیس کو ساری باتیں بتانی ہوں گی۔‘‘

عمران بولا۔

’’ابھی میں تھکا ہوا ہوں ڈیڈی...... کچھ دیر آرام کر کے اپنے کالج جاؤں گا...... شام کو پولیس سٹیشن جائیں گے۔‘‘

ممی نے کہا۔

’’بیٹا! پہلے کچھ کھا لو...... تم بڑے کمزور ہو گئے ہو...... تم بیٹھو...... میں تمہارے لئے دودھ گرم کر کے لاتی ہوں۔‘‘

عمران صوفے پر ڈیڈی کے ساتھ بیٹھ گیا...... ڈیڈی نے عمران کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

’’تمہاری آنکھیں لال کیوں ہو رہی ہیں بیٹا۔‘‘

عمران بولا۔

’’ساری رات بس میں سفر کرتا رہا ہوں ڈیڈی، آنکھوں میں نیند کی وجہ سے لالی آ گئی ہے...... کالج کی ڈسپنسری سے دوائی ڈلوا لوں گا۔‘‘

تھوڑی دیر میں عمران کی والدہ دودھ لے کر آ گئی...... عمران نے دودھ پیا اور بولا۔

"میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

اور وہ اُٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا...... اس کے جانے کے بعد ڈیڈی نے عمران کی والدہ سے کہا۔

"مجھے عمران کچھ بدلا بدلا سا لگ رہا ہے۔"

والدہ نے کہا۔

"ساری رات لاری میں سفر کرتا رہا ہے، اس لئے تھکا ہوا ہے...... آرام کرے گا تو بالکل پہلے جیسا ہو جائے گا۔"

اس کے بعد عمران کے والد آفس چلے گئے۔

عمران اپنے کمرے میں آ گیا تھا...... وہ کمرے کی چیزوں کو دیکھ رہا تھا...... اس کے اندر مہاچنڈال کی بدرُوح تھی، مگر وہ عمران کی آنکھوں سے چیزوں کو دیکھ رہا تھا...... اسے آرام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی...... وہ صرف وقت گزارنے آ گیا تھا، تاکہ کالج کا ٹائم ہو جائے تو وہ اپنے کالج جا کر رُخسانہ کو اپنے دام میں پھنسانے کی کوشش کرے۔

ٹھیک سوا دس بجے وہ کمرے سے نکلا...... اس نے یونہی ایک دو کتابیں ہاتھ میں لے لی تھیں...... ممی سے کہنے لگا۔

"ممی! میں کالج جا رہا ہوں۔"

ممی بولیں۔

"بیٹا! کالج سے سیدھا گھر آنا...... کہیں اِدھر اُدھر نہ چلے جانا...... مجھے فکر لگی رہے گی۔"

"میں سیدھا گھر آؤں گا ممی!"

اتنا کہہ کر عمران باہر نکل گیا...... اس کی موٹر سائیکل تو خدا جانے کہاں غائب ہو چکی تھی...... اس کے بارے میں مہاچنڈال کو کچھ خبر نہیں تھی...... باہر آ کر اس نے

ایک رکشا پکڑا اور کالج پہنچ گیا...... عمران کی نگاہوں سے وہ کالج کی ایک ایک شے کو پہچانتا تھا...... اسے رُخسانہ کی تلاش تھی...... وہ کالج کی کینٹین کی طرف گیا تو رُخسانہ اسے ایک کلاس رُوم سے نکلتی دکھائی دی...... عمران اس کی طرف بڑھا...... رُخسانہ نے عمران کو دیکھا تو وہیں ٹھٹھک سی گئی...... اسے عمران کو دیکھ کر خوشی ضرور ہوئی تھی مگر ساتھ ہی اسے یہ تشویش بھی ہو گئی تھی کہ کہیں عمران کی شکل میں کوئی بدرُوح تو نہیں ہے، جسے بدرُوح چڑیل نے اس پر قاتلانہ حملہ کرنے کے لئے بھیجا ہے...... جادوگرنی مارا نے رُخسانہ کو تاکید کی تھی کہ اگر اب عمران اس کے سامنے آئے تو وہ کسی طریقے سے یہ تسلی ضرور کر لے کہ یہ عمران ہی ہے...... یہ خیالات اپنے ذہن میں لئے رُخسانہ مسکراتی ہوئی عمران کی طرف بڑھی...... اس نے جان بوجھ کر عمران کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی تو عمران نے اپنا ہاتھ پیچھے ہی رکھا اور مسکراتے ہوئے بولا۔

"تم ضرور سوچ رہی ہو گی کہ میں اچانک ایک بار پھر کہاں غائب ہو گیا تھا...... کیا بتاؤں رُخسانہ اس بدرُوح عورت کجلی نے مجھے بڑی مصیبت میں پھنسا دیا ہے...... وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہی...... ایک بار پھر مجھے اغوا کر کے لے گئی تھی...... بڑی مشکل سے میں اس کے جال سے نکل کر آیا ہوں۔"

جب عمران نے اپنا ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تو رُخسانہ اسی وقت سمجھ گئی تھی کہ یہ حقیقت میں عمران نہیں ہے بلکہ عمران کی شکل میں کوئی بدرُوح اس کو اپنے قابو میں کرنے کے لئے آئی ہے، جیسے بدرُوح چڑیل نے بھیجا ہے...... اس نے عمران پر بالکل ظاہر نہ ہونے دیا کہ اسے اس کی اصلیت کا پتہ چل گیا ہے، بلکہ یہی ظاہر کیا کہ اسے عمران کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی ہے...... کہنے لگی۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم واپس آ گئے...... اب میں تمہیں کبھی کہیں جانے نہیں دوں گی...... ہم آج ہی بزرگ عامل کے پاس جاتے ہیں...... وہ تم کو ضرور کوئی ایسا تعویذ

دے دیں گے جس کے اثر سے بدرُوح عورت تمہیں دوبارہ کبھی اغوا نہ کرسکے گی، لیکن عمران تمہارے بازو پر تو تعویذ بندھا ہوا تھا، پھر بدرُوح عورت تمہیں کیسے اغوا کر کے لے گئی۔"

عمران یعنی مہاچنڈال بولا۔

"میں خود نہیں سمجھا کہ ایسا کیسے ہو گیا...... تعویذ تو اب بھی میرے بازو پر بندھا ہوا ہے۔"

رُخسانہ کہنے لگی۔

"لاؤ میں ذرا تعویذ کو دیکھوں۔"

مہاچنڈال کو معلوم تھا کہ اس کے بازو پر تعویذ کی جگہ محض ایک کورا کاغذ بندھا ہوا ہے...... اس نے جلدی سے کہا۔

"دیکھنے کی کیا ضرورت ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمیں بزرگ عامل کے پاس جانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں...... مجھے یقین ہے کہ اب بدرُوح عورت کبھی میرے قریب نہیں آئے گی۔"

جب رُخسانہ نے دیکھا کہ عمران بزرگ عامل کے پاس جانے سے بھی کترا رہا ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ عمران نہیں ہے...... عمران اس سے کم از کم تین فٹ ہٹ کر بیٹھا ہوا تھا...... اب رُخسانہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ اسے اس کا تعویذ اتروانے کے لئے کہتا ہے یا نہیں...... رُخسانہ نے جان بوجھ کر اپنے تعویذ کی بات شروع کر دی۔

اس نے کہا۔

"مجھے خود اس بدرُوح سے بڑا ڈر لگا رہتا ہے، اسی لئے میں اپنے تعویذ کو کبھی نہیں اتارتی۔"

عمران نے فوراً کہا۔

"بڑا اچھا کرتی ہو، لیکن ہر وقت تعویذ باندھے رکھنے سے بازو میں خون کی گردش

کمزور پڑ جاتی ہے...... رات کے وقت اسے ضرور دو تین گھنٹوں کے لئے اتار دیا کرو...... میں تو ایسا ہی کرتا ہوں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"نہیں عمران! میں کسی وقت بھی اسے نہیں اتار سکتی...... کیا خبر بدرُوح کو پتہ چل جائے اور وہ اسی وقت مجھ پر حملہ کر دے۔"

رُخسانہ سمجھ گئی تھی کہ عمران اسے یہ مشورہ کس لئے دے رہا ہے...... اس کو پکا یقین ہو گیا تھا کہ یہ عمران نہیں ہے...... وہ اس کے فریب میں آنے والی نہیں تھی...... اب وہ یہ چاہتی تھی کہ کسی طریقے سے اس بدرُوح کو جو عمران کی شکل میں اس کے پاس آئی ہے قابو کر کے اس سے حقیقی عمران کا پتہ چلایا جائے، کیونکہ یہی بدرُوح اسے بتا سکتی تھی کہ عمران کہاں ہے، مگر خود رُخسانہ کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اس مہاچنڈال کی بدرُوح کو اپنے قبضے میں کر سکتی...... اس کو یا تو جادوگرنی مارا اور یا پھر بزرگ عامل ہی اپنے قبضے میں کر سکتے تھے...... اس نقلی عمران کے سامنے نہ تو وہ جادوگرنی مارا کو بلا سکتی تھی اور نہ اسے بزرگ عامل کے پاس لے جا سکتی تھی، کیونکہ نقلی عمران یعنی مہاچنڈال کی بدرُوح بزرگ عامل کے نام ہی سے گھبرا گیا تھا اور اگر رُخسانہ اسے بزرگ عامل کے پاس جانے پر مجبور بھی کرتی تو وہ کوئی بہانہ بنا کر وہاں سے غائب ہو سکتا تھا۔

ان حالات میں رُخسانہ نے یہی فیصلہ کیا کہ کسی طرح نقلی عمران کو اپنے آس پاس ہی رکھا جائے اور اس دوران وہ بزرگ عامل سے ملاقات کر کے انہیں ساری بات بیان کر دے...... رُخسانہ کہنے لگی۔

"عمران! میرا خیال ہے تم ٹھیک کہتے ہو...... مجھے رات کے وقت ایک دو گھنٹے کے لئے تعویذ اتار دینا چاہئے، کیونکہ دو تین دن سے میرے بازو میں کسی کسی وقت درد ہونے لگتا ہے۔"

نقلی عمران نے فوراً کہا۔

"اس لئے تو میں نے تمہیں رات کو تعویذ اتار کر سونے کا مشورہ دیا ہے۔۔۔۔۔ رات کو بدرُوح کہاں سے آجائے گی، اسے کہاں پتہ چلے گا اور اس وقت تم نے تعویذ اتارا ہوا ہے۔"

رُخسانہ بولی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ میں تمہارے مشورے پر ہی عمل کروں گی، مگر آج نہیں کل رات کو تعویذ اتار کر سوؤں گی۔"

رُخسانہ نے محسوس کیا کہ اس کے اس فیصلے سے نقلی عمران یعنی مہاچنڈال کی بدرُوح بڑی خوش ہوئی ہے۔۔۔۔۔ رُخسانہ نے کہا۔

"اچھا عمران میرا پیریڈ شروع ہونے والا ہے۔۔۔۔۔ پیریڈ کے بعد کینٹین میں بیٹھ کر چائے پئیں گے۔"

عمران بولا۔

"مجھے بھی ایک کام یاد آگیا ہے۔۔۔۔۔ اب شام کو ہی ملاقات ہوگی۔۔۔۔۔ میں تمہارے گھر آجاؤں گا۔۔۔۔۔ تمہارے ممی ڈیڈی سے بھی مل لوں گا۔"

رُخسانہ بولی۔

"ضرور آنا۔"

اور وہ اُٹھ کر اپنے کلاس رُوم کی طرف چل دی۔۔۔۔۔ مہاچنڈالی کی بدرُوح یعنی نقلی عمران بھی اُٹھا اور کالج کے گیٹ کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ رُخسانہ کل اسی رات کو تعویذ اتار کر سوئے گی اور وہ عین اس وقت اس پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر ڈالے گا۔۔۔۔۔ اسے عمران کے گھر جانے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ دریا کی طرف نکل گیا۔۔۔۔۔ وہ شام کے وقت رُخسانہ کے گھر جانا چاہتا تھا، تاکہ اسے ایک بار پھر رات کو تعویذ اتار کر سونے کی تاکید کرے اور پھر رات کو اس کے کمرے میں آکر

سے ٹھکانے لگا دے۔۔۔۔۔ اسے ذرا سا بھی شک نہیں ہوا تھا کہ رُخسانہ نے اسے پہچان لیا ہے۔

لیکن رُخسانہ نے اسے پہچان لیا تھا، جس وقت نقلی عمران گیٹ کی طرف جا رہا تھا رُخسانہ کلاس روم کے برآمدے میں ایک ستون کی آڑ میں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ جب عمران کالج کی حدود سے نکل گیا تو رُخسانہ تیز تیز چلتی برآمدے کے کونے میں اس جگہ آئی جہاں پی سی او کا ٹیلی فون بوتھ بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔ رُخسانہ نے فوراً بزرگ عامل کا نمبر ملایا۔۔۔۔۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی۔۔۔۔۔ پھر بزرگ عامل کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"شاہ جی! میں رُخسانہ بات کر رہی ہوں۔"

بزرگ عامل نے پوچھا۔

"کہو بیٹی کیا بات ہے۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"شاہ جی! مجھے آپ سے ایک بڑی ضروری بات کرنی ہے، لیکن میں یہ بات فون پر نہیں کر سکتی۔"

بزرگ عامل نے کہا۔

"تم اسی وقت میرے مکان پر آجاؤ۔"

رُخسانہ بولی۔

"میں حاضر ہو رہی ہوں۔"

اس نے فون بند کر دیا۔۔۔۔۔ کالج کے پچھلے گیٹ سے نکل کر رُخسانہ نے ایک ٹیکسی پکڑی اور سیدھی بزرگ عامل کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔۔۔۔۔ انہیں سارے واقعات بیان کر دیئے۔۔۔۔۔ بزرگ عامل نے بڑے غور سے تمام واقعات کو سنا اور کہنے لگے۔

"اس وقت وہ نقلی عمران کہاں ہوگا؟"

رُخسانہ نے کہا۔

"وہ شام کو مجھے ملنے میرے گھر آرہا ہے...... اس وقت کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہوگا۔" بزرگ عامل سوچنے لگے...... رُخسانہ نے کہا۔

"شاہ جی! یہ بڑا سنہری موقع ہے...... اگر اس وقت یہ بدرُوح ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تو شاید ایسا موقع ہمیں پھر کبھی نہ ملے اور ہم نہ تو عمران کو بدرُوح چڑیل کی قید سے آزاد کرا سکیں گے اور نہ اس انسان دشمن چڑیل کے ظلم وستم سے خلق خدا کو نجات دلا سکیں گے...... پلیز کچھ کیجئے شاہ جی...... کہ یہ بدرُوح ہمارے قابو میں آجائے کیونکہ یہی ہمیں بتا سکتی ہے کہ چڑیل کہاں پر بسیرا کرتی ہے۔"

بزرگ عامل نے گہری سوچ سے سر اُٹھا کر کہا۔

"اگر دیکھا جائے تو عمران تو اس وقت ہمارے پاس ہی ہے، اگرچہ اس کے اندر ایک بدرُوح داخل ہو چکی ہے...... اگر ہم اس بدرُوح کو باہر نکال دیں تو عمران ہمارے پاس آجائے گا...... اب بدرُوح کو اپنے قبضے میں کرنا بلکہ اسے ہمیشہ کے لئے جہنم رسید کرنے کا معاملہ باقی رہ جاتا ہے...... یہ اس وقت تک حل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہمیں یہ نہ پتہ چلے کہ بدرُوح عورت کا بسیرا کہاں اور کس جگہ پر ہے...... کیونکہ تم پاتال میں ضرور گئی تھیں مگر بدرُوح چڑیل نے وہاں عمران کو قید رکھا ہوا تھا، وہ خود وہاں نہیں رہتی ہے، وہ خود کسی دوسری جگہ پر رہتی ہے۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"بدرُوح کے ٹھکانے کا پتہ تو ہمیں اس بدرُوح سے ہی لگ سکتا ہے جو عمران کو چمٹی ہوئی ہے۔"

"یہی میں کہہ رہا تھا۔" بزرگ عامل نے کہا۔

رُخسانہ نے کہا۔

"شاہ جی! یہ کام تو صرف آپ ہی کر سکتے ہیں...... اس بدرُوح کو عمران کے جسم سے نکالنا آپ کے سوا بھلا اور کون کر سکتا ہے۔"

بزرگ عامل کہنے لگے۔

"اس کے لئے تمہیں ایک کام کرنا ہوگا...... عمران خود تو کبھی میرے مکان پر نہیں آئے گا...... اس کا ایک ہی طریقہ ہے...... کل کسی وقت تم اسے اپنے ساتھ دریا پر سیر کے بہانے لے کر جاؤ...... میں وہاں پر پہلے سے موجود ہوں گا...... باقی سارا کام میں خود سنبھال لوں گا...... تمہیں صرف اسے دریا پر ایسی جگہ لے جانا ہوگا جہاں آس پاس کوئی انسان نہ ہو...... کیا تم ایسا کر سکو گی؟"

رُخسانہ بولی۔

"کیوں نہیں...... وہ مجھے ملنے آج شام میرے گھر آرہا ہے...... میں اس کے ساتھ کل دریا کی سیر کا پروگرام بنا لوں گی...... میں کالج میں اپنا پیریڈ ختم ہونے کے بعد یعنی دس اور گیارہ بجے کے درمیان ہی لے جا سکوں گی۔"

بزرگ عامل نے کہا۔

"تم دریا کے کنارے جہاں ٹاہلیوں کا ذخیرہ ہے وہاں کسی جگہ لے آنا، میں وہاں آس پاس موجود ہوں گا...... میں عمران کے عقب میں سے آؤں گا...... جب میں تمہیں نظر آؤں تو تم عمران کو اتنا ہی کہنا...... عمران دیکھو وہ کون آیا ہے...... اس کے بعد تم پیچھے ہٹ جانا...... ٹھیک ہے؟"

رُخسانہ بولی۔

"بالکل ٹھیک ہے۔"

بزرگ عامل نے کہا۔

"اب تم جاؤ...... کل دن کے دس بجے اور گیارہ بجے کے درمیان دریا پر ٹاہلیوں کے ذخیرے کے پاس ملاقات ہوگی...... اللہ بہتری کرے گا۔"

رُخسانہ سلام کر کے گھر واپس آ گئی...... شام کو مہاچنڈال بھی عمران کی شکل میں آ گیا...... بالکل اسی طرح رُخسانہ کی ممی اور ڈیڈی سے ملا جس طرح پہلے ملا کرتا تھا......

رُخسانہ نے اسے کہا تھا کہ وہ اس کی ہدایت کے مطابق کل رات اپنا تعویذ ایک دو گھنٹوں کے لئے بازو سے اتار دے گی تاکہ بازو میں خون کی گردش اپنے معمول پر آ جائے، لیکن اب وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی...... اب اس کا پلان تبدیل ہو چکا تھا...... اس نے باتوں ہی باتوں میں عمران سے کہا۔

"عمران! نہ جانے کیوں میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تعویذ کو اپنے جسم سے الگ کر دوں۔"

عمران یعنی مہاچنڈال پریشان ہو گیا...... اس نے کہا۔

رُخسانہ یہ بہت ضروری ہے...... کہیں ایسا نہ ہو کہ خون کی گردش رکنے یا سست ہونے کی وجہ سے تمہارا ایک بازو سوکھ جائے۔"

رُخسانہ نے ایسے ظاہر کیا جیسے وہ یہ سن کر پریشان ہو گئی ہے، کہنے لگی۔

"تم بھی ٹھیک کہتے ہو عمران! اچھا تو پھر میں کل رات تعویذ اتار کر سوؤں گی۔"

عمران یعنی مہاچنڈال بولا۔

"میں تمہاری ہی بھلائی کے لئے کہہ رہا ہوں رُخسانہ کل رات کو تعویذ اتار کر سوؤں گی تو تمہارے بازو میں خون کی گردش نارمل ہو جائے گی...... اسے لیٹ نہ کرنا۔"

رُخسانہ بولی۔

"نہیں عمران! میں کل رات تمہاری ہدایت پر ضرور عمل کروں گی۔"

عمران اس وقت بھی رُخسانہ سے کم از کم تین چار فٹ کے فاصلے پر سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا...... اس خیال سے کہ کہیں اس کا جسم اس کے جسم سے نہ چھو جائے......

رُخسانہ نے باتوں ہی باتوں میں عمران سے کہا۔

"عمران! کیوں نہ کل دریا پر جا کر پکنک منائی جائے...... موسم بھی آج کل بڑا

خوشگوار ہے۔"

مہاچنڈال خود بھی یہی چاہتا تھا کہ کل کا دن زیادہ سے زیادہ وقت رُخسانہ کے ساتھ ہی رہے...... فوراً بولا۔

"ونڈر فل پروگرام ہے...... کل کس وقت چلیں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"کل میرا ایک ہی پیریڈ ہے...... ہم دس بجے کالج سے سیدھا دریا پر چلے چلیں گے...... میں کچھ سینڈوچز بنالوں گی...... چائے کی تھرمس بھی ساتھ رکھ لیں گے۔"

عمران یعنی مہاچنڈال نے خوش ہو کر کہا۔

"بڑا لطف رہے گا...... ہم سارا دن دریا پر ہی گزاریں گے۔"

"کیوں نہیں...... خوب انجوائے کریں گے...... رُخسانہ بولی۔ کشتی کی سیر بھی کریں گے۔"

مہاچنڈال یعنی نقلی عمران کو جب یقین ہو گیا کہ اس رات رُخسانہ تعویذ اتار کر نہیں سو رہی تو اسے آدھی رات کو اس کے بیڈ روم پر حملہ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی، چنانچہ وہ رات کا کھانا کھانے کے بعد رُخسانہ کے گھر سے نکل کر رات بسر کرنے کے لئے عمران کے گھر پر آ گیا۔

رُخسانہ نے اس رات بزرگ عامل کو ٹیلی فون پر بتا دیا کہ عمران کے ساتھ دریا پر پکنک منانے کا پروگرام طے ہو گیا ہے اور وہ دونوں کل دن کے دس اور گیارہ بجے کے درمیان دریا پر ٹاہلیوں کے ذخیرے کے پاس پہنچ جائیں گے...... بزرگ عامل نے فرمایا کہ وہ وہاں پر موجود ہوں گے...... رُخسانہ بے تابی سے کل کے دن کا انتظار کرنے لگی...... اسے یقین تھا کہ بزرگ عامل کل عمران کو چمٹی ہوئی بدرُوح سے نہ صرف نجات دلا دیں گے بلکہ اس بدرُوح سے بدرُوح چڑیل کا ٹھکانہ بھی معلوم کر لیں گے۔

دوسرے روز مہاچنڈال نقلی عمران کے روپ میں کالج پہنچ گیا...... رُخسانہ اپنے

ساتھ چائے کی تھرمس اور کچھ سینڈوچز چھوٹی سی ٹوکری میں ڈال کر لے آئی تھی......

دس بجے رُخسانہ کا پیریڈ ختم ہوا تو نقلی عمران کلاس روم کے برآمدے میں اس کا انتظار کر رہا تھا...... دونوں نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا اور کالج کی پارکنگ کی طرف آ گئے...... رُخسانہ کو معلوم تھا کہ وہ اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر نہیں بیٹھے گا...... پھر بھی اس نے نقلی عمران سے کہا۔

"آگے میرے ساتھ آ جاؤ عمران۔"

نقلی عمران یعنی مہا چنڈال بولا۔

"تھینک یو رُخسانہ...... میں ذرا کھل کر بیٹھنا چاہتا ہوں۔"

"او کے۔" رُخسانہ نے کہا۔

اور گاڑی سٹارٹ کر کے دریا کی طرف ڈال دی...... نقلی عمران پچھلی سیٹ پر بیٹھا مہا چنڈال کی آسیبی نظروں سے رُخسانہ کے سنہری بالوں کو دیکھ رہا تھا...... اسے پورا یقین تھا کہ آج رات جب وہ تعویذ اتار دے گی تو وہ اسی لمحے اس کی گردن تن سے جدا کر کے کٹی ہوئی گردن بدرُوح چڑیل کے پاس لے جائے گا۔

رُخسانہ سامنے والے شیشے میں سے کبھی کبھی عمران کو دیکھ لیتی تھی...... عمران کی آنکھوں میں آسیبی چمک صاف نظر آ رہی تھی...... دریا پر آ کر رُخسانہ نے گاڑی ایک طرف کھڑی کر دی اور ٹاہلی کے درختوں والے ذخیرے کی طرف چل پڑی...... عمران اس کے ساتھ تھا...... اس نے سینڈوچز والی ٹوکری اُٹھا رکھی تھی...... رُخسانہ نے چائے کا تھرمس کندھے پر لٹکایا ہوا تھا...... نقلی عمران نے کہا۔

"کیوں نہ کامران کی بارہ دری میں جا کر بیٹھیں۔"

رُخسانہ نے فوراً کہا۔

"نہیں عمران...... میں ٹاہلیوں کے ذخیرے میں بیٹھنا چاہتی ہوں...... وہاں ٹاہلی کے درختوں کی بڑی پیاری خوشبو پھیلی ہوئی ہے...... وہ مجھے بڑی اچھی لگتی ہے۔"

نقلی عمران نے کوئی اعتراض نہ کیا...... اسے تو رُخسانہ کے ساتھ محض وقت گزارنا تھا...... اس پر قاتلانہ حملہ تو اسے رات کو کرنا تھا...... اس وقت تو رُخسانہ کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا تھا، کیونکہ رُخسانہ کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اس کی حفاظت کر رہا تھا...... وہ دریا کنارے ذخیرے میں درختوں کے نیچے جا کر بیٹھ گئے...... رُخسانہ نے سینڈوچز نکالے اور پیالیوں میں چائے انڈیلنے لگی...... نقلی عمران رُخسانہ سے کالج کی باتیں کرنے لگا...... رُخسانہ اس کی باتوں کا جواب بھی دے رہی تھی اور دریا کی جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھ بھی لیتی تھی...... کیونکہ بزرگ عامل نے اسی طرف سے آنا تھا...... دن کے سوا دس بج چکے تھے...... بزرگ عامل کسی بھی وقت نمودار ہو سکتے تھے۔

رُخسانہ کو یہی خدشہ تھا کہ کہیں عمران پر قابض بدرُوح بزرگ عامل کی موجودگی کو محسوس کر کے غائب نہ ہو جائے...... وہ نقلی عمران کو سوچنے اور محسوس کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی، چنانچہ اس سے پیار محبت کی باتیں کر رہی تھی...... اچانک نقلی عمران کو کچھ بے چینی سی محسوس ہوئی...... رُخسانہ نے فوراً دیکھ لیا کہ نقلی عمران پر کچھ گھبراہٹ سی طاری ہونے لگی ہے...... وہ سمجھ گئی کہ بزرگ عامل آس پاس موجود ہے...... اس نے نقلی عمران سے پوچھا۔

"کیا بات ہے عمران بور تو نہیں ہو رہے؟"

ساتھ ہی رُخسانہ نے نقلی عمران کے پیچھے نگاہ ڈالی تو اسے ایک درخت کے عقب سے بزرگ عامل نمودار ہوتے دکھائی دیئے...... رُخسانہ نقلی عمران کو فرار ہونے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی...... اس نے فوراً کہا۔

"عمران! دیکھو...... وہ کون آیا ہے۔"

نقلی عمران نے گردن موڑ کر بزرگ عامل کو دیکھا تو اس کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی اور گھبرا کر اُٹھنے لگا، مگر اسی دوران بزرگ عامل اس کے قریب پہنچ چکا تھا...... بزرگ عامل نے کچھ پڑھ کر نقلی عمران کی طرف پھونک ماری...... نقلی عمران

اُٹھتے اُٹھتے گر پڑا اور زمین پر گرتے ہی تڑپنے لگا...... رُخسانہ جلدی سے پیچھے ہٹ گئی...... بزرگ عامل نقلی عمران کے پاس کھڑا تھا...... اس نے جلالی لہجے میں کہا۔

"اے شیطانی بدرُوح! میں تمہیں اللہ کے نام پر حکم دیتا ہوں کہ عمران کو چھوڑ کر اپنی اصلی شکل میں میرے سامنے آ۔"

نقلی عمران کا تڑپنا رُک گیا...... پھر اس کے جسم نے ایک جھرجھری سی لی اور اس کے سینے میں سے سیاہ دھوئیں کی ایک لہر نکل کر سانپ کی طرح کنڈلی مار کر عمران سے الگ ہو کر زمین پر بیٹھ گئی...... بزرگ عامل نے حکم دیا۔

"مجھے اپنی اصلی شکل دکھا۔"

دوسرے لمحے دھوئیں کی لہر غائب ہو گئی اور اس کی جگہ ایک مکروہ چہرے والی شکل سامنے آ گئی جس کی گول آنکھیں سرخ تھیں...... دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے اور پھٹے ہوئے ہونٹوں میں سے خون بہہ رہا تھا...... سر کے بال سرکنڈوں کی طرح کھڑے تھے...... رُخسانہ ڈر کر بزرگ عامل کے پیچھے ہو گئی...... بزرگ عامل نے رُخسانہ سے کہا۔

"بیٹی! گھبراؤ نہیں...... یہ بدرُوح تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

بزرگ عامل نے بدرُوح سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

بدرُوح نے کھڑکھڑاتی آواز میں کہا۔

"میں مہاچنڈال کی بدرُوح ہوں اور بدرُوح چڑیل کجلی کے حکم پر رُخسانہ کو ہلاک کرنے آیا تھا۔"

عمران اس وقت زمین پر بے ہوش پڑا تھا...... بزرگ عامل نے کہا۔

"لیکن اب میں تجھے ہلاک کرنے والا ہوں تو اس وقت میرے قبضے میں ہے۔"

مہاچنڈال کی بدرُوح کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ مکمل طور پر بزرگ عامل کے قبضے میں ہے اور وہ زندہ نہیں بچے گا...... اس نے گڑگڑا کر کہا۔

"شاہ جی! مجھ پر رحم کریں...... میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی کسی انسان کو تنگ نہیں کروں گا۔"

بزرگ عامل نے کہا۔

"میں تمہیں صرف ایک شرط پر چھوڑ سکتا ہوں کہ تم بدرُوح چڑیل کجلی کو ابھی اسی وقت جا کر قتل کر دو اور اس کا سر کاٹ کر میرے سامنے لاؤ...... یاد رکھو...... میں تمہیں دیکھ رہا ہوں گا...... اگر فرار ہونے کا خیال بھی تمہارے دل میں آیا تو اسی وقت میں تمہیں جلا کر راکھ کر دوں گا۔"

مہاچنڈال نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"شاہ جی! بدرُوح چڑیل کجلی کو ہلاک کرنا میرے بس میں نہیں ہے...... میں اگر دوسرے جنم میں بھی آ جاؤں تب بھی اسے ہلاک نہیں کر سکتا...... میں آپ کو یہ بتا سکتا ہوں کہ بدرُوح چڑیل کی جان کس میں ہے اور وہ کہاں بسیرا کرتی ہے۔"

بزرگ عامل سمجھ گیا تھا کہ مہاچنڈال کی طاقت اتنی نہیں ہے کہ وہ بدرُوح چڑیل پر ہاتھ ڈال سکے...... اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے...... تم یہی بتا دو کہ بدرُوح چڑیل کی جان کس میں ہے اور وہ کہاں رہتی ہے۔"

مہاچنڈال بولا۔

"بدرُوح چڑیل کجلی کی جان اس کے اپنے اندر ہی ہے...... وہ اپنے طلسمی پتلے کو کھا گئی ہے...... اپنے پتلے کو کھا جانے کے بعد اس میں اتنی طاقت آ گئی ہے کہ اب اسے دُنیا کی کوئی طاقت ہلاک نہیں کر سکتی۔"

بزرگ عامل نے کہا۔

"تم یہ بتاؤ کہ وہ کہاں رہتی ہے۔"

مہاچنڈال نے کہا۔

"اس وقت وہ پاتال کے چوتھے حلقے میں زمین کے اندر ایک ایسے غار میں ہے جس کی حفاظت چار اژدھے کر رہے ہیں...... میں نے آپ کے حکم کے مطابق سچ سچ بتا دیا ہے...... اب میری جان بخشی کریں اور مجھے جانے دیں۔"

بزرگ عامل کے جلالی چہرے پر گہری سوچ تھی...... انہوں نے کہا۔

"تم شیطانی بدرُوح ہو اور خلق خدا کی دشمن ہو...... تمہیں جہنم رسید کرنا کار ثواب ہو گا۔"

بزرگ عامل نے یہ کہہ کر کچھ پڑھ کر پھونکا...... مہا چنڈال کے ڈراؤنے چہرے کو اسی لمحے آگ لگ گئی...... اس کا چہرہ شعلوں میں تبدیل ہو گیا اور اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں...... دیکھتے دیکھتے مہا چنڈال جل کر راکھ ہو گیا...... رُخسانہ سہمی ہوئی نظروں سے یہ سارا ڈراؤنا منظر دیکھ رہی تھی...... بزرگ عامل نے کہا۔

"اس بدرُوح سے تو بنی نوع انسان کو نجات مل گئی ہے...... اب بدرُوح چڑیل کا کام تمام کرنا باقی ہے، مگر سب سے پہلے ہمیں عمران کو ہوش میں لانا ہے۔"

بزرگ عامل بے ہوش عمران کے پاس بیٹھ گئے...... انہوں نے پانچ بار کلمہ پاک پڑھ کر عمران کے چہرے پر پھونک ماری تو عمران نے آنکھیں کھول دیں...... اس نے رُخسانہ اور بزرگ عامل کو دیکھا تو اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

"میں کہاں ہوں؟"

بزرگ عامل نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں عمران بیٹا! اللہ کے حکم سے تمہیں بدرُوحوں کے چنگل سے نجات مل گئی ہے۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"شاہ جی ٹھیک فرما رہے ہیں...... عمران! خدا کا شکر ہے کہ جو بدرُوح تمہیں چمٹی ہوئی تھی وہ جل کر بھسم ہو چکی ہے۔"

عمران نے کلمہ شریف پڑھ کر خدا کا شکر ادا کیا...... رُخسانہ نے اسے چائے پیالی میں ڈال کر دی اور سارے واقعات بیان کئے...... عمران بزرگ عامل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے کچھ ہوش نہیں تھا...... صرف اتنا یاد ہے کہ بدرُوح چڑیل کجلی نے مجھے ایک بوتل میں بند کر دیا تھا...... اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا تھا...... وہ ضرور مجھ پر حملہ کرے گی...... مجھے خطرہ ہے۔"

بزرگ عامل نے اپنے سبز کرتے کی جیب میں سے اللہ کے پاک نام والا تعویذ نکال کر عمران کے بازو پر باندھتے ہوئے کہا۔

"اب وہ تمہارے سائے سے بھی دُور بھاگے گی۔"

عمران بولا۔

"لیکن شاہ جی جب تک یہ بدرُوح چڑیل زندہ ہے وہ میرے سر پر تلوار بن کر لٹکتی رہے گی۔"

بزرگ عامل نے فرمایا۔

"فکر نہ کرو...... میں نے اللہ کے حکم سے فیصلہ کر لیا ہے کہ خلق خدا کو اس بدرُوح کے عذاب سے نجات دلا کر ہی رہوں گا...... چلو...... اب گھر چلو۔"

بزرگ عامل نے عمران کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"اللہ جل شانہ، نے تیری غلطیوں کو معاف کر دیا ہے...... لیکن اب تیرا فرض ہے کہ آئندہ کبھی ایسی غلطی نہ کرنا جو تم سے سرزد ہوئی تھی...... اپنے دل میں کبھی شیطانی خیالات کو داخل نہ ہونے دینا...... باقاعدگی سے پانچ وقت نماز ادا کرتے رہنا...... خدا تمہاری حفاظت فرمائے گا۔"

بزرگ عامل شاہ جی کی باتوں سے عمران نے اپنے اندر ایک نئی رُوحانی طاقت بیدار ہوتے محسوس کی...... اس نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا اور فیصلہ کیا کہ وہ کبھی

شیطان کو اپنے اوپر غالب نہیں ہونے دے گا اور باقاعدگی سے نماز ادا کرے گا اور ہر وقت خدا کی یاد کو اپنے دل سے لگا کر رکھے گا...... وہ رُخسانہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا...... بزرگ عامل نے کہا۔

"تم لوگ اپنے اپنے گھر جاؤ...... مجھے تھوڑی سی مہلت دو کہ میں بدرُوح چڑیل کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے بارے میں غور کر سکوں۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"شاہ جی! آپ بھی گاڑی میں بیٹھ جائیں...... میں آپ کو آپ کے مکان پر چھوڑ دوں گی۔"

بزرگ عامل نے فرمایا۔

"تم جاؤ بیٹی! میں خود ہی آجاؤں گا۔"

یہ کہہ کر بزرگ عامل دریا کے پُل کی جانب چل پڑے...... رُخسانہ نے گاڑی سٹارٹ کی اور دوسری طرف روانہ ہوگئی...... عمران نے کہا۔

"مجھے کیا ہو گیا تھا رُخسانہ؟ میں بدرُوح کے قبضے میں آنے کے بعد کیا کرتا رہا ہوں؟ مجھ سے کوئی ناشائستہ حرکت تو سرزد نہیں ہوئی؟"

رُخسانہ بولی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہوئی عمران! خدا کا شکر ہے کہ اس بلا سے تمہارا پیچھا چھوٹا...... گھر چلو...... میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی۔"

اور ان کی گاڑی شہر کی طرف جانے والی سڑک پر آگئی۔

اس وقت بدرُوح چڑیل پاتال کے چوتھے حلقے میں اپنے غار میں مہارا کھشش کی سیاہ مورتی کے سامنے بیٹھی اس کی پوجا کر رہی تھی...... مہارا کھشش کی مورتی کے آگے سر جھکا کر بولی۔

"تیری سرشول کے خونی خنجر جب تک میرے پاس ہیں میں اس وقت تک تیری

پوجا کرنے والوں، تیرے دشمنوں کے سینے چیر کر ان کے دل نکال کر چباتی رہوں گی...... چاند گرہن کے نشانوں والا میرا دشمن نمبر ایک تو پہلے ہی سے میرے قابو میں ہے...... میں نے اس کے جسم میں مہاچنڈال کی نرگ آتما (دوزخی بدرُوح) کو داخل کر کے اسے اپنی دوسری دشمن رُخسانہ کا کلیجہ نکالنے کے لئے بھیج دیا ہے۔"

عین اس وقت مہارا کھشش کی کالی مورتی پر ایک دل ہلا دینے والی کڑک کے ساتھ بجلی چمکی اور مہارا کھشش کی مورتی نے غضبناک ہو کر کہا۔

"کجلی! تیرے دونوں دشمن تیرے ہاتھ سے نکل چکے ہیں...... مہاچنڈال کی نرگ آتما کو بزرگ عامل نے جلا کر بھسم کر دیا ہے اور یہ تینوں عمران، اس کی منگیتر اور بزرگ عامل تجھے اور تیرے ساتھ مجھے نرگ (جہنم) کی آگ میں پھینکنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"

یہ سن کر بدرُوح چڑیل کی خونی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے...... وہ تڑپ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور دونوں سیاہ بازو پھیلا کر حلق سے ایسی آواز نکالی جیسے آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا ہو۔

"مہارا کھشش! میرے گورودیو! یہ نہیں ہو سکتا۔"

مہارا کھشش کی آواز گونجی۔

"ایسا ہو چکا ہے کجلی! اب تیری اور میری دوسری موت منہ کھولے ہماری طرف بڑھ رہی ہے...... تم خوب جانتی ہو کہ ہماری دوسری موت کے بعد ہمارا ٹھکانہ نرگ (جہنم) کے شعلے ہوں گے جہاں ہم جنم جنم تک جلتے رہیں گے۔"

بدرُوح چڑیل نے اپنے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"میں ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی...... سب سے پہلے میں بزرگ عامل کا کلیجہ نکالوں گی۔"

مہارا کھشش کی مورتی نے کہا۔

"ہمارے پاس شیطانی دیوتاؤں کی طاقت ہے...... بزرگ عامل کے پاس خدا کی طاقت ہے...... ہم خدا کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

بدروح چڑیل طیش اور غصے میں آگ بگولا ہو رہی تھی...... چیخ کر بولی۔

"میں بزرگ عامل کو ختم کر کے دم لوں گی...... میں نرگ کے دیوتا شکتی وان کی شکتی سے سب سے پہلے بزرگ عامل کا کلیجہ نکال کر چبا جاؤں گی۔"

بدروح چڑیل آپے سے باہر ہو رہی تھی...... وہ اندھیری چھت کی طرف منہ اُٹھا کر چلائی۔

"نرگ واسی شکتی وان! مجھے اپنی شکتی دے کہ میں اپنے اور تمہارے دشمنوں کو موت کی نیند سلا دوں۔"

بدروح چڑیل زخمی ہاتھی کی طرح چنگھاڑی اور غائب ہو گئی...... غائب ہونے کے بعد جیسے ہی وہ رات کی تاریکی میں زمین سے باہر نکلی تو اسے نرگ واسی شکتی وان دیوتا کی آواز آئی۔

"پگلی! جان بوجھ کر موت کے منہ میں نہ جا...... تو بزرگ عامل کی ربی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔"

بدروح چڑیل نے کہا۔

"میرے دیوتا! مجھے اپنی شکتی دے کہ میں تیرے دشمنوں کو ختم کر سکوں۔"

شکتی دیوتا کی آواز آئی۔

"یہاں میری شکتی بھی تیرے کسی کام نہیں آ سکتی...... اپنی جان بچانے کی فکر کر اور پاتال کے سب سے نچلے غار میں جا کر چھپ جا...... ورنہ ماری جائے گی۔"

بدروح چڑیل نے چلا کر کہا۔

"میں اپنے دشمنوں کو ختم کر کے ہی چھوڑوں گی۔"

شکتی دیوتا کی اس کے بعد آواز سنائی نہ دی...... وہ خود اپنی جان بچا کر وہاں سے

فرار ہو چکا تھا...... بدروح چڑیل غضبناک آوازیں نکالتی ہوا میں لڑتی ہوئی عمران کے بنگلے پر آئی...... اس نے بنگلے کے اوپر گدھ کی طرح ایک چکر لگایا اور جیسے ہی نیچے کی طرف غوطہ لگا کر عمران کے بیڈ روم میں داخل ہو کر اس کا کلیجہ نکال کر کھا جائے کہ اسے نیچے سے ایک ایسا جھٹکا لگا کہ وہ فضا میں کئی فٹ اُوپر کو اُچھل گئی...... یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ عمران اپنی حقیقی حالت میں واپس آ چکا ہے اور تعویذ اس کی حفاظت کر رہا ہے...... دوسری بار حملہ کرنے کی بدروح چڑیل کی ہمت نہ پڑی...... وہاں سے وہ اُڑ کر رخسانہ کے مکان پر آ گئی...... یہاں بھی جب اس نے اس کے بیڈ روم میں گھسنے کی کوشش کی تو ایک زبردست جھٹکے نے اسے اُٹھا کر دُور پھینک دیا...... وہ زخمی ناگن کی طرح پیچ و تاب کھاتی اُٹھی اور چیخیں مارتی غائب ہو گئی۔

بدروح چڑیل کو ہر طرف سے شکست ہو رہی تھی...... اسے اپنے دشمنوں سے موت کا سامنا تھا...... وہ کسی بھی وقت اسے ہلاک کر سکتے تھے...... بدروح چڑیل کے دل و دماغ میں انتقام اور انسانوں سے نفرت کی آگ بھڑک اُٹھی تھی...... وہ کسی بھی انسان کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی...... اس نے نفرت اور انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے انسانوں پر دیوانہ وار حملے شروع کر دیئے...... پہلے وہ صرف اپنی بھوک مٹانے کے لئے انسانوں کو اپنا شکار بناتی تھی اب وہ اپنی بھوک مٹانے کے لئے بھی انسانوں پر حملے کرتی اور محض انسانوں کو ہلاک کرنے کی خاطر بھی ان پر حملہ آور ہوتی اور دیکھتے دیکھتے انہیں ہڈیوں کے پنجر بنا کر پھینک دیتی۔

شہروں میں ہاہاکار مچ گئی...... لوگ گھربار چھوڑ کر دوسرے شہروں اور دیہات کا رُخ کرنے لگے...... رات کے وقت شہروں میں پولیس کے مسلح دستے گشت کرنے لگے، لیکن پولیس کے اہل کار بھی غائب ہونا شروع ہو گئے...... ان حالات کو دیکھ کر رُخسانہ اور خاص طور پر عمران سخت پریشان تھے...... عمران اس لئے زیادہ پریشان تھا کہ یہ سب کچھ بڑی حد تک اس کی وجہ سے ہو رہا تھا...... اگر وہ اس بدروح چڑیل کا صندوق

کھول کر اسے آزاد نہ کرتا تو آج خلق خدا اس کے ہاتھوں اس بے دردی سے ہلاک نہ ہوتی...... وہ بزرگ عامل کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ بدرُوح چڑیل نے قیامت برپا کر رکھی ہے...... اگر اس کو ہلاک نہ کیا گیا تو شہر میں ایک بھی زندہ انسان نہیں بچے گا...... بزرگ عامل خود فکرمند تھے، کہنے لگے۔

”یہ بدرُوح سب کچھ غیبی حالت میں کرتی ہے...... وہ کسی کو نظر نہیں آتی...... اگر وہ نظر آجائے تو میں اپنے عمل سے اسے بھسم کر سکتا ہوں...... میرے عمل کے لئے بدرُوح کا دکھائی دینا ضروری ہے، اس کے باوجود میں نے سینکڑوں کی تعداد میں اللہ کے پاک نام کے تعویذ لکھ کر لوگوں میں تقسیم کروا دیئے ہیں تاکہ بدرُوح چڑیل سے محفوظ رہیں۔“

عمران نے کہا۔

”یہ کافی نہیں ہے...... ہمیں کچھ اور علاج تلاش کرنا ہو گا۔“

مگر اس مصیبت کا علاج عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا...... رُخسانہ بھی ان حالات میں سخت پریشان ہو رہی تھی...... بدرُوح چڑیل ہر رات آدمیوں کا بے دریغ خون کر رہی تھی...... دن کے وقت شہروں اور دیہات میں جگہ جگہ انسانوں کے پنجر پڑے ہوئے ملتے تھے...... عمران رات کو دیر تک سوچتا رہا کہ اس بدرُوح چڑیل کے عذاب سے انسانوں کو کیسے نجات دلائی جا سکتی ہے...... اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا...... وہ پلنگ پر بیٹھا جاگ رہا تھا...... اسے نیند نہیں آ رہی تھی...... اس کا ضمیر اسے کچوکے لگا رہا تھا کہ یہ سارا ظلم اس کی وجہ سے ہو رہا ہے...... اس وقت رات کے دو بج چکے تھے۔

اچانک عمران کے بیڈ روم کی بند کھڑکی کے آگے جادوگرنی مارا کی کھوپڑی نمودار ہوئی...... عمران کچھ خوف اور کچھ حیرت کے ساتھ کھوپڑی کو تکنے لگا...... پھر اس نے اسے پہچان لیا...... یہ اسی جادوگرنی کی لاش کی کھوپڑی تھی جس نے آسیبی کھنڈر میں اس

نت عمران کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے روکا تھا، جب وہ بدرُوح چڑیل کا طلسمی پتلا نکالنے لگا تھا...... جادوگرنی مارا کی کھوپڑی نے کہا۔

”عمران! میں جانتی ہوں تم کیوں پریشان ہو...... تمہیں پریشان ہونا بھی چاہئے، یونکہ بدرُوح چڑیل نے انسانوں پر جو تباہی نازل کر رکھی ہے اس کی ذمے داری تم پر بھی آتی ہے۔“

عمران نے کہا۔

”میں اس ذمے داری کو قبول کرتا ہوں...... مجھے بتاؤ کہ میں خلق خدا کو اس چڑیل سے چھٹکارا دلانے کے لئے کیا کر سکتا ہوں...... میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔“

جادوگرنی مارا نے کہا۔

”عمران! تم بھول گئے ہو کہ اس وقت دُنیا میں صرف تم ہی ایک ایسے انسان ہو جو اس بدرُوح چڑیل کو موت کی نیند سلا کر انسانوں کی زندگیاں بچا سکتے ہو۔“

”مگر میں کیا کر سکتا ہوں؟“ عمران نے پوچھا۔

جادوگرنی مارا نے کہا۔

”صرف تم واحد وہ انسان ہو جسے بدرُوح چڑیل غیبی حالت میں بھی نظر آجاتی ہے۔“

”ہاں...... یہ تو ہے...... میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔“ عمران بولا۔

جادوگرنی مارا نے کہا۔

”چونکہ تمہیں بدرُوح چڑیل نظر آجاتی ہے اس لئے تم بزرگ عامل کا دیا ہوا کوئی ل پڑھ کر اس پر پھونک کر اسے ہلاک کر سکتے ہو۔“

عمران بولا۔

”لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ بدرُوح چڑیل میرے اتنا قریب ہو کہ میری ہونک اس کے جسم کو چھو سکے، مگر میرے بازو کے تعویذ کی وجہ سے تو بدرُوح چڑیل

کبھی میرے قریب نہیں آئے گی، مجھ سے بہت دُور دُور رہے گی...... آخر اس کو میری طرف سے اپنی جان کا بھی تو خطرہ ہے۔"

جادُوگرنی مارا خاموش ہو گئی...... عمران بھی انتہائی مایوسی کے عالم میں بستر پر سر جھکائے بیٹھا رہا...... کچھ دیر کے بعد جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"پھر اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔"

"وہ کیا؟" عمران نے سر اُٹھاتے ہوئے پوچھا۔

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"تمہیں اس تعویذ کو اتار کر بدرُوح چڑیل کے سامنے جانا ہو گا جو تعویذ تمہاری حفاظت کر رہا ہے۔"

عمران مارا جادُوگرنی کی کھوپڑی کی طرف تکنے لگا...... بولا۔

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"میرا مطلب بالکل صاف ہے...... تم تعویذ اتار کر بدرُوح چڑیل کے سامنے جاؤ گے...... بدرُوح چڑیل کو فوراً علم ہو جائے گا کہ تمہارے بازو پر وہ تعویذ نہیں ہے جو اسے جلا سکتا ہے، چنانچہ وہ غضبناک ہو کر فوراً تم پر حملہ کرے گی...... اس طرح وہ خود تمہارے جال میں آ جائے گی۔"

عمران بولا۔

"لیکن وہ تو مجھے ایک سیکنڈ میں موت کے گھاٹ اتار دے گی۔"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"تم پھر بھول گئے ہو کہ تمہارے بازو پر چاند گرہن کے دو نشان قدرت کی طرف سے بنا دیئے گئے ہیں...... ان کی وجہ سے بدرُوح چڑیل تمہیں ہلاک نہیں کر سکے گی۔"

عمران نے کہا۔

"لیکن وہ مجھے زمین کے اندر زندہ دفن تو کر سکتی ہے اور یہ حالت موت سے بدتر ہو گی۔"

جادُوگرنی مارا کہنے لگی۔

"تمہیں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنے اور خلق خدا کی بھلائی کی خاطر یہ خطرہ مول لینا ہی پڑے گا کیا تم بھول گئے ہو کہ بدرُوح چڑیل کی ان تباہ کاریوں میں تمہارا بھی ہاتھ ہے۔"

"بالکل نہیں بھولا۔" عمران نے کہا...... "یہ احساس تو مجھے ہر لمحے بے چین رکھتا ہے۔"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"تو پھر بہادری اور جرات مندی سے کام لو اور اپنی لائی ہوئی مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کرو اور خدا کے حضور سرخرو ہو جاؤ۔"

عمران سر جھکا کر خاموش ہو گیا...... وہ ایسا کرنا بھی چاہتا تھا، لیکن ایسا کرتے ہوئے اسے کچھ خوف کا بھی احساس ہو رہا تھا...... ایسا محض انسانی کمزوری کی وجہ سے تھا...... جادُوگرنی مارا کہنے لگی۔

"تم تعویذ اتارنے کے بعد بزرگ عامل سے خاص عمل لے کر بدرُوح چڑیل کے سامنے جاؤ گے اور جب وہ تمہیں نہتا دیکھ کر تم پر حملہ کرے گی تو تم بزرگ عامل کا عمل پڑھ کر اس پر پھونکو گے...... مجھے یقین ہے کہ بزرگ عامل کے عمل سے بدرُوح چڑیل کبھی زندہ نہیں بچے گی۔"

عمران نے سر اُٹھا کر پورے جذبے کے ساتھ کہا۔

"مارا! میں ایسا ہی کروں گا...... اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرتے ہوئے اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے اگر مجھے ہمیشہ کے لئے زمین میں زندہ دفن بھی ہونا پڑے تو

میں اسے قبول کرلوں گا۔"

جاؤ گرنی مارا بولی۔

"مجھے تم سے یہی اُمید تھی...... عمران! تم مسلمان ہو...... تم خوش نصیب ہو کہ مسلمان پیدا ہوئے ہو...... ایک خدا، ایک رسول ﷺ اور ایک کتاب کو ماننے والے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان کی صورت میں ایسی طاقت رکھ دی جاتی ہے کہ اس کے سامنے کفر کی بڑی سے بڑی طاقتیں بھی نہیں ٹھہر سکتیں...... میں بت پرست تھی...... کافروں کے گھر میں پیدا ہوئی تھی...... مجھے معلوم ہے کہ دُنیا کے بت خانوں کی مورتیوں پر اور ان کے درودیوار پر اسلام کا نام سنتے ہی لرزہ طاری ہو جاتا ہے...... میں تمہیں یقین کے ساتھ کہتی ہوں کہ اگر آج بھی دلوں میں اسلام کا سچا جذبہ موجزن ہو تو تمہارے صرف ایک بار کلمہ پڑھنے سے بت خانوں کے بڑے بڑے دیوتاؤں کے بت ٹوٹ کر پاش پاش ہو سکتے ہیں...... عمران! اگر تمہارے دل میں ایمان کی طاقت زندہ و پائندہ ہے تو پھر یقین کرو کہ تم اپنے بازو سے تعویذ اتار بھی دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا...... نیک عمل، سچائی اور خدا اور اس کے رسول ﷺ پر سچے دل سے ایمان...... اس سے زیادہ طاقتور اور کوئی تعویذ نہیں ہے...... یہ وہ تعویذ ہے جو ایک سچے مسلمان کو تمام تعویذوں سے بے نیاز کر دیتا ہے، کیونکہ پھر خدا خود اس سچے مسلمان کی حفاظت کرتا ہے اور جس کی خدا حفاظت کرے اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

عمران حیرت کے ساتھ جاؤ گرنی مارا کی باتیں سن رہا تھا...... اس کی باتیں عمران کے اندر اس کے جذبہ ایمان کو مزید طاقت دے رہی ہیں...... اس نے جاؤ گرنی مارا سے کہا۔

"تم ایک سچے مسلمان کی طرح باتیں کر رہی ہو۔"

مارا کہنے لگی۔

"یہی میری زندگی کی سب سے بڑی بدنصیبی ہے کہ میں اسلام کے نور سے محروم رہی اور بت پرستوں کے گھر میں پیدا ہوئی...... میں ایک کافر کے گھر پیدا ہونے اور خود بتوں کی پوجا کرنے کی وجہ سے بدرُوح بن کر سزا ضرور بھگت رہی ہوں لیکن میں نے کبھی کسی انسان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا، بلکہ کوشش کرتی ہوں کہ مجھ سے انسانوں کی بھلائی کا کوئی کام ہو جائے۔"

عمران نے کہا۔

"میں تمہارے اس اچھے کردار کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

جاؤ گرنی مارا بولی۔

"میری تعریف کو چھوڑو اور بدرُوح چڑیل کے بارے میں سوچو۔"

عمران کہنے لگا۔

"وہ تو میں نے دل میں طے کر لیا ہے جیسے تم نے کہا ہے میں ویسے ہی کروں گا اور اس دفعہ اللہ کا نام لے کر اور اللہ کی عطا کی ہوئی ایمان کی طاقت کے ساتھ میں تعویذ باندھے بغیر اس کے سامنے جاؤں گا اور اللہ کے حکم سے اسے ختم کر کے ہی واپس آؤں گا۔" جاؤ گرنی مارا نے کہا۔

"میں تمہیں ابھی سے بتا دیتی ہوں کہ کیا ہو گا، جب تم بدرُوح چڑیل کے آس پاس پہنچو گے تو اس کو فوراً پتہ چل جائے گا اور جب اسے یہ علم ہو گا کہ تمہارے ساتھ وہ خاص تعویذ نہیں ہے تو وہ خود تم پر حملہ کرے گی...... تمہیں اس وقت بالکل نہیں ڈرنا...... اپنے دل کو مضبوط رکھنا ہے...... خدا پر یقین رکھنا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہاری حفاظت کر رہا ہے...... جیسے ہی بدرُوح چڑیل تمہارے قریب آئے تمہیں خود اس کے ساتھ چمٹ جانا ہے...... اس وقت بدرُوح چڑیل کی وہی حالت ہو گی جو نور کے سامنے آ کر اندھیرے کی ہوتی ہے...... اس پر لرزہ طاری ہو جائے گا اور اس کے جسم کو آگ لگ جائے گی، یہ آگ تمہیں کچھ نہیں کہے گی، لیکن تم اسی وقت اسے دھکا

دے کر چھوڑ دو گے...... پھر جو کچھ ہو گا اسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔"

عمران بولا۔

"میں اس مہم پر جانے کے لئے تیار ہوں، مگر مجھے یہ کیسے علم ہو گا کہ بدرُوح چڑیل کس وقت کہاں ہوتی ہے۔"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"یہ میں تمہیں بتادوں گی...... تم اب سو جاؤ میں کل رات کو آؤں گی...... بدرُوح چڑیل رات کو ہی نکلتی ہے...... میں اس کا کھوج لگا کر آؤں گی۔"

جادُوگرنی مارا غائب ہو گئی...... اس کے جانے کے بعد عمران کو ایسے لگا جیسے اس کے دل شک شبے کی میل کچیل سے پاک ہو گیا ہے اور وہ ایک سچا مسلمان بن چکا ہے جس کے سینے میں ایمان کا جذبہ پہلے سے کئی گنا طاقتور ہو کر بیدار ہو گیا ہے اور وہ ایک بدرُوح چڑیل تو کیا، کفر کے سب سے بڑے دیوتا کے بت کو اللہ کے پاک نام کی ایک ضرب سے پاش پاش کر سکتا ہے۔

اس رات عمران کو بڑی گہری نیند آئی۔

اگلے دن اس نے جادُوگرنی مارا سے اپنی ملاقات کا سارا حال رُخسانہ کو سنا دیا۔ رُخسانہ اسے لے کر سیدھی بزرگ عامل کے پاس آ گئی، عمران نے بزرگ عامل کو بھی جادُوگرنی مارا کی ساری باتیں اور اس کا منصوبہ بیان کر دیا...... بزرگ عامل نے سب کچھ سن کر فرمایا۔

"اس عورت کے بتائے ہوئے منصوبے پر عمل کرنے سے ہی بدرُوح چڑیل کا خاتمہ ہو سکتا ہے، مگر عمران بیٹے! یہ بڑا دل گردے کا کام ہے...... کیا تم بغیر تعویذ کے تحفظ کے بدرُوح چڑیل کے سامنے جا سکو گے؟"

عمران نے کہا۔

"شاہ جی! اگر اس وقت بھی بدرُوح چڑیل میرے سامنے آ جائے تو میں اسی لمحے

اپنے بازو کا تعویذ آپ کے حوالے کر کے اس سے ٹکر لینے کو تیار ہوں، کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ خدا میری حفاظت کر رہا ہے اور کفر و آسیب کی بڑی سے بڑی اندھی طاقتور سے طاقتور طوفان بھی مجھے اپنے قدموں سے نہیں ہلا سکتا۔"

"جزاک اللہ۔" بزرگ عامل نے بے اختیار فرمایا...... "عمران! مجھے بھی یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو اس بدرُوح چڑیل سے نجات دلانے اور اس کا خاتمہ کرنے کیلئے تمہیں چن لیا ہے۔ جاؤ...... میری دعائیں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی...... اللہ تمہاری حفاظت فرمائے۔"

"آمین" عمران نے اپنی انگلیاں چوم کر انہیں آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا......

اس کے بعد وہ دونوں بزرگ عامل کو سلام کر کے واپس آ گئے...... راستے میں رُخسانہ نے عمران سے کہا۔

"جادُوگرنی مارا نے کس وقت آنے کو کہا تھا۔"

عمران بولا۔

"اس نے آج رات کسی وقت آنے کے لئے کہا تھا...... وہی آ کر بتائے گی کہ بدرُوح چڑیل کہاں ہے۔"

رُخسانہ خاموش ہو گئی...... اسے عمران کے بارے میں اندر ہی اندر تشویش لگی تھی کہ وہ تعویذ کے بغیر جا رہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بدرُوح چڑیل اس پر غالب آ جائے...... اس کے بعد جو کچھ ہو گا رُخسانہ اسکے تصور ہی سے خوفزدہ تھی...... مگر وہ اپنی پریشانی کا اظہار عمران سے نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ عمران بدرُوح چڑیل سے ٹکر لینے کا فیصلہ کر چکا تھا اور اسے پریشان دیکھ کر عمران کا ارادہ متزلزل ہو سکتا تھا۔

وہ کہنے لگی۔

"میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔"

عمران نے کہا۔

"تم آدھی رات کو میرے ساتھ کہاں جاؤ گی...... گھر والوں کو کیا کہو گی کہ تم کہاں جا رہی ہو۔"

رُخسانہ نے کہا۔

"عمران! میں کسی حالت میں بھی تمہیں اکیلے نہیں جانے دوں گی...... میں گھر میں کہہ دوں گی کہ آج رات میں عمران کی ممی کے پاس رہوں گی، کیونکہ مجھے عمران کے ساتھ کالج کا ضروری ہوم ورک کرنا ہے...... بہر حال یہ تم مجھ پر چھوڑ دو...... میں تمہارے گھر شام ہوتے ہی آجاؤں گی۔"

عمران جانتا تھا کہ رُخسانہ اسے اس مہم پر اکیلا نہیں جانے دے گی، چنانچہ وہ خاموش ہو گیا۔

شام ہو چکی تھی جب رُخسانہ گاڑی میں عمران کی کوٹھی پہنچ گئی...... دونوں نے اکٹھے چائے پی...... عمران کی ممی اور ڈیڈی بھی موجود تھے...... عمران نے انہیں یہی بتایا کہ رُخسانہ کو امتحانوں کے سلسلے میں اس کے ساتھ مل کر ضروری ہوم ورک کرنا ہے...... رات کا کھانا کھانے کے بعد رُخسانہ عمران کے کمرے میں آگئی...... دونوں یونہی کالج کے نوٹس اور کتابیں نکال کر کام کرنے بیٹھ گئے...... رات گزرتی جا رہی تھی...... رُخسانہ کہنے لگی۔

"خدا کرے کہ جادُوگرنی مارا آجائے...... جو کچھ ہونا ہے آج ہی ہو جائے...... مجھے بڑا غم لگا ہوا ہے۔"

عمران بولا۔

"رُخسانہ! ہر قسم کے غم اور اندیشوں کو ذہن سے نکال دو اور خدا پر بھروسہ رکھو...... اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرے گا، کیونکہ میں انسانیت کی بھلائی کے لئے اس مہم پر جا رہا ہوں۔"

بیڈ روم کا کلاک رات کے سوا بارہ بجا رہا تھا کہ بیڈ رُوم کی بند کھڑکی کے پردے

لہرانے لگے...... کمرے میں سرد ہوا چلنے لگی...... عمران نے کہا۔

"مارا آرہی ہے۔"

بیڈ روم میں صرف ٹیبل لیمپ روشن تھا...... عمران اور رُخسانہ چھوٹی میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھے تھے...... اتنے میں سرد ہوا چلنی بند ہو گئی اور پھر بند کھڑکی کے پاس جادُوگرنی مارا کی کھوپڑی نمودار ہوئی...... عمران سے صبر نہ ہو سکا...... اس نے پوچھا۔

"بدرُوح چڑیل کا پتہ چلا؟"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"بدرُوح چڑیل اس وقت شہر کے جنوبی قبرستان میں کل اور آج کے دفن شدہ مردوں کو قبروں سے نکال کر اپنے پیٹ کی آگ بجھا رہی ہے...... وہ زندہ انسانوں کو شکار کرنے کے لئے کسی گھر میں داخل نہیں ہو سکی، کیونکہ ہر گھر کے دروازے پر اللہ کا پاک نام لکھا ہوا ہے۔"

عمران بولا۔

"ہمیں وہاں لے چلو۔"

جادُوگرنی مارا نے پوچھا۔

"کیا رُخسانہ بھی تمہارے ساتھ جائے گی۔"

رُخسانہ بولی۔

"مجھ سے پیچھے نہیں رہا جائے گا...... میں عمران کے ساتھ ہی جاؤں گی...... فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں...... میں نے بازو پر تعویذ باندھا ہوا ہے۔"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"پھر بھی تمہیں بدرُوح چڑیل کے قریب نہیں جانا ہوگا...... تم میرے ساتھ فاصلے پر کھڑی رہو گی۔"

عمران نے آستین چڑھانے کے بعد اپنا تعویذ اتار کر اسے چوما اور اسے الماری

کے اوپر والے خانے میں بڑے احترام کے ساتھ رکھ دیا...... اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر خدا سے دعا مانگی۔

"یا اللہ پاک! تو میرے دل کا حال جانتا ہے...... میں اپنے گناہ کی بخشش اور بنی نوع انسان کی زندگیاں بچانے کی خاطر اس مہم پر جا رہا ہوں...... میرے گناہ معاف فرما دینا اور میری حفاظت فرمانا...... آمین!"

عمران نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے اور مارا سے کہا۔

"میں اور رُخسانہ گاڑی میں ہوں گے...... تم ہماری رہنمائی کرو گی۔"

جادُوگرنی مارا نے کہا۔

"تم دونوں گاڑی لے کر بڑی سڑک پر آؤ میں تمہیں وہیں ملوں گی۔"

جادُوگرنی مارا غائب ہوگئی...... گھر کے سب لوگ گہری نیند سو رہے تھے......
رُخسانہ اور عمران بڑی خاموشی اور احتیاط کے ساتھ کوٹھی کے گیٹ سے باہر نکل آئے...... رُخسانہ نے اپنی گاڑی باہر ہی کھڑی کی ہوئی تھی...... وہ گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف چل پڑی...... بڑی سڑک پر آکر رُخسانہ نے گاڑی کھڑی کردی...... اسی لمحے گاڑی کے سامنے والے شیشے میں جادُوگرنی مارا کی کھوپڑی نمودار ہوئی...... اس نے عمران سے کہا۔

"شہر کے جنوبی قبرستان کی طرف آجاؤ۔"

یہ کہہ کر جادُوگرنی کی کھوپڑی غائب ہوگئی۔

رُخسانہ نے گاڑی کا رُخ جنوبی قبرستان کی طرف کردیا...... سرد ٹھٹھرتی رات میں شہر کی سڑکیں سنسان پڑی تھیں...... رُخسانہ نے گاڑی کی رفتار تیز رکھی ہوئی تھی...... عمران اس کے پاس ہی بیٹھا دل میں کلمہ پاک کا ورد کر رہا تھا...... اس وقت عمران کو اپنے اوپر ایک ایسے شکاری کا گمان ہو رہا تھا جو بندوق ہاتھوں میں لئے بغیر آدم خور شیر کے سامنے جا رہا ہو، لیکن عمران کے دل میں ایک ایسی طاقت بیدار ہو چکی تھی جس کا مقابلہ

دُنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی تھی...... یہ خدا پر یقین اور ایمان کامل کی ناقابل شکست قوت تھی...... عمران نے اپنے آپ کو اتنا طاقتور اور اتنا محفوظ پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا...... سچ ہے، اگر مسلمان اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلے تو پھر اس کے دل میں نہ کوئی خوف رہتا ہے اور نہ کوئی ڈر رہتا ہے۔

دُور سے قبرستان کے جھکے ہوئے خاموش درختوں کے خاکے اندھیرے میں نظر آنے لگے...... جادُوگرنی مارا نے گاڑی کے شیشے میں نمودار ہو کر کہا۔

"گاڑی قبرستان کی پچھلی دیوار کے پاس کھڑی کردو اور خاموشی سے باہر نکل کر قبرستان کے پچھلے دروازے کے پاس آجاؤ۔"

رُخسانہ نے گاڑی کو قبرستان کے عقب کی طرف موڑ دیا اور پھر اسے آہستہ آہستہ چلاتے ہوئے قبرستان کی دیوار کے پاس کھڑی کردی...... عمران خاموش تھا، کیونکہ وہ مسلسل کلمہ پاک کا ورد کر رہا تھا۔

رُخسانہ نے سرگوشی میں کہا۔

"عمران! تم ٹھیک ہوناں؟"

عمران نے سرگوشی میں ہی جواب دیا۔

"خدا ہمارے ساتھ ہے۔"

وہ گاڑی سے باہر نکل آئے اور قبرستان کے پچھلے شکستہ گیٹ کے پاس آکر رُک گئے...... قبرستان پر عبرت انگیز سناٹا چھایا ہوا تھا...... قبروں پر دھند کی پتلی چادر سی پھیلی ہوئی تھی...... جادُوگرنی مارا کی سرگوشی سنائی دی۔

"دائیں جانب والی قبروں کی آڑ لے کر آہستہ آہستہ آگے بڑھو۔"

عمران آگے آگے تھا...... رُخسانہ اس کے پیچھے تھی...... وہ دائیں جانب والی کچی پکی قبروں کے درمیان شبنم اور کہرے میں بھیگی ہوئی گھاس پر پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتے آگے بڑھے...... دس بارہ قبروں کے درمیان سے گزرنے کے بعد اچانک

قبرستان کے سناٹے میں انہیں ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی لمبے لمبے گہرے سانس لے رہا ہو...... رُخسانہ کے رونگٹے کھڑے ہوگئے...... جادوگرنی مارا نے سرگوشی میں عمران سے کہا۔

"بدرُوح چڑیل سامنے والی قبروں کے پیچھے ہے...... میں یہاں نہیں ٹھہر سکتی...... خدا تمہارا نگہبان ہو۔"

عمران نے دھیمی آواز میں رُخسانہ سے کہا۔

"تمہارے بازو پر تعویذ بندھا ہوا ہے...... بدرُوح چڑیل تمہارے قریب نہیں آئے گی...... تم اسی جگہ ٹھہرو...... میں آگے جاتا ہوں۔"

رُخسانہ نے سرگوشی میں کہا۔

"اللہ حافظ!"

وہ دونوں اس وقت ایک پکی قبر کے چبوترے کے پاس کھڑے تھے...... رُخسانہ وہیں چبوترے کی اوٹ میں ہوگئی اور عمران اللہ کا نام لے کر سامنے والی قبروں کی طرف بڑھا...... قبرستان کی فضا پر گہرا سکوت طاری تھا...... یہ موت کی خاموشی تھی جس میں خوف بھی تھا اور عبرت بھی...... سامنے والی قبروں پر اندھیرا چھایا ہوا تھا...... جیسے جیسے عمران آگے بڑھ رہا تھا تاریکی اور دُھند میں سے قبروں کے خاکے آہستہ آہستہ اُبھرنے لگے تھے، مگر قبروں کے یہ خاکے دُھند میں لپٹے ہوئے تھے...... عمران بڑی احتیاط سے رُک رُک کر قدم اُٹھاتا چل رہا تھا کہ کسی قبر پر اس کا پاؤں نہ پڑ جائے۔

وہ ایک دم سے رُک گیا۔

اسے وہی گہرے گہرے سانس لینے کی آواز ایک بار پھر سنائی دی تھی...... اس بار یہ آواز قریب سے آئی تھی...... عمران اپنے اُوپر بڑا حیران ہو رہا تھا کہ ایسے دہشت ناک ماحول میں رات کی تاریکی میں آ کر اس کے دل میں ذرا سا بھی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا...... یہ صرف اس لئے تھے کہ وہ سچے دل کے ساتھ کلمہ پاک کا ورد کر رہا

تھا...... وہ سانس روک کر آنکھیں سکیڑ کر اندھیرے اور دُھند میں سامنے کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے کچھ فاصلے پر کسی قبر پر ایک سایہ جھکا ہوا دکھائی دیا...... وہ پُراسرار سایہ سفید دُھند کی وجہ سے اسے صاف نظر آنے لگا تھا...... وہ ایک قبر کے کتبے کی اوٹ میں ہو گیا...... اس نے غور سے دیکھا...... یہ سایہ قبر میں سے کچھ نکال رہا تھا...... دوسرے ہی لمحے اسے سائے کے ہاتھوں میں ایک مردہ نظر پڑا جس کی ٹانگیں اور ہاتھ نیچے لٹک رہے تھے...... عمران فوراً سمجھ گیا کہ وہ بدرُوح چڑیل کے پاس پہنچ چکا ہے۔

یہ بدرُوح چڑیل ہی تھی جس نے ایک تازہ قبر کی مٹی کھود کر اس میں سے میت کو نکال کر اسے ہاتھوں میں لے رکھا تھا اور اس کے حلق سے ڈراؤنی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔

اچانک بدرُوح چڑیل اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی...... اس نے عمران کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا...... بدرُوح چڑیل نے مردے کو زمین پر رکھ دیا اور گردن آہستہ آہستہ موڑ کر جہاں عمران کھڑا تھا اس طرف دیکھا...... عین اس وقت عمران بھی قبر کی اوٹ سے نکل کر سامنے آ گیا...... بدرُوح چڑیل اور عمران کے درمیان چند قدموں کا فاصلہ تھا...... عمران اپنی جگہ پر کھڑا رہا...... بدرُوح چڑیل نے عمران کو دیکھ لیا تھا اور اس نے یہ بھی محسوس کر لیا تھا کہ عمران کے اتنا قریب ہونے کے باوجود اسے کوئی جھٹکا نہیں لگا تھا...... وہ عمران کی طرف بڑھی...... جیسے جیسے وہ عمران کے قریب آ رہی تھی اس کا ڈراؤنا چہرہ اور ڈراؤنا ہوتا جا رہا تھا...... اس کی سانس کھڑ کھڑا کر چل رہی تھی...... اس کے حلق سے خراٹوں ایسی آوازیں آنے لگی تھیں...... جب بدرُوح عمران کے اور قریب آ گئی اور اسے عمران کی طرف سے کسی قسم کا جھٹکا نہ لگا تو اسے یقین ہو گیا کہ عمران کے بازو پر تعویذ نہیں ہے...... عمران قبروں کے درمیان چٹان ایسے عزم کے ساتھ کھڑا تھا اور بدرُوح چڑیل کو اپنی طرف آتے دیکھ رہا تھا...... اس نے دل میں کلمہ پاک کا ورد تیز کر دیا تھا۔

بدرُوح چڑیل کے حلق سے ایک ڈراؤنی چیخ بلند ہوئی اور وہ کسی گدھ کی طرح

دونوں بازو پھیلا کر عمران کی طرف آئی...... عمران اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا......اس کی قوت ایمانی ایک لمحے کے لئے بھی نہ ڈگمگائی...... جیسے ہی بد رُوح چڑیل نے عمران پر حملہ کیا عمران نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن دبوچ لی اور بلند آواز میں کلمہ شریف پڑھتے ہوئے اسے زور زور سے جھٹکے دینے لگا...... بد رُوح چڑیل کے جسم کی ساری شیطانی طاقت غائب ہوگئی تھی......اس کی آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں......اس کے حلق سے بڑی دہشت ناک آوازیں نکل رہی تھیں، مگر عمران کسی قسم کا خوف کھائے بغیر بد رُوح چڑیل کی گردن کو زور زور سے جھٹکے دے رہا تھا......اچانک چڑیل کی آنکھوں کے سرخ انگاروں ایسے ڈیلے اپنے حلقوں سے نکل کر انگاروں کی طرح نیچے گر پڑے اور اس کا سر جسم سے الگ ہو کر عمران کے ہاتھوں میں آگیا......اس کے ساتھ ہی تیز آندھی چلنے لگی...... بجلیاں چمکنے اور کڑکنے لگیں...... تیز طوفانی ہواؤں میں کئی درخت جڑوں سے اُکھڑ کر گر پڑے۔

بد رُوح چڑیل کا سر عمران کے ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے گر پڑا...... نیچے گرتے ہی اسے آگ لگ گئی اور وہ شعلوں میں لپٹا ایک دائرے میں چکر کھاتے کھاتے جل کر راکھ ہو گیا...... عمران نے جھک کر دیکھا بد رُوح چڑیل کا جسم دیکھتے دیکھتے گل سڑ گیا تھا اور وہاں ہڈیوں کا پنجر پڑا تھا...... پھر آسمان سے ایک شعلہ سا نکل کر نیزے کی طرح بد رُوح چڑیل کے پنجر سے ٹکرایا اور پنجر کو بھی آگ لگ گئی اور چند لمحوں میں وہ بھی جل کر راکھ ہو گیا...... اس کے فوراً بعد طوفانی آندھی تھم گئی...... بجلیاں کڑکنا بند ہو گئیں اور ہر طرف ایک پر سکون خاموشی چھا گئی۔

عمران نے دیکھا کہ ایک طرف سے بزرگ عامل چلے آرہے ہیں......ان کے سیدھے ہاتھ میں جلتا ہوا چراغ ہے......انہوں نے چراغ کو قبر کے کتبے کے پتھر پر رکھا اور عمران کو گلے لگا کر کہا۔

"جزاک اللہ! جزاک اللہ! میرے بیٹے تم نے ثابت کر دکھایا ہے کہ اگر دل ایمان

کی شمع کے نور سے جگمگا رہا ہو تو شیطانی اندھیرے اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے...... تم نے اپنے ایمان کی طاقت سے بد رُوح چڑیل کو نیست و نابود کر کے دنیا کو اس کی درندگیوں سے چھٹکارا دلایا ہے...... تم نے جذبہ ایمان کی صداقت کی ایک مثال قائم کر دی ہے۔"

اتنے میں رُخسانہ بھی دوڑ کر وہاں آگئی اور اس نے عمران کو مبارک باد دی......

عمران نے کہا۔

"یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ لوگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ میں اس مہم میں کامیاب و سرخرو ہوا۔"

بزرگ عامل نے فرمایا۔

"بیٹے اس میں تمہاری ہمت اور خدا پر پختہ یقین نے سب سے اہم کردار ادا کیا ہے...... آؤ اب اس میت کو پھر سے دفنا دیں جس کو بد رُوح چڑیل نے قبر سے نکال کر اس کی بے حرمتی کی ہے۔"

انہوں نے میت کو پھر سے کفن میں لپیٹا اور قبر میں بڑے احترام سے لیٹا دیا......

بزرگ عامل نے عمران اور رُخسانہ کے ہمراہ ہاتھ اُٹھا کر میت کے لئے دعائے مغفرت پڑھی اور جو چراغ بزرگ عامل اپنے ساتھ لائے تھے اسے قبر کے سرہانے کی جانب رکھ دیا اور عمران اور رُخسانہ سے کہا۔

"اب ہمیں واپس چلنا چاہئے۔"

وہ قبرستان سے نکل کر گاڑی میں آکر بیٹھ گئے...... رُخسانہ نے بزرگ عامل کو ان کے مکان پر چھوڑا اور عمران کو اتارنے اس کے گھر کی طرف چلی تو اس نے عمران سے کہا۔

"جادوگرنی مارا کیوں نہیں آئی......اب تو اسے بد رُوح چڑیل سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

عمران کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ شاید اب اسے آنے کی ضرورت نہیں رہی۔"

رُخسانہ نے عمران کو ان کی کوٹھی کے باہر اتارا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"کل کالج ضرور آنا...... ہمیں بہت سی باتیں کرنی ہیں۔"

عمران بولا۔

"ضرور آؤں گا۔"

اور وہ عقبی برآمدے سے گزر کر اُوپر اپنے بیڈ روم میں آکر بستر میں لیٹ گیا......

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اتنی بڑی مہم میں کامیاب ہو کر آیا ہے...... وہ بار بار خدائے بزرگ و برتر کا شکر ادا کر رہا تھا...... وہ جلدی سے بستر میں سے نکلا...... باتھ روم میں جا کر اس نے وضو کیا...... دو نفل شکرانے کے پڑھے اور الماری میں سے تعویذ نکال کر چوما اور اسے اپنے بازو پر بڑے احترام سے باندھ کر بستر میں لیٹا ہی تھا کہ کھڑکی کا پردہ ہوا میں لہرانے لگا...... دوسرے لمحے جادُوگرنی مارا کھڑکی کے پاس کھڑی تھی...... اب اسے کھوپڑی کے روپ میں آنے کی ضرورت نہیں رہی تھی...... وہ سانولے رنگ کی لڑکی کے روپ میں تھی اور اس کے چہرے پر بڑی معصوم مسکراہٹ تھی، کہنے لگی۔

"عمران! صرف ایک سچا مسلمان ہی یہ کارنامہ سرانجام دے سکتا تھا...... میں تم سے بڑی خوش ہوں...... میں صرف تمہیں مبارک باد دینے آئی ہوں کہ تم نے انسانوں کی بھلائی کی خاطر وہ کام کیا ہے جو تم ایسا سچا مسلمان ہی کر سکتا تھا۔"

عمران بولا۔

"میں تمہارا بھی شکر گزار ہوں کہ تم نے اس مہم میں ہر قدم پر میری رہنمائی کی۔"

مارا نے جواب میں کہا۔

"یہ میرا فرض تھا...... اب میں جاتی ہوں۔"

"پھر کب ملاقات ہو گی؟" عمران نے پوچھا۔

جادُوگرنی نے کہا۔

"شاید اب کبھی ملاقات نہ ہو۔"

اور اگر تم اسی طرح نیک عمل کرتے رہے اور اسلام کے دکھائے ہوئے راستے پر ثابت قدم رہے تو تم پر کسی بدبلا...... کسی بد رُوح...... کسی جادُو ٹونے کا کوئی اثر نہیں ہو گا، کیونکہ اللہ کے حکم سے نیکی کے فرشتے خود تمہاری حفاظت کریں گے۔"

عمران نے کہا۔

"میری آنکھوں سے جہالت، توہمات اور شرک کا پردہ اُٹھ گیا ہے...... میری آنکھیں اللہ کے نور سے روشن ہو گئی ہیں...... اب میں کبھی گمراہ نہیں ہوں گا۔"

جادُوگرنی مارا بولی۔

"آسیبی حویلی اور ویران کھنڈر کی طرف جانے کی اب ضرورت نہیں ہے، کیونکہ بدرُوح چڑیل کے خاتمے کے ساتھ ہی یہ دونوں منحوس ٹھکانے اینٹوں اور مٹی کے ڈھیر بن چکے ہیں...... اب ان باتوں کو بھول جاؤ اور اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دو...... پڑھ لکھ کر ملک و قوم کی خدمت کرو...... اب یہی تمہارا سب سے بڑا فرض ہے...... میں جاتی ہوں...... خدا تمہارا نگہبان ہو۔"

عمران بستر پر بیٹھا مارا کو کھڑکی کے پاس کھڑی دیکھ رہا تھا...... وہ مسکرا رہی تھی...... مسکراتے مسکراتے اس کا جسم دُھندلا ہونے لگا اور دُھندلا ہوتے ہوئے غائب ہو گیا۔

ختم شد!